دیوان سفیر

سید شائق حسین سفیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چکیدۂ قلم مضامین رقم عالیجناب شمس العلما نواب سید امداد امام صاحب بہادر المتخلص اثر عظیم آبادی مدظلہ العالی

جناب نواب محمد سید شائق حسین خان صاحب کی عالیخاندانی سے دنیا واقف ہے
بزرگان آپ کے ہندوستان و ایران میں علم و فضل اور بھی ثروت دنیاوی کے اعتبار سے
نہایت نامور گذرے ہیں۔ آپکا خاندان عالی ایک عرصۂ دراز سے مشہور علم و علما رہا
آپ کے جد امجد نواب میر عالم صاحب غفران مآب گذشتہ زمانے میں سرکار دکن کے مدار
المہام تھے۔ آپکے بھی نام سے جناب شریعت مآب مفتی میر عباس صاحب قبلہ
مجتہد العصر اور [illegible] دوران گذرے ہیں بہرحال سردست میر صاحب بہادر کے
[illegible] خاندانی کا ذکر راقم الحروف کو مد نظر نہیں ہے۔ یہاں راقم الحروف کو
[illegible] آپکے کمالات شاعری کی نسبت

[illegible]

CHECKED

جاری ہے قصائد اور مرثیوں کا ذخیرہ بھی کئی برس ہوئے کہ شائع ہو چکا اہل نظر سے زیور تحسین و آفرین حاصل کر چکا ہے یہ دوسرا دیوان غزل کا بھی بفضلہ تعالی حلیہ طبع سے آراستہ ہو گیا انکی طبیعت کا خاص طرز روانی و آمد ہے لیکن نازک خیالی سے بھی بہوش سے بھی معنی آفرینی سے بھی خالی نہیں ہے -

چکیدہ قلم جناب مولوی مسعود علی صاحب بی اے المتخلص بہ محوی سابق ناظم صدر عدالت سشن جج (حال وظیفہ یاب حسن خدمت سرکار عالی)

ہمارے مکرم و معظم دوست میر نواب شائق جنگ خاں صاحب بہادر المتخلص بہ شائق کمانڈنگ افسر پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک کا تعلق حیدرآباد دکن کے ایک ایسے خاندان سے ہے جو ظاہری وجاہت اور دنیاوی عزت کے ساتھ ساتھ علمی اور ادبی میدان میں ہمیشہ ممتاز اور سربرآوردہ رہا ہے ۔ یعنی میر ابو القاسم خاں شوشتری المخاطب نواب میر عالم بہادر صدر اعظم ریاست حیدرآباد دکن اور آپ کے حقیقی بھائی سید زین العابدین خان شوشتری المخاطب بہ میر میران از سلک امرائے اشتعظام سپہ سالار دولت حیدری وغیرہ نواب میر عبد اللطیف خاں صاحب

کامل النفس اصحاب نے ملاحظہ فرما کر پسندیدگی کا تمغہ عنایت فرمایا ہے ۔ اس لئے شایع کئے
کلام کو پبلک سے تعارف کرانے کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ کسی تعریف و توصیف
کی حاجت جن حضرات کو مذاق سخن ہے ۔ اور وہ اس خیالی فن کے غیر محدود
اور نازک قاعدوں سے آشنا ہیں وہ خود اس دیوان کو دیکھکر اس امر کا فیصلہ
فرمائینگے کہ جو کچھ ان دونوں بزرگواروں نے جناب میجر سفیر صاحب بہادر کے
کلام کی نسبت تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے ۔

چکیدۂ قلم جناب کپتان سید محی الدین حسین صاحب مہتمم شفاخانہ

پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک سرکار عالی

ہمارے میجر نواب میر شایق حسین خاں صاحب سفیر افسر کمانڈنگ پلٹن باقاعدہ
صرف خاص مبارک کی عالی خاندانی و فنون سپاہ گری کے متعلق مجھے اس
وقت کچھ لکھنا منظور نہیں ہے ۔ چونکہ آپ کا کلام اس وقت میرے
پیش نظر ہے جس کے متعلق میں اپنی رائے ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ اولاً
یہ کہ جو افسر کہ اپنے فرایض منصبی کے انجام دہی کے بعد اپنا وقت علمی مشاغل

چکیدۂ قلم جناب علامۂ عصر فاضل بے بدل عالم عدیم المثل جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مولانا مولوی سید اشرف صاحب شمسی پروفیسر کلیۂ جامعۂ عثمانیہ

جناب نواب میر شایق حسین خاں صاحب بہادر جاگیردار میجر کمانڈنگ پلٹن باقاعدہ صرف خاص مبارک علامۂ دہر فاضل الزماں سید نعمۃ اللہ جزائری کے اولاد سے ہیں علامۂ موصوف صاحب تصانیف کثیرہ اور علماء وقت میں ممتاز تھے علامۂ ممدوح کے فرزند ارشد فاضل اجل سید نور الدین کے فرزند دمینن سر برآوردہ اور سرآمد روزگار دو شخص ہیں ایک سید زین العابدین از امرائے عظام و سپاہ سالار دولت حیدریہ الشہیر بہ میر میران دوسرے میر ابو القاسم المخاطب بہ میر عالم مسند نشین وزارت ریاست حیدرآباد دکن تھے۔ فاضل زمانہ سید زین العابدین سپاہ سالار دولت حیدریہ میسور نواب میجر شایق حسین خاں صاحب بہادر کے جدّ اعلیٰ ہیں و علامۂ وقت مفتی میر عباس صاحب قبلہ مجتہد لکھنوی فرقہ امامیہ اور استاد ادبیات عربی و فارسی و فاضل الدہر سناد الملک آقا سید علی شوشتری نواب صاحب کے اعمام سے ہیں اس خاندان کے بزرگوں کو ہر زمانہ میں علم و دولت سے افتخار رہا ہے

قصیدہ در مدح قطب الاقطاب حضرت میر مومن صاحب قبلہ استر آبادی پیر و وزیر دولت سلاطین قطبیہ اعلیٰ اللہ مقامہ

مہک رہا ہے یہہ خوشبو سے آج کس کا مزار
حیا سے سر بہ گریبان ہے نافۂ تاتار

ہر ایک پھول سے بوئے بہشت آتی ہے
کہین نہ اوٹھ کے چلی آئی ہو وہین کی بہار

فلک سے بہر زیارت ملک بھی آئے ہین
صفیر طائر سدرہ ہے یا یہہ صورت ہزار

مہک جو آتی ہے پھولونکی کنج مرقد سے
نسیم باغ بھی کرتی ہے اپنی جان نثار

نظر ٹھہر نہین سکتی نکل کے آنکھون سے
شعاع مہر ہے یا شامیانۂ زرتار

مجاوروں کا نہ دل باغ باغ ہو کیونکر
کہ گل کھلاتی ہوئی پھرتی ہے نسیم بہار

ملیگا آج ثواب سعادت دارین
پیئے طواف گھروں سے چلے صغار و کبار

کسی طرف نظر آتا ہے گلرخون کا ہجوم
کہ جسپہ گلشن انجم کو کردے چرخ نثار

لباس فاخرہ پہنے ہوئے سب آئے ہین
عمامہ سر پہ کسی کے کسی کے ہے دستار

شریک بزم جو آکے ہو رہے ہین شیخ
ہٹو بڑھو کی ہر اک سمت ہو رہی ہے پکار

مشاہدہ مین کوئی ہے مراقبے مین کوئی
فقیر ایک طرف اک طرف ہین دنیادار

تمام اہل معانی و صاحب باطن
تمام بادۂ عرفان سے بیخود و سرشار

نہ کس طرح ہو تحیر جبین و ابرو سے
ہلال یک شنبہ دیکھا قرین ماہ تمام

اگر وہ ہے شب معراج تو یہ ہے نور زوال
ہے جیسی صبح دل آویز ویسی پیاری شام

نظر وہ آنکھ ملاتے ہی برچھیان مارے
وہ آنکھ قلب مسیحا سے چھین لے آرام

وہ حسن ماہ دو ہفتہ بھی جس سے دل مین خجل
ضیائے مہر کی رو کش صباحت اندام

مثال حضرت موسیٰ مرے حواس تھے گم
کہ نور برق سر طور تھا عیان لب بام

ہزار غمزۂ خونی نے دور باش کہا
ہزار اُس کی ادا نے دکھائی مجھکو حسام

ہوا نہ خوف ذرا مجھکو اُس کی ہمت بڑہا
بنا تھا دل مرے پہلو مین ضیغم آجام

نظر جو اُس سمن اندام سے دوچار ہوئی
عجب ادا سے کیا اُس نے مسکرا کے سلام

سکوت کرکے ذرا اور رکھا تو پھر یہ کہا
تو کیستی و کجا آمدی و نام کدام

دیا یہ مین نے بعد عجز اُس پری کو جواب
چھپاؤن آپ سے کیونکر نصیب ہے مرا نام

ہے میرا اشد فی الحال فوج شاہی مین
ستم رسیدہ و مظلوم و بیکس و ناکام

زمانہ ہو گیا خالی مرے بزرگون سے
کہان نصیب مین میرے وہ عیش و آرام

کوئی عزیز تھا اُن مین مقرب خاقان
کوئی ہمام وزارت کو دیتا تھا انجام

کوئی تھا میر زمان کوئی میر عالم تھا
خطاب و منصب و جاگیر پاتے آئے تمام

وہ اور کا دور گیا یہ مرا زمانہ ہے
وہی زمین وہی گردون وہی سحر وہی شام

مناظرہ کا جو ان نام تو بڑے گی بحث	کرون جو ذکر مطول تو ہو گا طول کلام
اگرچہ خطۂ ملک دکن ہے رشک ارم	ارم میں نام کو سچی نہیں بجز آرام
وہاں شراب مصفا ہے اور حور و قصور	یہاں ہے نعمت سجاد و بادۂ گلفام
وہاں ترانۂ دلکش بہ اہتزاز نسیم	یہاں ہے صلصل ساز نگ صوت ہر ہنگام
بہشتیوں کے گلے میں فقط ہیں حلۂ بہر	یہاں ہیں مختلف اللون جام ہائے انام
اگر وہاں ہیں اطاعت کیواسطے غلمان	یہاں بھی ویسے پری چہرہ خوبرو ہیں غلام
اگرچہ ہے دلکش و دلجو وہاں کی شام و سحر	ازل سے دست و گریبان ہے یہاں بھی ظلام و نور
بہشتیوں کو نہیں احتیاج ما یحتاج	بغیر زر نہیں چلتا یہاں کسی کا کام
وہاں ہے خازن جنت فرشتہ اک رضوان	یہاں ہے والیِ ملک دکن حضور نظام
بہ مدح شاہ اگر مطلعی کنم عنوان	شود ز دیدنِ او رنگ صبح آئینہ فام

مطلع ثانی

جو اس کی رائے منور ہو سائبان غلام	رہے نہ نام کو پھر تیرہ بختیٔ ایام
وہ اوج و جاہ و حکومت میں ہے سلیمان نظیر	رہیں نہ جادۂ طاعت پہ کیوں امم [illegible]

کرے نہ کس لئے تعظیم شاہ شیخ حرم
پئے طواف نہ کس طرح باندھ لے احرام

سپر ہے اُسکی حفاظت کے بیچ مین حائل ق
چلے عیادت ضیغم کے واسطے انعام

نہ خوف پنجۂ شہباز ہے نہ خوف عقاب
نشیمنون مین نوازن ہے کبک اور حمام

سنی ہے عدل حضور نظام کی شہرت
جواہر آپ کو کھینچے نہ کیون بہ سلک نظام

پڑے جو پر تو مہر اُسکی قدر بڑھ جائے
ابھی عقیق کے ہم رتبہ ہو ترشکے رخام

جمال بخت سے شہ کا روز افزون ہے
یہ وہ سحر ہے کہ جسکی کبھی نہ ہوگی شام

جو شہ کا ابر کرم اُسطرف برس جائے ق
تو آب بحر نظر آئے سب کو نقرۂ خام

عطا ہو فیض سے اُسکے یہ ماہیونکو شرف
چمک کے سکۂ عثمانیہ ہون فلس تمام

الٰہی شاہ مرا شاہ ہفت کشور ہو
ہمیشہ تخت فریدون رہے تہ اقدام

ترا ہی کام ہے ہر معرکہ کو سر کرنا
ترا ہی عزم ہے اقبال شاہ نیک انجام

سفیر بخت ترا چمکے شکل طرۂ شاہ
تو سرخ رو رہے یون جیسے شاہ کی صمصام

دیگر
قصیدۂ نظامیہ

مطلع ثانی

ملک نہین ہے ملک ہو تو آصف رحم قدر
بغیر صدر اعظم امور دیوانی

نہین ہے کام وزارت کا التوا مین
تجھے فراست و شوکت ہے جہان بانی

نہ کس لئے ہو ترا قلب رحم کا مسکن
ہے بین قلب سلاطین جسم رحمانی

بیان فکر ثنا فی ثناک منطلق
دماغ خیر تنا من ہداک سبحانی

شہا ہر اک ترے خوان کرم سے زلّہ ربا
ہنود و گبر و مجوس و جہود و نصرانی

ہوا اژدہائے فلک بستہ اشکبوس کیطرح
کمند معدلت خویش را چو پیچانی

پلاؤن تیغ کا پانی کھلاکے نیزیکا پھل
ترے عدو کی سر رزم ہو یہ مہمانی

فرس ہے طور تو موسیٰ ہے دشت ایمن ہے
لجام ہاتھ مین کرتی ہے کار ثعبانی

تری عطا ہے شفا بخش اختلاج قلوب
وہی ہے شربت دینار حاتم ثانی

ترے نوال کے آگے ہین ذرہ بے قدر
عطائے حاتم و انعام معن شیبانی

لکھا ہے شہ کی محبت پدر سے بہتر ہے
ہے تیری مہر کا قائل حکیم دوّانی

عجب نہین کف بیضا ضیا مین پاکے جگہ
فراعنہ پہ کرے خامہ کار ثعبانی

پڑی ہے عدل کی زنجیر پاؤن مین اسکے
ہوا ہے عہد مین تیرے جو ظلم زندانی

شہنشا ملکا خسروا جہان پناہا
ترے ہی ذات پہ نازان ہے نوع انسانی

تو اولین ہے شہا در وجود موجودات
وجود جوہر اول نہین ترا ثانی

تری جلو مین ہمیشہ ہو کہکشان کا علم	برائے ساحت اجلال و جیش سلطانی

سفر مدینہ کا ہو شاہ صدر زین پہ رہے
رہوں جلو مین مین تھامے رکاب سلطانی

قصیدہ در تہنیت جشن سالگرہ مبارک اعلیحضرت قوی شوکت سلطان ابن السلطان ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اقبالہٗ بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ میگوید۔

آج دل کیوں نہ بنے غنچۂ اسرار ازل	شجر طور ہے اس باغ کی اٹھتی کونپل
غرۂ ماہ رجب سالگرہ شاہ کی ہے	خود بخود آج شگفتہ ہے مرا باغ امل
چہرۂ مہر پہ ہے آج شفق کا غازہ	صبح کیونکر نہ ملے ماتھے پہ اپنے صندل
اللہ اللہ صفائی کی کوئی حد بھی ہے	سو جگہ باد بہاری کا گیا پاؤں پھسل
تو یوں کے لئے اطفال نباتات کی آج	لائیگی کارگہ باغ سے شبنم مخمل
زر گل کی نظر آئیگی جو گلشن میں کمی	سونا برسانے کو آئینگے سنہلے بادل
ہے اجالا جو لب جو تو اندھیرا سر کوہ	کالا نگی بجلی تو گھنیا بادل

ہے مہ و مہر ہی سے جشن نباتی کا نظام | کیوں منظم نہ ہو دونوں ہیں فرنگی جنرل
کیا عجب ہے کہ جو دیکھے فلک مینا لی | طارمِ تاک کو لے خوشۂ پروین سے بدل
ہے جو نال چمن کیلئے لالے کا ایاغ | نوشوار و گل خودرو کو چمن میں حنظل
کہکشان عکس شفق سے نظر آتی تھی یون | مانگ میں جیسے دلہن کی کوئی بھر دے صندل
ہے شفق مہر جہانتاب کے رخ کا غازہ | عرق گل میں کیا چرخ نے شنجرف کو حل
نازسے برق کا ہے رعد کے جانب یہ خطاب | کب برستے ہیں زمانہ میں گرجتے بادل
قطعہ
شاہدان چمنستان بھی ہیں کیا شوخ و شریر | ہنسکے کہنے لگی نرگس کو جو سوسن شقتل
منہ بنا کر یہ کہا اُس نے کہ لی اپنی خبر | تو وہ چنچل ہے کہ آنکھوں سے اُڑا لی کاجل
جسطرف دیکھئے آتا ہے نظر جوش بہار | رنگ گلشن کا نہ شیشے کی طرح جائے اُبل
ہو چٹکنے میں بھی نغمہ کی صدائیں پیدا | بیضۂ زاغ بھی لے آئیں تو نکلے کوئل
رنگ شیشوں کا بھی ہوئیگا دھانی ساقی | بطِ مے باغ سے اُڑ جائے نہ بنکر مرغابی
نیزہ تانے ہوئے پھرتا ہے سماک رامح | ہے طرفدار بہار آج سماک اعزل
مدح سرکار میں وہ نور کے ہوں شعر سفید | چشم خورشید میں جس سے ابھی آجائے سبل
میر عثمان علیخان بہادر جمجاہ | عید کا چاند سمجھتے ہیں جسے حوت و حمل
نہ فلک ہیں ترے رتبے کے مقابل میں ترنج | ساحت قدر میں ہے عرصۂ گیتی خردل

خیر مین خم کی مناتا ہون کہون بادہ پرست
کافر عشق کو ہوتا نہین پاس ملت

دے کے دل تجھکو میرِ جان مین کہین کا نہ رہا
اور اغیار سے تجھکو نہین دم بھر فرصت

تیغ ابرو کے اشارے سے ٹپکتا ہے لہو
دیکھ رہ جائیگی تجھپر مرے خونکی تہمت

جی مین تھا بیٹھ رہون تارک دنیا ہوکر
پر نہین مذہب اسلام مین رہبانیت

واقف احکام سے مین دین مسیحی کے ہون
زند و پاژند کے دستور سے صاحب حیرت

مے و معشوق سے دیکھا نہین بہتر کوئی شغل
کوئی دم تو رہے اوضاع جہان سے غفلت

حشر تک سنتے چلے جائینگے افسانۂ ظلم
کاہ مین خون سیاوش کی ہے ابتک رنگت

بوسے دینے مین رہیگا تجھے کبتک انکار
نام سے میرے رہیگی تجھے کبتک نفرت

بسمل دشنۂ انداز رہے دل کب تک
کب تلک تیرے تغافل سے رہون بد قسمت

نام تو اوسکا بتادے یہ کیا جس نے کہ
سوسنی ہوگئی ہونٹونکی گلابی رنگت

رام ہوجائیگا کس روز تو اے آہو چشم
ہائے کب اتریگا یہ نشۂ جام وحشت

آج گردون کے اشارے سے لیا میر اسلام
ہائے رے ناز و نزاکت تری بل بے نخوت

بیٹھ اے زہرہ جبین آکے مرے پہلو مین
تیرا وارفتہ ہون مستی مین [illegible] صفت

خوف کس کا ہے مری جان پیالہ بھر دے
مجھسے کل محتسب شہر نے لی ہے رشوت

تاج فغفور ہے یہ کاسۂ چینی میرا
حلقۂ زلف ترا نافۂ مشک تبت

[illegible]

ہے مری اسم مسمط گلہائے موتیوں سے
چار جانب ہے رباعی کی مری مہک بندی
مدح حضرت کے سبب سے مرتبہ ہے بلند
اشہب خامہ کو کیوں نہ زمیں پر سرپٹ پھیکوں
مرے سرکار کا اقبال مرا حامی ہے
میر عثمان علیخان بہادر جمجاہ

جس سے ہے گردن محبوب سخن کی زینت
شش جہت میں ہے مسدس کی مرے شہرت
ہے مرے شعر کی شعرا سے زیادہ عزت
مجھکو معلوم ہے میدان سخن کی وسعت
جسکی ہے روشنی عقل چراغ ہیبت
جن کے دروازہ کے ہیں دو ہیبت اوج رفعت

مطلع ثانی

وہ فلک رتبہ ثریا پہ ہے جسکو رفعت
تحت اقدام ہے مسند اقبال و کرم
توپخانہ سے عیاں زلزلۃ للارض کی شان
یکشنبہ چاند جلو میں ترے چاندی کا علم
چمکتے ہو رہے شوکت کے نہیں کیوں جن کے نات
وصف لکھنے میں حیا کے مجھے سرخی کے لئے

ماہ کامل ہے جہاں شبکو چراغ خلوت
نشتر لا و نعم کہا نہیں سکتی ہیبت
طنطنہ کوس کا سنتی ہے سماء انشقت
اشہب منقوش ہو جو کچھ وہ ظفر کی آیت
جام کوثر ہے ترا بزم ہے تیری جنت
چاہیے رو سے عروسان کرن کی حمرت

[illegible]

دو قدم دوڑ کے اقبال قدم لیتا ہے | جو ملتی ہے ترے بازو کو جو فتح و نصرت

تیغ یوں ڈوبتی ہے فوج عدو میں جیسے | جوہری کرتا ہے قاموس میں تصحیح لغت

سبک ایسی ہے کہ کہتے ہیں اسے موج نسیم | کہ سطح اُلٹے نہ اوراق کتاب فطرت

تیری تلوار سے باطل ہوئی حاسد کی دلیل | نہ چلی عالم منطق کی قضایے حجت

تیرے خاتم میں یہ کیونکر ہو نگیں اقبال | زندہ کر دیتا ہے کشتوں کو بشر مدحت

مانگ میں جیسے دلہن کے کوئی بھر دے صندل | تیری تلوار کے نابوں میں ہے ایسی حرمت

رزم گہ سے تیری پہنچا ہے فلک پہ جو غبار | آج ظاہر ہوئی معنی نجوم کدورت

رشتۂ عزم جہانگیر کی تیرے یہ کشش | بحر کاموس کشائی ہو کمند سطوت

چشم بد دور وہ محبوب حسین ہے تری تیغ | روز جا کر آئینہ میں دیکھتی ہے جو صورت

یوں دم جنگ چمکتی ہے وہ مانند ہلال | سب دعا پڑھتے ہیں جب لی ہو اسکی رویت

تیری تلوار سے جاری ہیں لہو کے چشمے | اسکے نابوں کے ہی جوہر سے عیاں فیض صفت

ایک ہی وار میں جو رنگ ہے راکب مرکب | تیری تلوار کو کیا آتی ہے ضرب و قسمت

اسکی ابرادہ ہے ہر ایک دلیل قاطع | رہے معلول ہی باقی نہ تو ثابت علت

تیغ تیری ترے دعوے پہ دلیل روشن | قطع کر دیتی ہے جو عمر عدو کی حجت

برق خاطف ہی عدو کے لئے تیری تلوار | اسکی جھنکار ہے آوازۂ کوس صولت

[illegible]

عالم اکبر و اصغر سے پڑی ہے یاں بحث	مہ و خورشید کو بھی تجھسے بھلا کیا نسبت
کونسا رتبہ وہ ہے جو نہ ملا ہے تجھکو	تیرے ہی واسطے اتممت علیکم نعمت
کوئی کہتا ہے ترا مثل کسی کو تو کہے	فکر ہر کس بجہان است بقدر ہمت
مجھسے پوچھو تو قسم کھا کے کہونگا میں بجا	اس زمانہ میں نہیں تجھکو کسی سے نسبت
تیرے احسان کے مقابل میں بھلا کسکی زبان	ہو ترا شکر بھلا وہ بھی بقدر ہمت
آ چکے دن تو جہاں میں ہے وہ عالی رتبہ	آسماں کو ہے ترے مرتبہ ہی اک نسبت
خوبیاں لکھوں تری اے یہ کلک و زبان	لکھ سکے کچھ ترے وصاف خدا کی قدرت
مورد لطف سے ہے تیرا زمانہ میں سفیر	تو سلامت رہے دنیا میں بجاہ و حشمت

ہو مبارک مرے سرکار کو یہ سالگرہ
اختر بخت ہی کوکب صبح عشرت

در مدح یکے از سرداران لشکری گوید

۱۱

[illegible]

۱۲۵

محاسن میں ان ہیں محامد میں ان میں | غرائب عجائب عجائب غرائب
کمالات کا ان کے کیونکر بیاں ہو | نہ حد محامد نہ حصر مناقب
نہ کیوں بخت و اقبال دونوں ہوں حامی | وہ ہے پیشکار اور یہ ان کا نائب
محبت میں یعقوب و یوسف ہیں دونوں | اب و ابن مانند یک جان در قالب
نہ ہو رونق رزم و بزم ان سے کیونکر | کبھی ہیں مجاہد کبھی ہیں مراقب
مقابل صفات حمیدہ کے ان کے | محامد ہوں اغیروں کے ساری مثالب
مرے ساتھ کی تم نے نیکی ہمیشہ | فاعطاکم اللہ خیر المواہب
نمی ترسم از سطوت قہر گردون | کہ تا یار من ہست حق در نوایب
بحق فارق کفر و اسلام باشد | ز تیغ تو تا انکشاف غیاہب
جنود عرب یا فتوں عجم ہو | تری فوج بے شبہ ہو سب پہ غالب
ترے آگے کیا ترے اعدا کی ہستی | لیوث مغاضب ہیں مثل ثعالب
ز عزم تو در صیدگاہ تو ساند | شکار پلنگان شکار ارانب
ترا اک پیادہ بھی ہنگام ہیجا | دو لٹ دیگا دم میں صفوف کتائب
شرر زا ز تیغ تو کوہ سیہ شد | کلمع ہوا فاضاء الغیاہب
ترے کف کافی سے کیونکر نہ ہوتی | فتوں نظامی کثیر المواجب

[illegible]

در ستائش یکے از خواتین محلہ [illegible]

ہے آشیانہ مغرب میں مرغ زریں پر — سفیر آیا ہے گا کل شرق سے خوشی کی خبر
پیئے ست بادۂ عشرت ہے عالم فلکی — کہ اپنے جامے سے باہر ہیں مشتری ہنبر
سہیل تولتا ہے موتیوں کو میزان میں — ستارے گنتا ہے کف الخضیب انگلیوں پر
یہ دو طرح کا ہے رنگ آج ہفتہ مے میں — کہ منبر پہ ہے خطیب اور زہرہ خنیاگر
دیا جو اوس کو فلک نے نطاق جوزا کا — تو رقص کرتا ہے بہرام کھینچ کر خنجر
بجا رہا ہے عطارد ترانۂ دلکش — ہے کب سے کان لگائے تشید زہرہ پر
مجھے بھی تہنیت عید کے لیے اس وقت — ہے ایک عصمت کبریٰ کی مدح پیش نظر
وہ ہے اناث میں تو شمس بھی مونث ہے — مربی ہمہ عالم ہے خلق بحر و بر
جہاں میں سارے مؤید اثر ہیں اوس کے — نبات و معدن و حیوان سبھی ہیں شک پہ
بہ فیض شمس ہے عالم جو ہو گیا عالم — اوسی سے جلوۂ لیل و نہار و شام و سحر
اوسی سے فصل خزاں ہے اوسی سے فصل بہار — اوسی سے عالم کون و فساد میں ہے اثر
بہ اذن خالق قہار اوس کے ہیں افعال — غلط ہیں معتقدات مجوس زشت سیر
موثرات سماعی میں لفظ دنیا ہے — کہ جیسے عالم و آدم ہے اور [illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

اُنھیں کے ہاتھ ہے ... خلعت ذریح	... کے جوہر
جہاں میں ایک دن ہیچ تھی ...	... ہیں ... سم ...
... سا لیسر نامی	حباب ... ہیں گر
اگرچہ ہو تین زمانے ... حضرت ...	... حضرت ... شیر
نہ کیوں ہو منحصر کل جہان کا کل وجود	اوسی کے جسم ... سعادت ...
خدا ... ہے بجز اس کے	ملک خصال ... فلک جاکر
ہے ... عدل کے جو شیوۂ جہانبانی	... قضا و قدر
... بافعوں ... رنگ	اوسی کی ذات سے وابستہ ...
ہے شش جہت میں جو یکتا ... اوسکی	وہ عقل ... عقول عشر
اوسی سے آج ریاست کا ہے نظم و نسق	... ہے جسکی ... محشر
جہاں میں اسکی فراست کے بجتے ہیں ڈنکے	زمین ... تا اختر
قدم ... کا ... اور ... اورنگ	اوسی کے واسطے ... خلعت و افسر
ہے کس کے ... حکمت کا قفل ابجد خوان	ہے نام جس کا ارسطو حکیم دانشور
اگر ... اسکا ... کا سایہ ہے	وہ ... حیا ...
وہ عصمت ... ہے جسکی اگر قسم کھائے	کبھی ... سکندر

[illegible]

[illegible]

[illegible] نسبت

[illegible]

اوس کی ذات سے انفعال [illegible]

[illegible] مشکلات کا دریا جو سامنے [illegible]

اعانت اوسکی خدا و رسول کرتے ہیں

ہیں اوسکے تابع فرمان جہانگیر دوران

حیا یہ ہے کہ نظر وسطرف بعض و [illegible]

لیا خطیب نے جب نام اوسکا بہر دعا

[illegible] اوس در دولت پہ آکے لیتے ہیں

[illegible]

[illegible] اوسکے ہیں دیتا

تمام [illegible] جو [illegible]

زیادہ اس سے مقصد کو [illegible]

جہاں میں شمس و قمر کا وجود ہے جبتک

[illegible] متانت [illegible]

[illegible]

ہر ایک کی کشتی امید [illegible]

کہ اسکی ذات سے افعال [illegible]

ہیں اوس کے لطف [illegible]

مطیع بخت ہے اور [illegible]

[illegible] اگر [illegible] جہاں [illegible]

[illegible] شعبدہ [illegible]

[illegible]

ستم رسیدہ [illegible]

کہ [illegible] اوس کی صف [illegible]

[illegible] ملک [illegible] جمع و قیصر

جہانکی ساری خلایق [illegible]

دعا یہ ختم کر اب اے [illegible]

[illegible] چرخ میں جب تک ہے [illegible] نیلوفر

۱۱

الله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

دیواں میں ذکرِ خیر جو ہے اک جمیل کا
آئینہ بن گیا ہے مسیح و خلیل کا

تلوار کی ہے دھار تری معرفت کی راہ
عالم جو نقشِ پا ہے چشمِ قتیل کا

حکمت میں تیری دخل نہیں فلسفی کو کچھ
دعوے بھی مُڑکے دیکھتا ہے منھ دلیل کا

اک موج اُس کریم کے بحرِ کرم کی ہے
سُنتے ہیں شور ہم جو بہت سلسبیل کا

اُس کے غضب سے کسکو جہاں میں اماں ملی
لشکر تباہ ہو گیا اصحابِ فیل کا

Checked 1987

الٰہی وہ بھی دن ہو کہ ٹکڑے اوس کے لیں چاک
مقابل چاند کے چمکے ہلال اپنے گریباں کا
ہلال عید بن جائے ہلال اپنے گریباں کا
شکایت میں کرونگا جبکہ ان مغروروں کو
تصور دل میں جو آیا گر ارض [illegible] جاناں کا
بتا اے چرخ جس روز درگاہ سلیماں کا
رقعہ نامہ کیا اوس غیرت بلقیس کو جسدم
[illegible] ادور سے دھوکا ہوا مرغ سلیماں کا
چلیگا مجھ پہ کب جادو ترا اے نرگس شہلا
مجھے کیوں آئینہ دکھلا رہی اے چشم حیراں کا

[illegible] آنکھوں سے بہتے ہوئے ... جناں کا
[illegible] رات دن دیکھ کے زلف پریشاں کا
[illegible] دروازہ سدا ... نوشاں کا
[illegible] فلک نے ... بامالی کا

ولہ

سفیر اوس [illegible]
[illegible] غلام شاہ مردان کا

دیوان سفیر ۲

احد کے نام میں جو میم احمد کا بھی شامل ہے	کلس بنکر چمکتا ہے وہ بسم اللہ کی گنبد کا

دعا اپنے خدا سے بس یہی ہے اے سفیر اپنی
زباں پر مرتے دم جاری رہے کلمہ محمد کا

بھڑک اٹھیگا جب شعلہ جنوں میں قلب سوزاں کا
بنے گا شیر کا دیدہ چراغ اپنے بیاباں کا

اٹھاتا ہوں تیا یارب کس غریق سوز ہجراں کا
کہ شعلہ آگ کے کاندھا دیگیا برق درخشاں کا

سکڑ جی ہے جو ہم رنگ جاں یہ جسم لاغر ہے
زمیں منہ تک رہی ہے اس غبار عرش جولاں کا

چٹکنا غنچوں کا کھلنا گلوں کا باغ عالم میں
فریب عشق بازی ہے نسیم صبح گاہاں کا

سماتا ہی چلا جاتا ہے جو اسمیں غم عالم
میرا دل شیشۂ ساعت ہے کیا ریگ بیاباں کا

قناعت پیشہ ہو جا تو اگر لذت پہ مرتا ہے
یہی اک خوان ہے عالم میں نعمتہای الواں کا

اگر جام و سبو ہے انتظار ابر کیا معنے
بھروسہ کسطرح ہو لاابالی پیشہ مہماں کا

مراجوش شباب اٹھتی جوانی اوکی آفت تھی
ادھر بیٹھے ادھر ٹھلے ادھر تاکا ادھر جھانکا

پریرویان عالم داغ دل کی قدر کرتے ہیں
اوترا آیا ہے نقش مہر سرکار سلیماں کا

ہو وہ دل کہ موج رنگ آرایش میں داخل ہے
خیال اپنا ہے شانہ طرۂ زلف پریشاں کا

وہ شور لن ترانی سخت منزل طور پر چڑھنا
تجلی گاہ اوسکی دل نہ تھا موسئ عمراں کا

یہی طاقت رہیگی گر ہمارے دست وحشت کی
ملیگا دامن محشر سے چاک اپنے گریباں کا

[illegible] آنکھوں سے دیکھا [illegible] اوس چشم گریاں کا
[illegible] جیسے [illegible] نظر اپنے [illegible] سلیماں کا
[illegible] تو جا تک ساتھ دیدی ... ان کا
[illegible] اک دن تھا نہ تیر مژگان کا
[illegible] صبح وطن اوسکا [illegible]

ولہ

[illegible] جان بن کر رہا گریباں کا
[illegible] نمایاں کا
[illegible] گریباں کا
[illegible] ہلال اوسکی [illegible]

[illegible] شراب نتھا

ولہ

[illegible]

شبِ فراق میں کب جان پر عذاب نتھا
کہ رات بھر مجھے ظلمت کدہ میں خواب نتھا

خدنگ ناز کا کوئی جو سدِّ باب نتھا
میرے جگر کے بھی زخموں کا کچھ حساب نتھا

شکست توبہ کی آواز فصلِ گل میں سنی
وہ کون تھا جو خرابات کا خراب نتھا

حریف سے وہ گلے مل رہے تھے عید کے دن
مجھی سے شرم تھی اوس سے ذرا حجاب نتھا

یہ گم ہوئی تھی سیاہی میں شام فرقت کی
جو شب کو ماہ نہ تھا دن کو آفتاب نتھا

گئے اودھر سے بھی خط اور ادھر سے بھی آئے
کسی میں ایک بھی تسکین کا جواب نتھا

مریضِ غم کو اگر اپنے دیکھ جاتے آپ
نہ تھا گناہ بھی کوئی اگر ثواب نتھا

شبِ وصال میں سوتے رہے وہ صبح تلک
رہیگا یاد کہ یہ بھولنے کا خواب نتھا

شمار میرے گناہوں کا تھا جو ناممکن
میرے کریم کی بخشش کا بھی حساب نتھا

ذرا سی پیتے ہی جان آئی جان میں ساقی
غذائے روح بھی یہ ساغر شراب نتھا

وہ گالی دیتے ہیں الٹے مجھی سے کہتے ہیں
جناب آپکی جانب کوئی خطاب نتھا

اگرچہ بحث تو پینے میں اور پلانے میں
جنابِ شیخ کو رندوں سے اجتناب نتھا

ہزار شکر وہ گھر پوچھتے ہوئے آئے
مزا تو یہ ہے کہ قاصد بھی ہمرکاب نتھا

ہزار حیف نہ کی قدر کچھ جوانی کی
کوئی زمانہ بجز عالمِ شباب نتھا

سفیر کون سے دن جھومتے نہیں نکلے

۳

[illegible]

ولہ

[illegible]

محیط ہے دلِ پُر داغ سے دھواں اُٹھکر
بغل میں داب کے طاؤس کو سحاب آیا

مقابل ہو سکے کہاں تاب تھی ٹھہرنے کی
نہ روز حشر بھی نیزے پہ آفتاب آیا

تباہ کر ہی دیا آہِ گرم نے دل کو
یہ جل نہ جائے کہیں سیخ پر کباب آیا

گمان ہونے لگا چشم مست ساقی کا
ہمارے سامنے جب ساغرِ شراب آیا

اس اضطراب میں کیا جانے لکھ گئی کیا ہم
نہ لکھا اب کوئی خط وہاں سے یہ جواب آیا

جو شب ہوئی تو بنا ماہ اُسکی بزم کی شمع
سحر کو آئینہ دکھلانے آفتاب آیا

خدا بچائے اس الطاف و مہربانی سے
ہنسا وہ جس سے ذرا لبوں ہی عتاب آیا

وہ صید تیر نظر ہو گیا پھڑکنے لگا
کوئی جو تھامنے اوس ترک کی رکاب آیا

عجیب مصرعِ آتش ہے یہ خدا بخشے
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

میں آبرو سے رہا کی نہ دلنے کی خواہش
گہر کی طرح مقدر میں میرے آب آیا

بچا لیا ہمیں تر دامنی نے محشر میں
چمک چمک کے بہت سر پہ آفتاب آیا

دہانِ یار ہے معدوم اور کمر عنقا
میرے سوال کا یہ غیب سے جواب آیا

وہ مست ہوں کیا رو رو کے اپنا دل خالی
فراق میں جو نظر شیشۂ شراب آیا

سیاہ کاریاں کب تک سفید بال ہوئے
جناب شیخ اُٹھو سر پہ آفتاب آیا

سفیرؔ دفن جو یہ خاکسار ہونے لگا

وله

جسے دیکھا اُسے شاکی ہی پایا دورِ گردوں کا
صدف کے بھی کلیجے میں ہے چھالا دُرِّ مکنوں کا

زمیں بھی اُس گھڑی چکر لگا کے ملجاتی ہے گردوں سے
قیامت خیز ہوتا ہے بگولا میرے ہاموں کا

الٰہی اُس کی دولت ہو گئی ناپید کیوں ایسی
پتا ملتا نہیں زیرِ زمیں بھی گنجِ قاروں کا

درفش کاویانی ہو گیا سب گاؤ خورد افسوس
جہاں میں نام تک باقی نہیں قصرِ فریدوں کا

جگر کیسا کہاں کا دل خدا اس عشق سے سمجھے
لگا دی آگ گھر بھر میں اسے پھونکا اُسے پھونکا

چمن میں شان و شوکت ہی دوبالا ہو گئی اُس کی
پڑا جب سرو پر سایہ تمہارے قدِّ موزوں کا

نظر میں سانولی صورت ہے اک لیلےٰ شمائل کی
بہت بھاتا ہے دل کو میرے سایا بیدِ مجنوں کا

اُگل کر رازِ اُلفت اُس نے افشا کر دیا سب پر
بہت ہی ظرف چھوٹا تھا ہماری چشمِ پُرخوں کا

اشارہ قتل کا تھا یہ کہ مطلب اور ہی کچھ تھا
نہیں کھلتا معمّا ابروؤں کی بیت موزوں کا

سیاہی سے سیاہی آج تک کس نے جدا کی ہے
شبِ تاریک قسمت ہے اندھیرا زلفِ شبگوں کا

تغافل کیش اس کمبخت کا ساجھی نہیں کوئی
مری آہوں کے بادل ہیں کہ پنبہ گوشِ گردوں کا

بھلا تقدیر سے تدبیر کا بھی زور چلتا ہے
اجل نے کر دیا آخر کو اوندھا خم فلاطوں کا

نہیں ہے سرخ یہ موباف گویا اک اشارا ہے
کیا ہے اُس کی چوٹی نے ارادہ آج شبخوں کا

خدا کے فضل سے اقبال چمکیگا سفیرؔ ایسا
گڑیگا ایک دن جھنڈا مرے بختِ ہمایوں کا

جان دی فرقت کی شب اک سمتا کی یاد میں | ملگیا گوشۂ کفن کو چادرِ مہتاب کا
خط سبز یار کو کیونکر نہ میں دیکھا کروں | لطف ہی کچھ اور ہے اس سبزۂ شاداب کا

یہ بھی اپنے جد کی مستحکم نشانی ہے سعیر
یادگارِ میر عالم بند ہے تالاب کا

٦

طالبِ دیدار ہے دل اُس سراپا نور کا | چاہیے کاجل ہو آنکھوں میں چراغِ طور کا
اور رونے کو جی چاہے گا مجھ رنجور کا | لہریں لیگا وادیِ ایمن میں دریا نور کا
جلگیا ٹھیرا اگر آکر مسافر دور کا | دھوپ ہے کچھ کم نہیں سایہ بھی نخلِ طور کا
چاہیے خامہ کو میرے صفحۂ میدانِ حشر | کھینچنا منظور ہے نقشہ شبِ دیجور کا
دُھن عدم کی ہے نے باندھی دیکھکر شامِ فراق | سوجھتا ہے مجھکو تاریکی میں مضموں دور کا
جان ہونٹوں پر رہا کرتی ہے جس کے ہجر میں | بار بار آئے گلہ لب پر نہ کیوں اُس حور کا
نوکِ مژگاں پر نظر آیا جو اپنا لختِ دل | دار پر چڑھنا مجھے یاد آگیا منصور کا
تیر نے اُس کے کلیجے میں جگہ کرلی مرے | گڑ گیا منزل پہ آتے ہی مسافر دور کا
آسماں پر صبحدم یارب یہ کیسی ہے شفق | کیا کلیجہ پھٹ گیا غم سے شبِ دیجور کا
کیا حرارت ہے مرے زخمِ جگر کی دیکھنا | گرم ہو جاتا ہے پھاہا مرہمِ کافور کا
ہجر کی شب نیش زن ہے ہر ستارہ کی شعاع | ہے گماں بامِ فلک پر خانۂ زنبور کا

محبت میں یہی اپنا طریقہ عمر بھر رکھا
کسی کے ہو رہے ہم یا کسی کو اپنا کر رکھا

خوشامد کی بھی حد کی پاؤں پر ظالم کے سر رکھا
نہ مانا اُس کے درباں تو نے پھر مٹھی میں زر رکھا

ہوا تھا جلکے دل اکسیر جو سوزِ محبت سے
ہوس نے ہماری خاک کو شیشوں میں بھر رکھا

امیروں سے رہی نفرت ہمیشہ ہم فقیروں کو
توکل میں خدا کے فضل کو پیشِ نظر رکھا

ہوا دل خون اپنا چشمِ میگوں کی محبت میں
مے گلرنگ سے فرقت کی شب پیمانہ بھر رکھا

محیطِ عشق سے آساں نہیں تھا پار ہو جانا
شناور اس میں وہ تھا شیر کا جس نے جگر رکھا

نہیں ہے میکدہ میں بیعتِ پیرِ مغاں آساں
ہوا سب ہیں مٹے ہم نے نہ گھر رکھا نہ در رکھا

نہ ہو روزِ قیامت آفتابِ حشر سے زحمت
اسی سے میکدہ میں اپنا دامن ہم نے تر رکھا

چھری کی نوک سے کم تھیں نہ منقاریں عنادل کی
گلوں کی دید کی خاطر قفس کو چاک کر رکھا

لگی برچھی کوئی کاری نہ اُس سفاک کے دل پر
مرے نالوں کو قسمت نے مری کیا بے اثر رکھا

صفائے قلب سے کرتا ہے روشن زندگی انساں
سفیرؔ اس نے مجھے ممنون اپنا عمر بھر رکھا

وہ ترکِ دہر میں صید افگنِ زمانہ ہوا
کہ نسرِ طائرِ گردوں تلک نشانہ ہوا

جو خطِ سبز کا تیرے بیاں فسانہ ہوا
چمن میں سبزۂ بیگانہ بھی یگانہ ہوا

اُداس ہو گیا صیاد خامشی سے مری
پھڑکنے پر کسی کے نقصانِ آب و دانہ ہوا

ہوا پرست سے ہے دور طائرِ مقصد	یہ مرغ تیر ہوائی سے کب نشانہ ہوا

سفیر شانِ کرم بس وہیں نظر آئی
جو سجدہ گاہ مری اُس کا آستانہ ہوا

طفل بازی کوش ہوں میں مکتبِ ایجاد کا	دل دہل جاتا ہے سنکر نام بھی اُستاد کا
حال کیا جانے گی شیریں عاشقِ ناشاد کا	بے ستون سے پوچھئے سر پھوڑنا فرہاد کا
جب نہ خنجر سے کٹا سر عاشقِ ناشاد کا	بار بھی مُڑ کر لگی مُنھ دیکھنے جلاد کا
خاکساری کرتی ہے عالم میں انساں کو عزیز	کیوں نہ آنکھوں میں ہو گھر خاکستر برباد کا
اُس پری کے وصل سے توقیر کتنی بڑھ گئی	خط سلیماں نے لکھا مجھکو مبارکباد کا
کیا ہوئے وہ جنے رکھا ہے چکر میں صدا	چرخ میں پاتا ہوں عالم آسیائے باد کا
دہر میں اب تک اُسی نعمت سے ہیں ہم بہرہ ور	شکر ہم سے کیا ادا ہو سیلیؔ اُستاد کا
تیر رستم سے نہیں کم زال دُنیا کی ادا	نوجوانوں کو بچانا کب ہے تن فولاد کا
چومتے رہتے ہیں اکثر ابروے جاناں کو ہم	حوصلہ کعبہ میں ہے دل کو خدا کی یاد کا
یہ ریاضت ہی ریاکاری کی چھوڑیں اہلِ حرص	مرتبہ حاصل نہ ہوگا بوذر و مقداد کا
زیر دستوں کی بھی سنتے ہیں کہیں گردن بلند	آسماں تک شور کب پہنچا مری فریاد کا
سچ تو ہے خانہ بدوشوں سے خرابی گھر کی ہے	کچھ نہیں ملتا ٹھکانا سیل بے بنیاد کا

بت پرستی میں بھی معبودِ حقیقی کو نہ بھول
چاہیئے انساں کو قائل ہو ایجاد کا

[illegible]

ولہ

[illegible]

پرواز کناں پہنچا جنت میں عقاب اپنا | جو برچھیوں اُڑاتا تھا اپنا وہی مرکب تھا
تھی اُس سے مری ہستی وہ جسم تھا میں سایہ | وہ مجھ سے جدا کب تھا میں اُس سے جدا کب تھا

مولا ہے **سفیر** اپنا بیشک ہے امیر اپنا
جو فاتح خیبر تھا جو قاتل مرحب تھا

اُس نے اُڑایا ہے میرے دل کا نشانہ کیا | تیر افگنی میں اُس کا ہوا ہے فسانہ کیا
کل شام کو تو اُس نے کیا عذرِ دردِ سر | کرتا ہے آج دیکھئے پھر وہ بہانہ کیا
بلبل ہے شاد کام تو گلچیں ہے باغ باغ | گلشن میں لٹ گیا زرِ گل کا خزانہ کیا
سُرمہ ہوا ہوں گردشِ چشمِ سیاہ سے | پامال اُس سے بڑھ کے کرےگا زمانہ کیا
نرگس نہیں دکھاتی ہے آنکھیں جو باغ میں | سنبل کے ہاتھ میں بھی نہیں تازیانہ کیا
شاہوں کا دور بھی نہ رہا اس جہان میں | بدلا ہے ایک آن میں رنگِ زمانہ کیا
افتادگی جو باعثِ نشو نما ہوی | سرسبز ہو کے خاک سے نکلا ہے دانہ کیا
وہ رشکِ گل نہیں ہے جو ہمراہ باغ میں | ان بلبلوں کا مجھکو خوش آئے ترانہ کیا
طوفانِ اشک و آہ سے میں ہو گیا تباہ | یاں نذرِ سیل و بادِ ہوا آشیانہ کیا
ہر دم کی برہمی ہے مضرت رساں ضرور | اب گیسوئے صنم سے الجھتا ہے شانہ کیا
پیدا ہوئے ہزار حسیں اُس کے عکس سے | مسکن بنا ہے یار کا آئینہ خانہ کیا

گلبدن سیمتن و ماہ رخ و زہرہ جبیں
ایک تجھسا نہ کرے گردشِ دوراں پیدا

شوخی و ناز و ادا اور کرشمہ انداز
ہو گئے اب تو کئی جان کے خواہاں پیدا

کچھ بھی ناوک فگنی کا ہے اگر اسکو خیال
منچلا مجھسا تو کرے صفِ مژگاں پیدا

دشتِ وحشت میں کہانتک میں پھروں سرگرداں
نہ ہوے پر نہ ہوے خضرِ بیاباں پیدا

عنصری جسم کو چھوڑیں تو ہوں عالم پہ محیط
چار دیوار کے گرنے سے ہو میداں پیدا

ہے جو منظور کہ آئینۂ دل صاف رہے
دل میں ہرگز نہ کدورت کرے انساں پیدا

سرد آہیں جو کروں میں شبِ فرقت میں **سفیر**
فصلِ گرما میں بھی ہو فصلِ زمستاں پیدا

کی سیر آسمانوں کی تا لامکاں گیا
نالہ شبِ فراق کہاں سے کہاں گیا

جب تک تھا دل بغل میں ہزاروں تھیں حسرتیں
یوسف کو لے کے ساتھ ہی یہ کارواں گیا

گذری تمام عمر طلسمات میں مری
چشمِ بتاں نے سحر کیا میں جہاں گیا

گیا ہو فروغ سحر کو معجز کے سامنے
گوسالہ سامری کا بتاؤ کہاں گیا

زلفِ سیاہ چھا گئی دل پر ہزار حیف
پیچھے رہی بلا یہ مرے میں جہاں گیا

کیونکر کھلے نہ غنچۂ دل آج باغ میں
فصلِ بہار آ گئی دورِ خزاں گیا

دم آ گیا لبوں پہ یہ شدت تھی ضعف کی
منزل تلک جو گور کی میں ناتواں گیا

ولہ

تعلق کیوں نہو اُس رشکِ آتشناک سے پیدا
سمندر بھی کہیں ہوتا ہے مُشتِ خاک سے پیدا

روانہ حسرتوں کا کارواں ہونے کو ہے شاید
جرس کی ہی صدا اپنے دلِ صد چاک سے پیدا

سلیماں کو خطِ بلقیس سے بھی یوں نہ حظ اُٹھتا
خوشی ہوتی ہے ایسی اُس طرف کی ڈاک سے پیدا

لباس اُس یوسفِ گلپیرہن نے جب نیا پہنا
تو بوئے پاکدامانی ہوئی پوشاک سے پیدا

حلاوت تلخئ ایام میں ہے تلخ کاموں کو
نہ ہوگا شہد ہر گز حنظلِ افلاک سے پیدا

رہیں پژمردہ غنچے ہر شجر ہو نخلِ ماتم کا
گلستاں بھی ہو گر اس دیدۂ غمناک سے پیدا

کبھی چشمِ حقارت سے نہ دیکھو خاکساروں کو
تہمتن بھی ہوا ہے ایک مشتِ خاک سے پیدا

بڑا سفاک عیار زمانہ صید افگن ہے
اشارے آنکھ کے ہیں حلقۂ فتراک سے پیدا

دیا ہے خال کا بوسہ جو چشمِ مست کا مانگا
شرابی کو نہ ہوگا نشہ اس تریاک سے پیدا

اشارہ ہو اگر گلشن میں چشمِ مست ساقی کا
سبوے میکدہ ہو جائے دستِ تاک سے پیدا

عجب کیا ہے کہ فیضِ ساقئ کوثر سے محشر میں
مثالِ لالہ ہوں ساغر بکف ہم خاک سے پیدا

دوی کو اپنے دل میں تو جگہ ہر گز نہ دے مشرک
ہزاروں صورتیں ہو جائینگی شرک سے پیدا

ملا ہے کربلا کو یہ شرف خونِ شہیداں سے
فرشتے ہوتے ہیں تسبیح کو اس خاک سے پیدا

تمنائے شہادت عاشقوں کی رنگ لائیگی
ہوں خونریزی کے جوہر خنجرِ سفاک سے پیدا

دل اب آمادۂ انصاف ہوا
مجھ سے وہ عمر بھر نہ صاف ہوا
کیا خطا کی ہے کیا خلاف ہوا

ولہ

ذرہ ذرہ نے دکھائی ہم کو گلشن کی بہار
عکس روئے یار سے پھولوں کا اک خرمن رہا

جو بضاعت عمر بھر کی تھی وہ سب لے لی سفیرؔ
لٹ گیا میں وحشت میں محتاج کب رہزن رہا

جب سروِ شرم قد سے ترے آب ہوگیا
طوق گلوے فاختہ گرداب ہوگیا

آنسو بہا کے لے گئے آخر غریب کو
دامن ہمارا دامنِ سیلاب ہوگیا

کیا کیا شبِ فراق میں چھٹکی ہے چاندنی
چمکا یہ دل کا داغ کہ مہتاب ہوگیا

لکھوایا دستِ غیر سے خط کا مرے جواب
ان بیوفائیوں سے تو دل آب ہوگیا

جب دل کو تھا قرار مرے کچھ نہ قدر کی
اب کیا ٹکیگا ہاتھ میں سیماب ہوگیا

ڈھونڈا کہاں کہاں شبِ تاریک میں اوسے
میں بن گیا چکورہ مہتاب ہوگیا

جب اپنا حال اُن کو سُنایا تو یوں کہا
اب مختصر بھی کیجئے اطناب ہوگیا

جب وقتِ قدم چلی مرے خورشید رو نے راہ
سایہ بھی عکس مہرِ جہانتاب ہوگیا

نالے تھے دلگداز کسی کے فراق میں
جو سنگ میل رہ میں پڑا آب ہوگیا

قطرے عرق کے خوشۂ پرویں جو رخ پہ ہیں
خط سیاہ خرمنِ مہتاب ہوگیا

جھمکا وہ مسکرا کے جو یاد آگیا مجھے
چمکی فلک پہ برق میں بیتاب ہوگیا

بوسہ لیا جو لب کا تو تسکینِ دل ہوئی
بیمار ہجر کے لئے عناب ہوگیا

پھر بھی حسن کا [illegible] ہوا
پھر تہیں آرسی کو [illegible] ہوا
آرہے ہیں مسجد میں
دل کو ہے شوقِ اعتکاف ہوا
اُس کے گیسو کا وصف لکھ لکھ کر
میرا خامہ بھی مو شگاف ہوا
اپنی شکل اپنے دل میں آتی نظر
آئینہ بن گیا یہ صاف ہوا

١٢

ولہ

کیوں تم نے ان کو خط میں لکھا جانِ من [illegible]
[illegible] دشمنوں میں یہ القاب ہوگئی

ہیں جو اپنے قصور پر نادم
[illegible] اعتراف ہوا

ولہ

[illegible]

ولہ

شبِ فرقت اگر نالہ مرا آتش فشاں ہوگا
زمیں زیرِ قدم ہو گی نہ سر پر آسماں ہوگا

عجب کیا نالۂ بلبل کرے کام آتشِ گل کا
بھڑک کر آہ کا شعلہ چراغِ آشیاں ہوگا

نمازِ جمعہ میخانے میں ہو گی پاک نیت سے
جو واعظ پیشوا مسجد میں یاں پیرِ مغاں ہوگا

ابھی تو ابتدا ہے ہونے دو ہمرنگ ابر اسکو
برسنے کے بھی قابل اپنی آہوں کا دھواں ہوگا

ہماری آہِ سوزاں ہی جلائیگی ہمیں اکدن
بھڑک اُٹھیگا جو شعلہ وہ برقِ آشیاں ہوگا

غبارِ معصیت ہے صندلِ پیشانیٔ زاہد
کھلیگا حال آئینہ وہ سنگِ آستاں ہوگا

تری درگاہ کو سمجھے ہیں ہم سرچشمۂ رحمت
تہی دستانِ قسمت کا اسی جا امتحاں ہوگا

توکل پیشہ جو ہے کب فریبِ دانہ کھاتے ہیں
سدا شاخِ قناعت ہی پہ اُن کا آشیاں ہوگا

حسیں پوچھیں نہ پوچھیں مجھکو پروا ہی نہیں اسکی
محبت بیغرض ہے کیوں نہ عشق جاوداں ہوگا

فلک کچھ چھیڑ ہے منظور خود بھیجیگا تحفے میں
جہاں میں جو نیا غم ہوگا مجھکو ارمغاں ہوگا

خیالِ دلستاں میں آنکھ لگجاتی ہی راحت ہے
مجھے ہر نیند کا جھونکا مسیحائے زماں ہوگا

جرس کی بھی صدا سے پار کچھ نالے نکلتے ہیں
الٰہی دل جلا کوئی شریکِ کارواں ہوگا

تو شانِ فقر سے واقف نہیں منعم دکھا دینگے
کہ تیرے نام سے اونچا ہمارا آستاں ہوگا

ہزاروں نازکِ اندام آئینگے آغوش میں اپنے
قدِ خم گشتہ پیری میں اگر جھک کر کماں ہوگا

مرا دیوان گلہائے مضامیں کا گلستاں ہے
سفیر اس باغِ عالم میں نہ مجھسا باغباں ہوگا

مہیا سنگِ مرقد لوحِ تربت شمع کافوری گریباں کو کیا جب چاک جا پہنچا وہ دامن تک		مکاں کی ہو گئی زینت سفر سے جب مکیں آیا جب آیا چاک دامن میں مرے تا آستیں آیا

سفیر اپنا بھی ہے مسلک بقولِ حضرتِ آتش
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنیں آیا

کیوں نہ ہو تیمور بھی ممنون پائے لنگ کا
پاؤں جب ٹوٹا تو پایہ بن گیا اورنگ کا

داغ ہیں اس میں نمایاں چرخ کے نیرنگ کے
دل ہے گلدستہ مرا گلہائے رنگارنگ کا

ساقیا گلرو مبارک آ گئی فصلِ بہار
آج پھر بھڑکیگا شعلہ آبِ آتش رنگ کا

ڈوب کر اس میں نہ دل عشاق کے اُبھرے کبھی
موجِ دریا بنگیا لہرا تری سارنگ کا

خاتمِ دستِ سلیماں ہی جہاں میں کیوں نہ ہو
روسیاہی کا ہے باعث دھیان نامِ ننگ کا

شاہد اس باغ سے مانوس ہو جانے پہ بھی
شعر جب کہتا ہوں کہتا ہوں اپنے رنگ کا

تارِ مژگاں ہی جو اُس پر مصقلہ ہوتا رہا
تیغِ ابرو پر نہ دھبہ آنے پایا زنگ کا

جیتے جی ہی روح پریاں ہونے لگتا ہے فشار
دھیان آ جاتا ہے جس دم مجھکو تو رنگ کا

موسمِ گل میں غنیمت ہی یہ صحبت اندنوں
زمزمہ بھاتا ہے دل کو مرغِ خوش آہنگ کا

مرد میدانِ شجاعت ہے تو کچھ جوہر دکھا
ہر سپاہی کو صدا دیتا ہے میدانِ جنگ کا

وادیٔ غربت میں پانی ہو گیا ہر سنگِ میل
رستہ میں نے کیا طے سیکڑوں فرسنگ کا

۱۴

ولہ

15

مبہم تھا پہلے اب رُخ و گیسوے یار کے
مطلب کھلا جہاں کے سپید و سیاہ کا

آرام سے ہے کون زمانہ ہے منقلب
یہ بھی اثر ہے یار کی ترچھی نگاہ کا

لاکھوں ہزاروں طالبِ دیدار جمع ہیں
میدانِ حشر نام نہ ہو جلوہ گاہ کا

نکلا جو آفتاب تو سمجھا یہ دل میں ہیں
پردہ نہ اُٹھ گیا ہو تری خوابگاہ کا

میں سلطنت اُسی کی سمجھتا ہوں اے **سفیر**
ہو کر فقیر دل جو رکھے بادشاہ کا

اگر زینت فزاے بزم وہ شیریں سخن ہو گا
سرشکِ تلخ اپنا آج نقلِ انجمن ہو گا

نہ چلنے پائینگے ہم دو قدم بھی ناتوانی سے
جہاں نقشِ قدم ہو گا وہیں اپنا وطن ہو گا

دہانِ یار کو سربستہ غنچہ میں سمجھتا ہوں
جھڑینگے پھول بھی اُس سے اگر گرمِ سخن ہو گا

مری دیوانگی تا حشر شاید طول کھینچے گی
قیامت زا قیامت خیز چاکِ پیرہن ہو گا

نہ چھیڑو مجھکو آنکھوں میں ہے طوفانِ بلا برپا
رُکیگا پھر نہ روکے سے جو دریا موجزن ہو گا

ہے جلوہ ایک ہی ہر جا یہ اپنا اپنا مسلک ہے
جو میں کعبہ میں ہونگا بتکدہ میں برہمن ہو گا

کھلے بندوں کہے جاتی ہے اب تو قلقلِ مینا
زمانے میں نہ ساقی سا کوئی پیماں شکن ہو گا

پہنچ جاؤں گا میں بھی اُس پتے سے جس جگہ تو ہے
ترا نقشِ قدم ہی رہبرِ راہِ وطن ہو گا

تحسینِ شاعری کیونکر نہ ہو بقدرِ عالم پیا
نہ اکبر سا شہنشہ اور نہ ایسا نورتن ہو گا

١٦

قدر اس کی ہے زیادہ کہ فزوں اُس کا وقار
لیلۃ القدر بھی ہو کھول کے جوڑا دکھلا

آسماں کو بھی بہت عقدِ ثریا پہ ہے ناز
آج تو اپنے گلے کا اُسے مالا دکھلا

دلِ بیتاب ہتیلی کا پھپولا ہے مجھے
وہ یہ کہتے ہیں کہ پھر اُس کا تڑپنا دکھلا

دل یہ کہتا ہے کہ پھر بزمِ حسیناں میں چل
آنکھیں کہتی ہیں کہ پریوں کا اکھاڑا دکھلا

جوئے شیر اُسکو فلک تو نے تو لانے ہی نہ دی
خون فرہاد سے بہتا ہوا دریا دکھلا

پھر نظر میں نہ سمائیگا یہ گلشن اُس کی
باغباں کو بھی کسی دن قدِ رعنا دکھلا

دیکھکر اس کو بہت آگ ببولا ہوگا
چرخِ نیلی کو بھی گلنار ڈوپٹا دکھلا

یدِ بیضا کے جو قائل ہیں کسی دن اُن کو
اے پریزاد ذرا اپنا کفِ پا دکھلا

تو بہت شوخ ہے اے برق جبھی سمجھونگا
بیقراری کا مری کھینچکے نقشا دکھلا

اے خدا جلد پہنچ جائے خراساں میں سفیر
جیتے جی اُس کو تو اب مرقدِ مولا دکھلا

نہ ہوا حیف گذر یار پری پیکر کا
روز دروازہ کھلا رکھتا ہوں اپنے گھر کا

دھیان ابرو کا بھی ہے اور مژہ دلبر کا
زخم نیزہ کا جو ہے گھاو بھی ہے خنجر کا

باغباں رنگ ہی گلشن کا بدل جائیگا
رخِ رنگیں سے اگر یار کے آنچل سرکا

اہلِ تمکیں کو نہیں خوف فرومایہ سے
برق خاطف سے ضرر کچھ نہیں خاکستر کا

وله

۱۷

باغِ عالم میں کلی دل کی مرے کھلتی نہیں
غنچہ بھی چٹکا تو یہ اندوہگیں ہو جائیگا

باعثِ ایذا رسانی ہوگا وحشت میں لباس
آستیں کا تار مارِ آستیں ہو جائیگا

ایک دن ہونگے تہ و بالا زمین و آسماں
یہ بنے گی آسماں اور وہ زمیں ہو جائیگا

آگ لگ جائیگی اس پردے کو اے پردہ نشیں
دل جلوں کا جو نفس ہے آتشیں ہو جائیگا

دل میں اُلفت کا پری رویانِ عالم کی ہے نقش
داغِ دل مہرِ سلیماں کا نگیں ہو جائیگا

ذرّے افشاں کے جبیں پر دیکھکر آئیگا رشک
گھٹ کے اک تارے سے کم مہرِ مبیں ہو جائیگا

دل سے نکلیگی نہ کچھ آواز فریاد و فغاں
کشتۂ تیغِ نگاہِ سرنگیں ہو جائیگا

آئینہ ہو یا کہ پشتِ آئینہ دونو ہیں ایک
پیار سے دیکھوگے تم جسکو حسیں ہو جائیگا

غیر بھیجے گا اُنہیں لکھ لکھ کے خطِ اشتیاق
دور آنکھوں سے جو ہے دل سے قریں ہو جائیگا

فرقتِ ساقی میں بھی آئیگا میخواری کا لطف
ہر لہو کا گھونٹ آبِ آتشیں ہو جائیگا

مصرعِ اُستاد لکھ رکھنے کے قابل ہے سفیر
دبتے دبتے آسماں اک دن زمیں ہو جائیگا

آسماں تک تو گذر ہے نالۂ شب خیز کا
آزماتا ہوں کہاں تک دم ہے اس شبدیز کا

ہے تصوّر دل میں کس کے ابروے خونریز کا
جو نفس ہے کام کر جاتا ہے تیغِ تیز کا

بسملِ مژگاں کے سینے پر چھڑک دی مشکِ زلف
زخم اچھا کس طرح ہو دشنۂ خوں ریز کا

قُم باذنی کی صدا سے جی اُٹھے عاشق تمام
کیوں لبِ جاں بخش کو دعوےٰ نہ ہو اعجاز کا

اپنی سیلِ اشک سے خانہ خرابی کی دلیل
حال اب معلوم ہوگا مفسدہ پرداز کا

ہمتِ مرداں کے شامل ہو گئی تائیدِ رب
کوہِ غم سر پر اُٹھاتا ہے اُٹھانا ناز کا

مرغ ہمدردی کریں انساں کی اللہ رے وفا
کام دے پہرے کا جوڑا ہو جو گھر پرواز کا

نسر طائر ہو گیا ہے آکے ٹکڑی میں شریک
عرش پر ہے اب دماغ اُس کے کبوتر باز کا

داستاں اپنی کہاں تک میں سناؤں گا اُسے
ناک میں دم آ گیا مجھ سے مرے دمساز کا

جب تو پینے کو ملیگا بادۂ خلّر سفیر
ہم بھی ٹھیکہ لیں گے چلکر خطۂ شیراز کا

شاہدانِ باغ کی خاطر جو دل آوارہ تھا
دامنِ گلچیں ہمارا دامنِ نظارہ تھا

گرد بادِ دشت کا سر پر مرے پشتارہ تھا
بن کے میں یگ جب واں صحرا میں جو آوارہ تھا

عالمِ طفلی ہی سے ہوں صاحبِ عز و وقار
آشنائے لنگرِ تمکیں مرا گہوارہ تھا

شب کو ہم نے اُس کے باغِ حسن کی لوٹی بہار
دامنِ امید میں اپنے گلِ نظارہ تھا

ساتھ انہیں دونوں نے ذرّاتِ اشکباری میں دیا
شمع اک ہمدرد تھی میری تو اک فوّارہ تھا

جو گذرتی مجھ پہ تھی صحرا میں تھی اُسکو خبر
خضر میں سمجھا تھا جس کو یار کا ہرکارہ تھا

موسمِ گل میں اُجاڑ آشیاں اُس کا عبث
باغباں گلشن میں کیا بلبل ہی اک بیچارہ تھا

ولہ

دل کو پہ عشق زلفِ گرہ گیر ہو گیا
رسوا ہیں سب میں نالۂ زنجیر ہو گیا

تقدیر کے حوالے کیا میں نے اپنا کام
عاجز جو تھک کے وصل کی تدبیر سے ہوا

الٹی نقاب چہرۂ زیبا سے اُس نے کیا
روشن زمانہ مہر کی تنویر سے ہوا

پیش خدا بھی عذر رہا اک نہ اک اُسے
نادم کبھی نہ اپنی وہ تقصیر سے ہوا

برسوں کے بعد آج نظر آئی شکلِ وصل
شاید کہ سہو کاتبِ تقدیر سے ہوا

بے فیض سے نہ فیض پہونچنے کی رکھ اُمید
حاصل ثمر نہ دانۂ زنجیر سے ہوا

معشوق و مئے حلال ہے عہد شباب میں
معلوم یہ سفیر کی تفسیر سے ہوا

ولہ

١٩

شبابِ حسن کی مستی سے زور چل نہ سکا
سنبھالتے تھے ڈوپٹہ مگر سنبھل نہ سکا

کسی کی زلف کے حلقے سے دم نکل نہ سکا
قضا کا وقت جو آیا تھا سر سے ٹل نہ سکا

خیال تھا کہ نہ بھر جائے دامنِ قاتل
رگِ گلوئے بریدہ سے خون اُچھل نہ سکا

غضب ہے قہر ہے آفت ہے افعیِ گیسو
چراغ سانپ کا بھی جسکے آگے جل نہ سکا

چڑھائی اُس نے جو تیوری تو کھنچ گئی تلوار
فلک بھی رنگِ زمانے کا یوں بدل نہ سکا

کفن میں میں تھا حنا بند میں تھے اُسکے ہاتھ
مرے لئے کفِ افسوس بھی وہ مل نہ سکا

جمالِ یار دکھائیں گے ہم تمہیں موسیٰ
زباں سے پھر نہ یہ کہتا کہ میں سنبھل نہ سکا

تمہارے عشق میں جل جل کے سوختہ تھا یہ دل
جلایا برقِ تجلی نے بھی تو جل نہ سکا

وله

ہوں جو دیوانہ ترے رخسار پر تنویر کا
جوہر آئینہ حلقہ ہے مری زنجیر کا

روئیگی خون سر فرہاد بہتا دیکھکر
ذکر شیریں کو بہت بھاتا ہے جوئے شیر کا

نالۂ پر درد سے صیاد بسمل ہو گیا
کام منقار عنادل نے کیا ہے تیر کا

شب کو اب اہل محلہ کب جلاتے ہیں چراغ
سب کے گھر میں ہے اجالا نالۂ شبگیر کا

تلخکامی تھی حلاوت عہد طفلی میں مجھے
ذائقہ پستان حنظل سے ملا ہے شیر کا

یار نے وقت تکلم پیار سے ڈالی نظر
باتوں باتوں میں نشانہ بن گیا میں تیر کا

جان کر دیوانہ اپنا اُس نے پھیری مجھ سے آنکھ
گردش چشم پری حلقہ بنا زنجیر کا

تیشۂ فرہاد گر دیکھے ہو پانی شرم سے
کوہ میں در آتا ہے نالہ مری زنجیر کا

عالم رویا کی حالت پوچھ لیں گے یار سے
منھ سے یوسف کے مزا ہے خواب کی تعبیر کا

مرد پابند علایق رہ نہیں سکتے کبھی
سلسلہ شیروں کو کب بھاتا ہے اس زنجیر کا

چشم حسرت سے تری جانب دیکھے کسطرح
کہکشاں کو کب ملا سونا تری زنجیر کا

آسیا کی طرح میں بھی ہو گیا عزلت گزیں
مجھکو گھر بیٹھے پہنچتا ہے مری تقدیر کا

اپنی اپنی عقل دوڑاتے رہے کج فہم سب
حل ہوا اللہ سے کب مسئلہ تقدیر کا

مجھسا وحشی ایک عالم کے مرقع میں نہیں
کھینچکر رکھا تو خاکہ اُڑ گیا تصویر کا

ولہ

٢١

تری تصویر میں نیرنگئے عالم دکھاتا ہے مجھے ہر ہر قدم پر آج بوئے مشک آتی ہے	اُجالا صبح عارض کا اندھیرا شام گیسو کا صبا نے کیا چمن میں عطر کھینچا اُس کے گیسو کا

دو رنگی اے عقیل اب چھوڑ کر یک رنگ ہو جاؤ
لگا رکھا ہے پیچھے اپنے کیوں جھگڑا من وتو کا

کھلنے نہ دیگی مہر خموشی دہاں مرا — کس طرح ہو گا راز نہفتہ عیاں مرا
مشکل ہے صیدگاہ جہاں میں مفر مجھے — پیچھا کئے ہوئے ہے وہ ابرو کماں مرا
وہ خاکسار ہوں جو ملے اُس کے دل میں جا — اونچا ہو نہ فلک سے بھی آستاں مرا
ہر وقت میری بات کو وہ کاٹتا رہا — اُس کے خیال تک بھی نہ پہنچا گماں مرا
ٹھنڈا ہوا کبھی نہ علم اپنی آہ کا — لہرا رہا ہے اوج فلک پر نشاں مرا
مرنے کے بعد خاک جہاں گرد ہو گئی — بنکر ہما اڑا ہے ہر اک استخواں مرا
خانہ بدوش ہوں نہیں کیا گھر کا دوں پتا — موج ہوا ہے سیل رواں ہے مکاں مرا
سر پیٹ لیگی اپنا جو دیکھیگی اُس کو برق — صیاد نے اُجاڑ دیا آشیاں مرا
جب بال و پر غبار تمنا سے پاک ہوں — کیوں شاخ گل پہ ہو گا گراں آشیاں مرا
قسمت سو گئی تھی الٰہی شب وصال — دشمن رہا ہے آٹھ پہر آسماں مرا
کوٹھے پہ اُن کو کوئی سنبھالے رہے ذرا — ہو گا اُسی طرف سے جنازہ رواں مرا

ولہ

[illegible]

کام کیا دیکھ گیا سے وقت پہ وہ کر کے [illegible]
چاہئے وہ جس کو حسن [illegible]
بھیج دیتے ہم بھی لکھ کر [illegible]
ناز بھی دوروزہ تھا واں [illegible]
رات کو اس کی وفا بھی فروغ افزا [illegible]
شمع کے پہلو ہی میں دل [illegible]
تعلق سے وہ کام گر لیتا [illegible]
نشہ میں جو فعل تھا اپنا وہ گستاخانہ تھا

دل نہ پہلو میں نہ دل میں غمِ جاناں ہوگا		خاک کر دیگی جلا کر جو اُسے برقِ نظر
میزباں حسن سا نے عشق سا مہماں ہوگا		اکرم الضیف پہ گر اُس کا عمل ہو جائے
چھپ کے بیٹھا ہے جو دل میں ترا پیکاں ہوگا		اک کھٹک سی مرے پہلو میں رہا کرتی ہے
پھر بہار آئی مرا چاک گریباں ہوگا		فکر حداد کو کیوں طوق و سلاسل کی نہ ہو

ایک بھی میری نہ مانی بتِ کافر نے سفیر
میں یہ کہتا ہی رہا خون مسلماں ہوگا

رنگ تمیا جائے خورشیدِ جہاں افروز کا		رخ ہوا اس جانب جو میری آہِ عالم سوز کا
ورنہ ہوں اُستاد پیرانِ ادب آموز کا		پاسِ خوردی نے سدا شاگرد کر رکھا مجھے
واہ کیا کہنا ہے شیریں خسرو فیروز کا		فتح پائی کوہ کن پر خون کی ندی بہی
عالمِ رویا میں چاند آیا نظر نوروز کا		اُن کے ابرو کے تصور میں جو شب کو سو گئے
جلد منھ کالا ہو یا رب شامِ غم اندوز کا		یار سے تاریک شب میں ہے وعدہ وصل کا
ہے شبستاں میں اُجالا شمعِ شب افروز کا		داغِ دل ہونے لگا زینت فزائے بزمِ یار
میرے مرنے ہی اگر مٹتا ہے جھگڑا روز کا		زہر بھی دیجے تو کھانے میں نہیں مجھ کو دریغ

دیکھا زخمِ جگر کو گر پڑی سوزن سفیر
ہاتھ یہ کانپا ہے جراحِ جراحت دوز کا

یاد روانی تھی وہ حسنِ صبح [illegible]
شمع کا نوری میں بھی اک جلوہ [illegible]
[illegible]
کہنا فقرہ تھا جو قاصد [illegible] سفیر
[illegible] عشق کا بیان تھا

ولہ

[illegible]

ولہ

یہ بھی اک مصلحت تھی غیروں میں
میری جانب نہ تھی نگاہ تو کیا

دل میں بھی چاہئے کچھ اُس کا یقین
کہدیا منہ سے لَا اِلٰہ تو کیا

وصل کی رات کٹ گئی ساری
اب وہ ہوتا ہے عذر خواہ تو کیا

ہوں بباطن فقیر مستغنی
ہے جو ظاہر میں حُبِ جاہ تو کیا

رنگ جمتا ہے اس طرح سے سفیر
یوں ملے اُس سے گاہ گاہ تو کیا

ولہ

جو نور افزائے شمع زندگانی ہجر اُس کا تھا
شبِ تاریک میں روشن چراغ داغ سودا تھا

بدل جاتی تھی ہر دم تلخیٔ دشنام لذت سے
میرے لب سے قریں اُس کا لبِ لعلِ شکر خا تھا

گلا اُس کا حریفِ روسیہ کیوں مجھ سے کرتا ہے
وہ تھا اک بیوفا ظالم نہ میرا تھا نہ اُس کا تھا

طبیبوں کے اٹھائے ناز تا نا بھی نہ میں سمجھا
کہ جس پر جان جاتی تھی وہی میرا مسیحا تھا

نہ اُف تک میں نے کی ظالم تری جور و جفا سہکر
مرا بھی دل تھا اے ظالم یہ میرا ہی کلیجا تھا

بدن پر بار تھا سر کٹ گیا اچھا ہوا خوش ہوں
یہ قاتل کا بھی منشا تھا قضا کا بھی تقاضا تھا

لڑائیں چپکے چپکے تجھ سے آنکھیں چاند نے شب بھر
جو تیرے موتیوں کا ہار ہمرنگ ثریا تھا

حباب آسا جو میں نے ایک دم کی زندگی پائی
مری چشمِ حقیقت بین میں قطرہ تھا نہ دریا تھا

کہاں کا عشق کیسی عاشقی جھگڑا ہی مٹ جاتا
شبِ فرقت کی بیتابی سے مر جاتے تو اچھا تھا

لڑ گئی آنکھ کسی ترک سمرقندی سے
چھوڑ کر ملک نہ کیں قصد ہے ترکستاں کا

صبح سے شام ہوئی شام سے پھر صبح ہوئی
اُن کا آنا ابھی نکلا ہے مرے ارماں کا

زیب دستار کروں خاطر احباب سے کیا
بار ہے سر پہ مرے پھول بھی اک احساں کا

اُس کو سمجھاؤں کہاں تک یہ سمجھتا ہی نہیں
وہی حافظ ہے محبت میں دلِ ناداں کا

شب کو محفل میں جو آبیٹھے تو اے شمع مراد
کار فانوس کرے دور ترے داماں کا

آگ کو آگ جلاتے نہیں دیکھا ہم نے
کیا ضرر ہوگا جہنم سے دلِ سوزاں کا

اُس کا گیسوئے مسلسل ہے ہر اک شعر سفیر
خالِ محبوب ہے ہر نقطہ مرے دیواں کا

خفقان تھا نہ جنوں تھا نہ مجھے سودا تھا
اک فقط عشق ہی اُس یار پری وش کا تھا

نہ کھلا تیغ کمالات کے جوہر افسوس
گوشہ گیری ہی کی باعث میں کماں آسا تھا

وائے ہی میں رہا عشق و محبت کی اسیر
مثل پرکار میں سرگشتہ و پا بر جا تھا

چشم میگوں کی محبت نے کیا تھا سرمست
شور یک راوق دل قلقل صد مینا تھا

اُس سہی قد کی محبت میں ہوئی ہم رسوا
طوق گردن میں تھا قمری کی طرح نالا تھا

شکنِ زلف ہی تھا سلسلۂ وحشت دل
میرا ہر حلقۂ زنجیر جنوں فرسا تھا

بھر گیا موتیوں سے دامن دلدار سفیر
اشک جو آنکھ میں میرے تھا در یکتا تھا

وله

[illegible]

وله

[illegible]

ولہ

۲۵

ولہ

عشاق کو پریوں کے یہ کیوں ہوتی ہے تعزیر
ایسا کوئی فرمان سلیماں نہیں دیکھا

دوزخ سے ڈریگا وہی لے زاہد ناداں
جس نے کہ عذاب شب ہجراں نہیں دیکھا

یوں بخت دل آنکھوں تلک آتی نہیں دیکھے
یوں سایۂ مژگاں میں چراغاں نہیں دیکھا

ہوتی ہے یہاں سیر جنوں خیز حقیقت
دیکھو جو کبھی دل میں بیاباں نہیں دیکھا

ہے خندہ صد نیش گل زخم بدن میں
کھلتا ہوا یوں غنچۂ پیکاں نہیں دیکھا

اخگر ہو تو خاکستر ذلت بھی ہے عزت
عریاں ہوں کسی نے مجھے عریاں نہیں دیکھا

جینے کا جو بیمار محبت کے یقیں ہے
کیا نبض کو لے عیسئے دوراں نہیں دیکھا

سیلاب خیال اس کا گذرتا ہے دل سے
رستے میں ہے گھر اور اسی ویراں نہیں دیکھا

بہکی ہوئی باتیں تو ہیں زاہد کی کسی نے
خمیازہ کش بادۂ عرفاں نہیں دیکھا

کم سن سہی کیا پاس نہیں ان کو زباں کا
دھاگے کی طرح ٹوٹتے پیماں نہیں دیکھا

سنتا ہے یہ دل عشق و محبت کی کہانی
ویسا بھی زمانے میں پر ارماں نہیں دیکھا

بیمار محبت کا خدا ہی ہے نگہباں
دنیا میں تو اس درد کا درماں نہیں دیکھا

کیا اس کی طرف عرش کی آنکھیں لگی تھیں
اللہ کے محبوب کو مہماں نہیں دیکھا

چپکے سے مرے دل کو سر راہ اٹھا لیں
پھر اس پہ یہ تکرار کہ ہاں ہاں نہیں دیکھا

دروازہ نہیں گر تو دریچہ ہی کھلا ہو
مستوں کو ابھی آپنے رضواں نہیں دیکھا

روشنی صبح بناگوش ہم میں ہے سفیر
شام کیوں کر نہ ہو گیسوئے دوتا سے پیدا

ولہ

میں الفتِ گیسو میں جو اچھا نہیں ہوتا
کیا جن کا کسی شخص کو سایا نہیں ہوتا

تو پیرِ مغاں پیرِ خرد کا بھی ہے استاد
کس روز یہاں حل معما نہیں ہوتا

بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اب کجروئے چرخ
بانکوں سے بھی کمبخت یہ سیدھا نہیں ہوتا

مانا کہ دماغ آپکا ہے چوتھے فلک پر
مسجودِ ملائک تو مسیحا نہیں ہوتا

دکھلائے اثر جذب تو لے پنجۂ یوسف
تو شانہ کشِ زلفِ زلیخا نہیں ہوتا

مے پی کے میں کب سیرِ دو عالم نہیں کرتا
کب جام میں صد گونہ تماشا نہیں ہوتا

وہ کونسا دن ہے جو گذرتا ہو خوشی سے
کس روز مرے آپکے جھگڑا نہیں ہوتا

رہتا ہے سیہ خانۂ دشمن سے ہویدا
یہاں وہ چراغِ رخِ زیبا نہیں ہوتا

اس عشق و محبت کا زمانے میں ہے چرچا
میرا نہیں ہوتا کہ تمھارا نہیں ہوتا

الفت میں سفیر آپ بھی پرچتم ہوا صبر
ایسا تو کسی کا بھی کلیجا نہیں ہوتا

ولہ

عشق گر حضرتِ یوسف کو نہ رسوا کرتا
چاک کیوں دامنِ ناموس زلیخا کرتا

دستِ رنگیں سے جو وہ زلف میں شانا کرتا
طائرِ رنگِ حنا دام میں پھڑکا کرتا

یار کی نرگسِ مستانہ سے یہ حال ہوا
دل تڑپ کر یہ پکارا کہ میں پامال ہوا

خضر نے دی بھی تسلی تو تشفی نہ ہوئی
سبزۂ خط کو جو دیکھا تو عجب حال ہوا

دیکھ لی جب چمنِ حسن و لطافت کی بہار
یہ مسرت ہوئی چہرہ بھی مرا لال ہوا

بوسہ عارض کا لیا رخ سے ہٹا کر گیسو
کوکبِ بختِ سیہ نیرِ اقبال ہوا

یا علی کہہ کے جو رکھا رہِ الفت میں قدم
آئی آواز کہ دشمن ترا پامال ہوا

ہوگیا ابرِ بہاری بھی ندامت سے خجل
موسمِ گل میں جو تر اشکوں سے جل تھل ہوا

بیقراری کی بھی حالت جو لکھی تھی اس میں
چاک ہر جا سے مرا نامۂ اعمال ہوا

جتنا دے جاؤ گے اُس سے بھی سوا پاؤ گے
راہِ حق میں نہ یہ سمجھو کہ تلف مال ہوا

اُس کے مخمور کو کافی یہ تجمل ہے سفیر
چتر اگر آئی بنی سایہ تو فی الحال ہوا

فضل جس پر کبریا کا ہوگیا
وہ ابھی ادنا سے اعلیٰ ہوگیا

تو جمالِ دخترِ رز کو تو دیکھ
زاہدا دن کو بھی اندھا ہوگیا

میں جہاں جاؤں مری منزل ہے ساتھ
بخت کیا ریگِ رواں کا ہوگیا

شیرِ نر کا آج کھیلا ہے شکار
ضبط پر قابو ہمارا ہوگیا

مہرِ خاموشی نہ ٹوٹی یار کی
بات کرنے کا نوشتا ہوگیا

اے نامہ بر وہ بات تری مان جائیں گے
ہر وقت تو نہیں میں نہیں ہاں میں ہاں ملا

اے میکشو یہی ہے وسیلہ نجات کا
صد شکر آستانۂ پیرِ مغاں ملا

مجنوں سے درس عشق کا لیتے رہے ہیں ہم
اُستاد بھی ملا تو ہمیں مہرباں ملا

کس پر پڑیگا صبر جوانی کا یہ بتا
ہمکو ابھی نہ خاک میں لے آسماں ملا

ہوگی نہ الرّحیل کی آواز گوش زد
کیا فائدہ جہاں میں جو طبل و نشاں ملا

دل معرکے میں عشق کے ثابت قدم رہا
ایسا رفیق ہم کو الٰہی کہاں ملا

اس کی خبر نہیں تمہیں جائیں گے گور میں
خوش ہو رہے ہیں رہنے کو اونچا مکاں ملا

دیکھو سفیرؔ موت ہے اس عشق کا مآل
دل پر چلیں گے تیر جو ابرو کماں ملا

کشتی بنا ہے عشق جنابِ امیر کا
بحرِ الم سے پار ہے بیڑا سفیرؔ کا

اہلِ خلاف کی نہیں کم ظرفیاں پسند
نشہ ہے مجھکو بادۂ خمِ غدیر کا

ہوتے ہیں آکے دفن یہاں تخت چھوڑ کر
شاہوں کے تخت میں بھی ہے تکیہ فقیر کا

پٹی پڑائی غیر نے گو میرے باب میں
اللہ کو تو علم ہے ما فی الضمیر کا

ہے احتراز باد حوادث سے یہ خطر
ہو جائے گل چراغ نہ مہر منیر کا

دکھلائے سو کرشمے تو بدلے ہزار رنگ
میں معتقد ہوا نہ کبھی چرخ پیر کا

اقامت فرصتی سمجھے نہ قاتل میرے نالے کو
وہی آواز پر پرواز مرغ روح بسمل کا

جو غافل ہو سبک ساران عالم کا تتبع کر
بعیر بار بر کی پشت پر ہے بوجھ محمل کا

ہوا ہے سایۂ برق بلا ہی وجہ خاموشی
ہی جوہر تیغ کا سرمہ زبان زخم بسمل کا

اڑایا نالۂ مجنوں سے اس نے رنگ بیتابی
حجاب لیلیٰ ناقہ نشیں پردہ ہی محمل کا

کھلے بندوں سفیر اشعار کی بندش یکھی ہے
نظر آتا ہے کانوں کو صریر کلک بیدل کا

نہیں گر کوئی تو خدا ہے کسی کا
نہ ہوگا نہ کوئی ہوا ہے کسی کا

کرے غیر خالق خدائی کا دعوا
جہاں میں یہ کب حوصلا ہے کسی کا

یہ ہے ہم کو منظور ہو جائے یارب
ضرر میں جو اپنے بھلا ہے کسی کا

ہے دشمن سے بھی دوستی چار دن کی
وہ دو دن بھی ہو کر رہا ہے کسی کا

زمیں کوئے قاتل کی بھی کربلا ہے
ہے بسمل کوئی سر جدا ہے کسی کا

جو بگڑو گے تم کیا نہ گذرے گی اس کی
خدا کیا نہیں ہے خدا ہے کسی کا

جو دشمن کو دیکھا وہی بات نکلی
میں سمجھا تھا دل آگیا ہے کسی کا

یہ دیکھیں گے شان کرم کیا کریگی
بلند آج دست دعا ہے کسی کا

تو ٹھنڈا کرے گا اسے آسماں کیا
ہمیشہ سے دل جل رہا ہے کسی کا

جان جائے گی اگر [illegible] مائل ہوگا
تیغ ابرو سے [illegible] بسمل ہوگا
[illegible] کا جھمک کر مہ کامل ہوگا
[illegible] سے تجلی دل میں [illegible] ہوگا
[illegible] صورت لیلیٰ [illegible] محمل ہوگا

ولہ

کام غفلت میں بھی کر جاتا ہوں ہشیاری کا
عالم خواب میں بھی لطف ہے بیداری کا
بن گیا جلوہ نظر آتا ہے [illegible] سیہ کاری کا
بادہ خواروں پہ سماں [illegible] باری کا
کوئی اس خانۂ بے در میں ہو کیوں کر داخل
راز کھلتا نہیں اس گنبد زنگاری کا
بوسۂ لعل روان بخش سے کیجے علاج
ہم بھی درماں ہے مسیحا مری بیماری کا
پھول آہوں سے مرے رات کو برسا کیا
سلسلہ صحن چمن میں تھا شرر باری کا

مرتا ہے چکور آہ پر گر
عاشق ہوں میں چاند سی جبیں کا

ملتا نہیں پڑھنے والا کوئی
مطلب نہ ملا خط جبیں کا

جو داغ پڑا ہے اپنے دل میں
اک نقش ہے یار کے نگیں کا

بوسوں کی مجھے تو رٹ لگی ہے
ہے شور ادھر نہیں نہیں کا

کہتے ہیں وہ مجھ سے ہو گی بڑھ کر
کرتا ہوں جو ذکر حور عیں کا

اے چرخ تجھے پڑے گی مشکل
نالہ مرا فتنہ ہے زمیں کا

محبوب خدا **سفیر** جو ہے
عاشق ہوں ازل سے اس حسیں کا

رتبۂ اہل صفا عشق میں حاصل ہوگا
داغ دل اپنا چمک کر مہ کامل ہوگا

وہ گل اندام گلستاں میں جو داخل ہوگا
میرا نالہ ابھی گل بانگ عنادل ہوگا

راستی خواہ ہیں رندان صفا کیش مدام
زرق و طامات سے کیا شیخ کو حاصل ہوگا

خال و خط چہرے پہ اس کے ہیں نہ چشم و ابرو
ماہ کس منہ سے ترے رخ کے مقابل ہوگا

ڈوب کر بحر محبت میں مرے ہیں عاشق
دفن لاشہ بھی جو ہوگا لب ساحل ہوگا

بوئے مشک آئے گی ہر ایک نفس سے میرے
دل اگر طرۂ طرار پہ مائل ہوگا

بیڑیاں پہنے ہوئے آئیں گے دیوانۂ زلف
عرصۂ حشر میں بھی شور سلاسل ہوگا

[illegible] داغ [illegible] سے دل ہے
[illegible] کی اندھیاری کا
[illegible] ہوا جلوۂ [illegible] کا
مرغ دل صید ہوا [illegible]
زلف پیچاں [illegible] دن وہ [illegible]
[illegible] بھی عزاداری کا
[illegible] طرۂ [illegible] پریشان [illegible]
جب خطا پوش ہوا [illegible] سنگ [illegible] کا
خون زندوں کو [illegible] اپنی [illegible]
ایسا کیا [illegible] تھا تیاری کا

ولہ

جب لالہ [illegible] بنا [illegible] کا مل
[illegible] عشق [illegible] دل [illegible]
[illegible] اعتقاد [illegible] مشکل [illegible]
[illegible] دیکھا وا مل [illegible]

جبکہ وہ دیکھتے ہیں جسم میں اُس کے لرزہ
کہتے ہیں مہر جہاں تاب ہے بسمل میرا

اہلِ محفل سے کسی نے نہ مدد کی میری
میں یہ کہتا ہی رہا ہائے چلا دل میرا

اُس یمِ حُسن کے نظارے رہے دریا پر
پردہ پوشش آج ہوا دامنِ ساحل میرا

مستے چشم سے اُس شوخ کی واقف ہی نہ ہوا
رفتہ رفتہ ہو نگہاں جان گیا دل میرا

باغ میں غنچے کو جس وقت چٹکتے دیکھا
یاد آیا مجھے ارمان بھرا دل میرا

باغ میں نغمہ سرا مجھ سا نہ آئیگا کوئی
نام لے لے کے پکاریں گے عنادل میرا

بے رخی کی جو ستمگر نے مری جانب سے
دیکھکر رہ گیا منہ خنجرِ قاتل میرا

توڑ کر سنگِ لحد برق طپاں بن کے چلا
نہ رہا چین نہ رہا زیرِ زمیں دل میرا

نہ شہادت کا ہوں طالب ہوں محتاج کفن
خوں سے رنگیں ہے مرے دامنِ قاتل میرا

خوب واقف ہے یہ اربابِ ظواہر سے منیر
میں جو مشغول ہوں کیا دل نہیں شاغل میرا

بوئے گل تو ہے تو ہے غنچۂ گل دل میرا
رشکِ لیلیٰ ترے قابل ہی یہ محمل میرا

شیشۂ مے کی طرح رنگ ہزاروں بدلے
طاقِ میخانے کی زینت نہ ہوا دل میرا

خضر بھی دوڑیں گے پیچھے تو نہ پائیں گے پتا
صورتِ ریگِ رواں سیکڑوں منزل میرا

تیغ کے گھاٹ اُتارا ہے مجھے قاتل نے
آج پہونچا ہے سفینہ لبِ ساحل میرا

ولہ

[illegible]

ولہ

[illegible]

شراب کھینچا آگئے گر مجھے ساقی
میں خوشہ تاک کے ہوں طارم ثریا کا

خدا کے واسطے پہنچا صبا سلام نیاز
بتا دے جو تجھے اُس غزال رعنا کا

نصیر مردہ دلی اس سے دور ہوتی ہے
ہے روح تازہ مجنوں پیام لیلا کا

رخ وہ مصحف ہے اُس پری کا
جو ہوش ہے گم زمخشری کا

چھوتا نہیں ڈر کے زلف کو میں
سایہ ہو جائے گا پری کا

اے ماہ اُتر کے چرخ سے آ
دعوا جو ہو اُن سے ہمسری کا

بلبل ہوا میرے نغموں سے بند
دعوا تھا بہت نواگری کا

دل پس گیا چشم سرمگیں پر
سایہ مجھے ہو گیا پری کا

ہے مانع قتل واں نزاکت
منہ دیکھ کے رہ گئے چھری کا

دل کی ہیرے کیا لگائے قیمت
ہے حوصلہ پست مشتری کا

ساقی نے مجھے سکھا دیا ہے
شیشے میں اتارنا پری کا

اے خضر بتا دو کوچہ یار
حق کچھ تو ادا ہو رہبری کا

لو آگیا مرغ نامہ بر بھی
قائل نہ ہوں کیوں سبک پری کا

آنسو جاری ہیں لب پہ ہے آہ
مالک ہوں میں خشکی و تری کا

ولہ

[illegible]

دل کے لئے وار ہے چھری کا — یہ ناز سے دیکھنا کسی کا

پھرتے ہیں وہ مجھی کو گھورتے ہیں — کیا رنگ جما ہے بیخودی کا

دشوار اگر ہے اُن سے ملنا — آساں نہیں تھا منا بھی جی کا

دکھڑا رونا پڑا ہر اک سے — دو دن کی اپنی زندگی کا

شکوہ نہ کیا کسی سے تیرا — یہ پاس ہے مجھکو دوستی کا

اُن کے مہتاب رُخ کے آگے — پھیکا ہے پھول چاندنی کا

مٹ جائے لحد تو کچھ نہیں غم — باقی ہے نشاں تو بیکسی کا

رہنا خاموش کیا گزرے ہے — دل توڑ رہے ہو کیوں کسی کا

دم توڑ رہا ہوں نزع میں میں — یہ وقت نہیں ہے دل لگی کا

رونے میں ہے یاد چشم میگوں — بارش میں مزہ ہے میکشی کا

اُن پر جو حریف مر رہے ہیں — پائیں گے مزہ بھی عاشقی کا

ہے دل میں سفیر عشق احمد
کلمہ پڑھتے ہیں اسم نبی کا

اگر اشکوں کا تھمنا ہجر میں دشوار ہو جاتا — ہر اک ہوتے مژہ اپنا بھی دریا بار ہو جاتا

شہادت خواہ ہو کر اُس کے کوچے میں گیا ہوتا — ذرا کرتا قتل گر وہ تو سر پہ بار ہو جاتا

ہر اِس کی شکل سے تازندگی بیزار ہو جاتا
جو آئینہ بھی صورت آشنا سے یار ہو جاتا

بہارِ موسمِ گل کی ترقی جب سمجھتے ہم
جو چبھتا پاؤں میں کانٹا وہ دل کے پار ہو جاتا

ترے ہی ابروے خمدار سے زخمی ہوا تھا دل
ترا ہی سبزۂ خط مرہمِ زنگار ہو جاتا

کبھی تو باندھ کر گھنگرو وہ رقصاں اسطرف ہو آتے
ہمارا طالعِ خوابیدہ بھی بیدار ہو جاتا

اگر اے چاند دو دن اُس سے تو کسبِ ضیا کرتا
پھسلنے میں نگاہیں یار کا رخسار ہو جاتا

تمنا ہے کہ مستِ بادۂ دیدارِ ساقی ہوں
جو پڑتی اک نظر مجھپر تو پھر سرشار ہو جاتا

مرے غنچہ دہن سے باغ میں چوٹ اگر آتا
میں شبنم کی طرح گل کے گلے کا ہار ہو جاتا

اگر وحشت میں ہوتی ہمکو منظورِ نظر زینت
گلِ داغِ جگر بھی طرۂ دستار ہو جاتا

عیادت میں مرے وصلت کے ملجاتے مزے دلکو
وہ عیسیٰ بن کے آتا اور میں بیمار ہو جاتا

اگر اُس رشکِ گل سے ہمکو صحبت چار دن رہتی
ہجومِ داغ سے دل غیرتِ گلزار ہو جاتا

لبِ جان بخش قاتل سے جو ہوتا عشق انکو بھی
مسیحا کے لئے جینا بہت دشوار ہو جاتا

میں شادی مرگ ہو جاتا جو مجھ پر لطف تم کرتے
تمہارا پیار بھی حق میں مرے تلوار ہو جاتا

سفیر اُس کی محبت میں رنگیلا ہے جو دل اپنا
وہ ترکِ جنگ جو بھی نادر افشار ہو جاتا

کس سروقد کے شعلۂ رخ کا ظہور تھا
گلزار میں ہر ایک شجر نخلِ طور تھا

دل اس پہ آگیا تو مرا کیا قصور تھا
انداز میں پری تھی وہ صورت میں حور تھا

[illegible]

چاروں طرف جہاں میں اسی کا ظہور تھا

[illegible]

شہرت ہوئی نہ یوسفِ کنعان ہی کی فقط
شہرہ تمہارے حسن کا بھی دور دور تھا

ظالم کی جلوہ گاہ میں [illegible] نشور تھا

[illegible]

ولہ

[illegible]

چھایا ہوا جو چار طرف ایک نور تھا
اپنے سیاہ خانے میں کس کا ظہور تھا

آئی تھی حور ساغر کوثر لئے ہوئے
کیا اُس پری کے ہاتھ میں جامِ بلور تھا

دریا بھی اُس کو دیکھ کے پیچھے سرک گیا
سینے میں بند وہ تھا تیغ کا زور تھا

بھڑکے ہوئے تھے رات کو دو شعلے بزم میں
اک شمع کا تھا نور تو اک اُن کا نور تھا

آئی ہی نیند میکدے میں مجھکو چین سے
دستِ سبو میرے لئے زانوئے حور تھا

اُس رشکِ مہر تک بھی پہنچنے کی جستجو
بیتاب مثلِ ذرہ دلِ ناصبور تھا

تیرِ نظر کا خود بھی نشانہ ہوا ہے دل
کہتا ہے مجھسے اب کہ بجا نا غرور تھا

غفلت تھی بادشاہوں کو سمجھے نہ تھے لئے
قابل جو ٹھوکروں کے سرِ پُر غرور تھا

ظلم و ستم بھی سہکے ترا دم بھر آگیا
ترکِ وفا کروں یہ محبت سے دور تھا

جس وقت سامنا ہوا عفوِ کریم سے
زاہد قصوروار تھا میں بے قصور تھا

اس درجہ اپنی مشق شنا سے بڑھی ہوئی
دریا سے بے سفینہ کے قصدِ عبور تھا

ساری رعیت اپنی مسلماں ہوئے سفیر
ہر وقت پاک کفر سے اسلام پور تھا

۳۵

آپ کا وعدہ نہیں ہوں کہ جو ٹل جاؤں گا
نہ گریبان سحر ہوں کہ نکل جاؤں گا

وادیٔ عشق میں ٹھوکر جو لگے گی مجھکو
یا علی کہہ کے وہاں بھی میں سنبھل جاؤں گا

قطع کو میری کوئی کہے تشفی سے
یہی مزاج اُن کا نہیں ہوں جو بدل جاؤں گا
حضرتِ نظم سے یوں ہو گی ملاقات سفیر
پھر اصلاح میں لیکر یہ غزل جاؤں گا

واہ

[illegible]

شبِ فراق اک بری بلا ہے یہ خوف سے لیے چھپا ہوں	فلک پہ چمکا جو کوئی تارا گماں ہوا چشم اہرمن کا
میں مر کے بھی کوئے یار میں ہوں صبا کے کب اختیار میں ہوں	ہوئی نہ برباد میری مٹی غبار بنکر رہا وطن کا
ہر اک کو اپنی پڑی ہوئی ہے کہاں کی جنت کہاں کا دوزخ	میں شورِ محشر کو جانتا ہوں کرشمہ اک چشمِ سحر فن کا
جو سبزۂ خطِ بتاں کی بھی اثر نہیں زہر مرگ ہے یہ ظالم	لحد میں رکھتے ہی اپنا مردہ ہرا ہوا رنگ بھی کفن کا

نہ چشمِ دشمن میں ہوں کھٹکتا نہ زیبِ دستارِ دوستاں ہوں
نہ خارِ صحرا ہوں اے صفیر اور نہ پھول ہوں میں کسی چمن کا

سب کو پابندِ رضینا بقضا کا دیکھا	ایک ہی حال یہاں شاہ و گدا کا دیکھا
یدِ بیضا کو بھی خاطر میں نہ لایا اے دوست	جس نے جلوہ ترے نور کفِ پا کا دیکھا
قتل تو نے جو کیا پائی حیات جاوید	باغ جنت میں اکڑنا شہدا کا دیکھا
طبعِ رنگین نے مضامیں کی دکھائی ہے بہار	رنگ دل میں نفسِ بادِ صبا کا دیکھا
کیوں خجل ہوتا مسیحا کی میں کر کے منت	درد کو اپنے نہ محتاج دوا کا دیکھا
باندھ لی کفر پرستی پہ کمر زاہد نے	شب کو کیا حسنِ بتِ ہوشربا کا دیکھا
محفلِ یار میں اکھڑا ہوا پایا سب کو	رنگ جمتا ہوا دیکھا تو حنا کا دیکھا
بتکدہ جانے سے کیوں روکتا ہے شیخ حرم	تو نے کعبہ میں بھی کب نور خدا کا دیکھا
غیر کے دست نگر ہوتے نہیں عالی ظرف	آب و دانے کو نہ محتاج ہما کا دیکھا

آہ برج اسد تلک کو گئی
نام سے میرے جنگو نفرت تھی
دامن یار پر جگہ نہ ملی
سب کے آنکھوں میں اب جگہ کرلی
نظر آئیگا آسمان حباب
کش یکسر ہے جنونکی تنگ ہوتیں
آسمان تک پہنچ گیا ہے غبار

شیشۂ گردوں ہوا اشکبار مرا
ذکر کرتے ہیں بار بار مرا
کیوں نہ اوڑتا پھرے غبار مرا
طوطیا بن گیا غبار مرا
ہوا گر دیدہ اشکبار مرا
یہاں ہو جائیگا فشار مرا
خاک ہو کر بھی ہے وقار مرا

الفت زلف میں موا ہوں ظفر
مشک ہو جائیگا غبار مرا

۳۷

سر کے بل چلنا ہے لازم شاہراہ طوس کا
حال یوں ظاہر کیا داغ دل مایوس کا
بت پرستی کی یہاں تک پڑ گئی عادت مجھے
چومتا ہوں اسکو چھپا تھیے لگاتا ہوں آ
کیا عجب حملہ صف مژگاں سے گرد دیکھ
کب شہنشہ ہو کے گردش سے زمانیکی بچا

کو کہرو کو سوں بھیجا ہے تاج کیکاؤس کا
خط کے بدلے یار کو بھیجا ہے پر طاؤس کا
شک ہوا بانگ اذان پر نالۂ ناقوس کا
شیشہ و ساغر سے لطف آیا کنار و بوس کا
کام لیتا ہے نظر سے اپنی وہ جاسوس کا
حال زار اب رحم کے قابل ہے زار روس کا

ولہ

کس غضب کی آگ ہے سینے میں کہ بجھتی ہی نہیں
گرم آہوں سے ہمارا قلب مجمر ہو گیا

نامہ بر کے قتل سے ہاتھ اسکے رنگیں ہو گئے
آج کیا رنگ حنا رنگ کبوتر ہو گیا

قدر دربار سلیماں میں ہوئی سب سے زیاد
سادہ بین بھی اُس پری پیکر کو زیور ہو گیا

فکر یہ زاہد کو ہے جنت میں تو بیٹھی نہیں
کیا کریں گے پھر جو خالی حوض کوثر ہو گیا

اب شکایت یار کی ہے اور نہ شکوہ غیر کا
ظلم سہتے سہتے دل اپنا بھی خوگر ہو گیا

دوست رکھتا ہے فلک تجھکو ہی شاید ای پری
چرخ سے ٹوٹا جو تارہ وہ نچھاور ہو گیا

شرم سے پانی ہوئے گلشن میں سرو جویبار
یار کا بوٹا سا قد دیکھکر صنوبر ہو گیا

ایک ہم خوبی کی الفت میں جو موت آئی ہمیں
دامن سیلاب بھی مرقد پہ چادر ہو گیا

مجھسی یوں میخانہ عالم میں عبرت نے کہا
ٹھوکروں سے پیر مغاں کا کاسہ سر ہو گیا

کر دیا ممتاز کیسا نوں میں حق نے ای سفیر
جو ہنر اپنا تھا اب جوہر ہو گیا

فصل خزاں کے آتے ہی گلشن اجڑ گیا
بلبل غریب اپنے وطن سے بچھڑ گیا

نکلا نہ کام آہ عہد فراق میں
کبوتر ابھی کہا کے ابلق ایام اڑ گیا

سوز غم فراق کا لکھا کبھی جو حال
مضمون اپنا شعر سے آتش کے لڑ گیا

کوسوں ہی دور ہمانسی ابھی ساحل مراد
بیڑا ہمارا جلکے تلاطم میں پڑ گیا

واله

دام گیسو سے جو چھوٹا تو نظر بند ہوا
مرغ دل کو مرے یوں رشتہ بپا رہنا تھا

دم ٹھہر کر تو ذرا وصف مژگاں لیتی
اپنا میداں انہی ترکوں سے بہار رہنا تھا

دل کو کیوں اپنی شکایت کی بری ہے عادت
شامل زمرۂ ارباب وفا رہنا تھا

خامشی نہیں مجھے کیا عشق کی لذت ہے سفیر
دل میں الفت ہے اگر لب پہ گلا رہنا تھا

ہے کشمکش میں روح عجب حال ہو گیا
گیسو کا عشق جان کا جنجال ہو گیا

او مست ناز چال یہ اتنا نہ کر غرور
مڑ کر تو دیکھ دل مرا پامال ہو گیا

در پردہ اس سے ہو گئی اب تو چھیڑ چھاڑ
اے عشق تو ہی بیچ کا دلال ہو گیا

کی اوسکے رخ سے جب گل بازی نے ہمسری
اتنے طمانچہ کھائے کہ منہ لال ہو گیا

آئی مرے ہمیں بھی امارت کے قریں
بوسیدہ جامہ رشک دو شالہ ہو گیا

ایمان اب کہاں بت کافر بغل میں ہے
ماہ صیام غرۂ شوال ہو گیا

اعمال نیک و بد سے بشر کا ہے امتیاز
مہدی ہوا کوئی کوئی دجال ہو گیا

آرائش اپنے حسن کی چاہی جو سرو نے
طوق گلوئے فاختہ خلخال ہو گیا

چھاتی پہ لوٹتے ہیں سانپ آکے رات بھر
دیکھو جو انکے بال عجب حال ہو گیا

دیکھینگے پھر جو بگڑیگی اوس بد مزاج
شکر خدا کہ آپ تو فی الحال ہو گیا

٣٩

اسے یہ کچھ شک نہیں تو آسمان حسن ہے
ہالہ پر تیرے گمان کہکشاں ہو جائیگا

درد دل لکھنے کی حاجت ہے نہ پھر قاصد کا کام
لخت دل کو لیکے جب آنسو رواں ہو جائیگا

حرف مطلب دل سے ہونٹوں تک کبھی آتا نہیں
خوف ہوتا ہے کہ سایہ رازداں ہو جائیگا

نام تو پھر خدا لکھ لو وفاداروں میں تم
جا رہی دنیا ہمارا امتحاں ہو جائیگا

بات گر کرتا نہیں مجھسے نہ کر یہ تو بتا
بے سخن ہونے سے تو کیا بے زباں ہو جائیگا

سینہ میں تیرے بڑیاں ہیں جلینگے اسقدر
شمع روشن کا زبانکو گماں ہو جائیگا

خاک میں بزم طرب ظالم ملا دی جسطرح
اے فلک اک ذرہ تو بھی بےنشاں ہو جائیگا

اسطرح فرح گھر کے ظالم اپنے جوڑیکو نکھولیا
طائر قبلہ نما بے آشیاں ہو جائیگا

گر یہی گیسوں با ہر قدم کہا جو بچتا نا پڑا
ہم نہ کہتے تھے ہجوم عاشقاں ہو جائیگا

چھپ نہیں سکتا چھپائے سے کسی کے راز عشق
آگ لگتے ہی صنم اونچا دھواں ہو جائیگا

اوس کی مستانہ روش ہے رنگ عالم ہے سفیر
ہر قدم پر انقلاب آسماں ہو جائیگا

غصہ میں آج بوسہ لیا چشم یار کا
مدت سے شوق تھا جو اسکے شکار کا

سینچا ہے آنسوؤں سے چمن کوے یار کا
عالم ہے ہر نفس میں نسیم بہار کا

گلشن بھی اک مرقع جادو نگار ہے
آئینہ ہاتھ میں ہے طلسم بہار کا

کب سوزِ غم سے دہر میں خالی ہے سنگدل
پاتا ہوں قلبِ تنگ میں مسکن شرار کا

دل تھام کر وہ رہ گئے بسمل کو دیکھ کر
خود ہی شکار ہو گئے اپنے شکار کا

سہرہ بنا ہے رخ کا عروسِ بہار کے
آنچل لٹک لٹک کے میرے گلعذار کا

بلبل سے داد خواہ اگر باغباں نہ ہو
سر پر خزاں کے خون رہے گا بہار کا

آئی ہے موت آج بیاباں میں قیس کو
ماتم کریگا کون غریب الدیار کا

بلبل کو عشقِ گل میں جو آکر رُلا گئی
چھوڑا ہوا ہے یہ بھی شگوفہ بہار کا

ہیں فاتحہ کو جمع حسیں سارے اک طرف
پریوں سے بھر گیا ہے کنارا مزار کا

تیرِ نظر چلے اسی طاؤس مست پر
کھیلو شکار آکے دلِ داغدار کا

بنکر غبار کاش پہنچتا رکاب تک
رہوار ہے ہوا یہ مرے شہسوار کا

وہ دل جلا ہوں وادیِ غربت میں اے امیرؔ
لپٹا ہے مجھ سے دوڑ کے سایہ چنار کا

دل یہ کب شیفتۂ چشم پریرو نہ ہوا
ہاتھ کب سرمہ کش نرگسِ جادو نہ ہوا

قدر تیری بھی تو ہوتی کبھی افسونِ نیاز
تو کسی آنکھ کا چلتا ہوا جادو نہ ہوا

ٹوٹتا آکے شبِ ہجر مری چھاتی پر
تو بھی اے مارِ سیہ یار کا گیسو نہ ہوا

پنجۂ شیر کا شانہ مرے سر میں ہوگا
جوشِ وحشت میں اگر فرقِ سرِ مو نہ ہوا

[illegible]

ولہ

ہو گیا حشر جو وہ فتنۂ محفل اُٹھے
وہ جو اُٹھا تو ہم اک تھامے ہوئے دل اُٹھے
نگہ یاس سے بسمل کی نہ لی جب جی
دیکھو تھامے ہوئے بالیں سے جو قاتل اُٹھے
دشت الفت میں جو دو گام [illegible] بھڑکی ہوئی آگ
شعلۂ سوز جگر بن کے ہر اک منزل اُٹھے

ہوتا ہے اگر شر تو ہونے دو بلا سے
جھگڑا یہ شب وصل نکالا ہے کہاں کا

انکار کا پہلو لئے رہتا ہے ہمیشہ
فقرہ ترا کب ہوتا ہے محتاج بیاں کا

تم پاس جو بیٹھو گے تو محسوس نہ ہو گا
چارہ ہے یہی ایک مرے دردِ نہاں کا

جب دیکھئے اُڑتا ہوا پھرتا ہے ہوا میں
میرا تنِ لاغر کوئی پتا ہے خزاں کا

یہ ناز یہ انداز کبھی اُن میں نہ ہوں گے
اک نام ہی سن لیجئے حورانِ جہاں کا

جس دن سے ظہیر آپ کے کوچے سے ہے گذرا
کمبخت کو اُس دن سے مرض ہے خفقاں کا

رتبہ اُن کا ماہ رویوں میں دوبالا ہو گیا
کان کا جھمکا چمکتے ہی ثریا ہو گیا

حسن کی دولت کو اک دن لوٹ لیں گے جب رقیب
جب کیا اسراف دولتمند رسوا ہو گیا

گوشہ گیری میں بھی رہتا ہے یہاں شہرت کا
اُن کا مضموں کر رہا تھا آ کے عنقا ہو گیا

کیا تماشا گاہ عالم ہو گیا ہے روئے یار
رخ سے جب سرکی نقاب اُس کی تماشا ہو گیا

اب تو وہ ظالم گلِ بازی سمجھتا ہے اسے
دل مرا قبضے میں اُس کے رہ کے گیندا ہو گیا

عشق اُس کی زلف کا اب طرہ دستار ہے
کاکلِ کیو اسطے میں بھی کنبا ہو گیا

قطرے شبنم نے نسیم صبح کے چہرے پہ ہیں
اس دلہن کیو اسطے موتی کا سہرا ہو گیا

میرے جینے کی تھی حیرت دوستوں کو جس طرح
میرے مرنے کا بھی ایسا ہی اچنبا ہو گیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولہ

[illegible]

[illegible]

اُس پری وش کو جو زنداں میں کبھی دیکھ لیا — تھام کر دل کو گرفتارِ سلاسل اُٹھا

خاک ہے قافلے والو کسی واماندہ کی — آج رہ رہ کے غبار اک سرِ منزل اُٹھا

دے رہا ہے خبر اہی بزمِ طرب — ہاتھ ملتا ہوا جو شور جلا جل اُٹھا

کیا صفت مجھ سے شہ ناصر دیں کی ہو شفیق — خاک ایران سے عجب خسرو عادل اُٹھا

باغِ عالم میں نہیں کیا تجھ سے بڑھ کر دوسرا — ڈھونڈھ لیں گے ہم بھی اے رشکِ صنوبر دوسرا

گھومتے پھرتے ہیں ہے میرے ہی سیہ خانے کی گرد — شامِ ہجراں کو نہیں ملتا کوئی گھر دوسرا

باز نے گھیرا نہ ہو وہ راستہ بھٹکا نہ ہو — لکھ رہا ہوں نامہ بھیجوں گا کبوتر دوسرا

لاکھوں درگاہوں کی اک درگاہ ہے درگاہِ دل — ڈھونڈھتی پھرتی ہے کیوں حرصِ گدا در دوسرا

شکوۂ بیدادِ گردوں ہے نہ سمجھیں اہلِ صبر — دیدۂ پُرخوں سے ہو رنگِ سخن گر دوسرا

اے گدائے خانقاہ دیرِ مغاں میں چل کے دیکھ — ایک پر ترجیح رکھتا ہے تونگر دوسرا

اک پیالے میں کہیں نشہ ہو لب ساقیا — دے سے گلرنگ کا تو بھر کے ساغر دوسرا

کیوں نہ بھیجوں یار کو قاصد پہ قاصد خط پہ خط — بعد پیغمبر نہیں آتا پیمبر دوسرا

طعن بھی کی اس ستم ایجاد نے گالی بھی دی — ایک نشتر کھا چکا دل ہے یہ نشتر دوسرا

یہ ہنر ہے غافلو روشن گری کیا ارث ہے — ایک دنیا سے اٹھا پہونچا سکندر دوسرا

[illegible]

ولہ

[illegible]

کرتی ہے تلوار کا اب کام ہر موج شراب	قتل پر اُس چشم میگوں کا اشارا ہوگیا
دل کو مژگاں ہی نے روکا لے چلی تھی سیل اشک	ڈوبتے کو آج تنکے کا سہارا ہوگیا

عرش کی قندیل بنکر اب یہ چمکا ہے سفیر
ایسا اونچا میرے طالع کا ستارا ہوگیا

دل پہلے مجھسے صاف تھا میرے حبیب کا	اُس نے بُرا کیا ہے بھلا ہو رقیب کا
کافر بنا دیا بت ترسا کے عشق نے	جو دل میں داغ ہے وہ نشاں ہے صلیب کا
کاتب کی آنکھ ہے کہ لفافہ کی مہر ہے	مکتوب ہے یہ عاشقِ حسرت نصیب کا
میرے طرف سے کوئی بھی کہتا نہیں اُنہیں	دل توڑتے ہیں آپ سدا اُس غریب کا
خلقِ نبی و خلقِ حسن آشکار ہے	زیور یہی ہے مرد شریف و نجیب کا
ڈالی ہے اُس نے پیار سے آئینہ پر نظر	منہ دیکھکر اُٹھا ہے کسی خوش نصیب کا
خوانِ کرم سے اُس کے سدا فیضیاب ہیں	ملتا ہے روز ہم کو ہمارے نصیب کا
رہتا ہے تا بہ زیست ندامت کا دل میں داغ	ہے اشرفی سے مہنگا طمانچہ ادیب کا
موت آکے پھر نہ جائے مجھے اس کا ہے خیال	پھینکا ہے میں نے پھاڑ کے نسخہ طبیب کا

ہر بیت سے سفیر بلاغت ہے آشکار
چھپتا نہیں ہے رنگ کلامِ ادیب کا

ہاتھ میں کب ملک الموت نے پوچھا مجھکو
ہائے افسوس جل کو بھی نہ میں یاد آیا
جب کبھی چلے [illegible]
مکتب عشق کا مجھکو بھی سبق یاد آیا
سیکڑوں نقشے ملے ہیں [illegible]
مجھکو کیا اس کے سوا عالم ایجاد آیا

اس خط سبز میں اک شان نظر آتی ہے
[illegible]

ولہ

[illegible]

ظلمات کی طرف یہ سکندر رواں ہوا
یا دل کو عشق طرۂ عنبر نشاں ہوا

اپنا حریم قدس بہا جب امتحاں ہوا
دل سالک مسالک راز نہاں ہوا

جلوہ نگن ہو دل میں ہمارے خیالِ دوست
آراستہ اسی کے لئے یہ مکاں ہوا

دریا دلی سے پیر مغاں کی تھا آب آب
باغِ ارم میں چشمۂ کوثر نہاں ہوا

آتیں یہ نغمہ سنجیاں خالق کو بھی پسند
سدرہ کی شاخ پر نہ مرا آشیاں ہوا

بوسہ بھی ان حسینوں سے ملنا محال ہے
اب ہی کے نرخ حسن کچھ ایسا گراں ہوا

رنگِ عروج آئینہ دل میں تھا نہاں
پہلے بنا حباب تو بعد آسماں ہوا

دل جل کے خاک ہوگیا حیرت کی بات ہے
اِس میں لگی نہ آگ نہ اونچا دھواں ہوا

بت بھی صنم کدہ میں الٰہی بگڑ گئے
نالہ کیا تو شبۂ بانگِ اذاں ہوا

نالوں نے میرے چرخ کو دیدی شکست فاش
دیکھو وہ سرنگونِ علم کہکشاں ہوا

کٹتے جو تیغ ابروے قاتل کے جی اُٹھے
شرمندہ لعل لب سے مسیح زماں ہوا

اب دیکھئے جواب بھی آتا ہے یا نہیں
خط لے کے نامہ بر تو الٰہی رواں ہوا

کی میں نے دل سے آہ وہ تڑپا زمین پر
گویا حریف کشتۂ نوکِ سناں ہوا

دیکھا ہوا ہے وامق و مجنوں کا حوصلہ
دشت جنوں میں کون مرا ہم عناں ہوا

خمر سے جو اس نے شیشے میں کی جلوہ گستری
بنت العنب پہ لال پری کا گماں ہوا

وله

غزل

ولہ

پیری میں یہ منعم کا قدِ راست جھکا کب — خم آج ستون ہو گیا عبرت کے محل کا

زینت ہی مری پاک سمجھتے ہیں حسیں سب — حوروں میں بھی شہرہ ہے مرے حسنِ عمل کا

بسمل کا تڑپنا بھی نہ دیکھا گیا اس سے — غش آگیا قاتل کو مرے خون ہے ہل کا

افسوس مسلمانوں میں کیا پھوٹ پڑی ہے — سکہ ہے زمانے میں نصاریٰ کے عمل کا

اشکوں سے شگفتہ ہے گلِ داغِ محبت — لیجائیے لیجائیے یہ پھول کنول کا

مریم کو سرِ دست یہ گلشن میں گلہ ہے — عیسیٰ نے مداوا نہ کیا پنجۂ شل کا

ہم جوڑتے ہیں ہاتھ نجاؤ ابھی یہاں سے — تڑکے کو بڑی دیر ہے اب تک ہے دھندل کا

آلودہ ہے نظر آبِ لبِ شیریں سے ترا خال — ہر وقت مجھے خوف ہے زنبورِ عسل کا

شمشیر ہی کے گھاٹ اتر جائیں گے عشاق — ابرو کا اشارہ بھی اشارہ ہے اجل کا

اے دشنۂ غمزہ سے دہاں فوجِ مژہ لیس — اندیشہ بہت کشورِ دل کو ہے خلل کا

تم دل کو مرے طرۂ کاکل کے عوض لو — ہے گلشنِ عالم میں مزہ پھیر بدل کا

گر سینہ ہو پر داغ تو ہے گلشنِ جنت — کھل جائے تو دل غنچہ ہے اسرارِ ازل کا

ناصح کا ہر اک بات پہ جھنجھلا کے وہ کہنا — کیا جانے گا ان باتوں کو بچہ ہی تو کل کا

یہ زخم نہیں تن پہ مرے پھول کھلے ہیں — لیتا ہوں مزہ کیا میں تری تیغ کے پھل کا

پہنچا ہے کہاں تک ترا ابرو کا اشارہ — شہرہ ہے زمانے میں بہت جنگ و جدل کا

آئی بہار شور نہ ہو بلبلوں کا کیوں
گلدستہ داغ دل کا ہمارے مہک گیا

پروانہ غیر ہے رخ روشن کا جب سنا
شعلہ کی طرح میں بھی اُسی دم لپک گیا

ملتا ہے نقد عیش ترے بینوا کو کب
کھودی جہاں زمیں کہ خزانہ سرک گیا

لوٹے بھی مل گئے مجھے روے صبح کے
پہلو میں بیٹھتے ہی ستارہ چمک گیا

اُس پر گمان ہوا دل صد پارہ کا مجھے
بے یار کے چمن میں جو غنچہ چٹک گیا

آیا جو فاتحہ کے لئے شمع رو غیر
شعلہ چراغ قبر کا میرے بھڑک گیا

نالہ جو تیر بن کے دہن سے نکل گیا
دیکھا تو پار چرخ کہن سے نکل گیا

ماتم کروں نہ کس لئے یارانہ رفتہ کا
آتا نہیں جو دانت دہن سے نکل گیا

بہلانے دل گیا تھا اُن آنکھوں کی یاد میں
نرگس کے پھول لیکے چمن سے نکل گیا

حاجت پڑی نہ ہم کو کفن کی ہزار شکر
غربت میں کام رخت کہن سے نکل گیا

زنداں اُجاڑ ہو گیا کچھ اس میں شک نہیں
دیوانہ تیرا رنج و محن سے نکل گیا

ہے اسمیں رنگ و ادے مینو سرشت کا
کب آکے کوئی ملک دکن سے نکل گیا

اُس چشم سرمگیں نے ٹھہرنے دیا کسے
آہو چرا کے آنکھ ختن سے نکل گیا

شکل جب آئی سامنے تو یا علی کہا
یہ اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

۷۴

دیکھتا اُس رخ پہ تیری شان
ہوتا میری آنکھ سے حلقہ رکاب کا

ہوئے وہاں نفس سرد جائیں گے
محشر میں غم نہیں تپش آفتاب کا

حسن سیر کو دریا پہ چل کے دیکھ
کس طرح بج رہا ہے کٹورا حباب کا

ٹپکا ہے قطرہ ٹک کا گر چشم مست سے
یاد آ گیا ہے مجھ کو بھی کھنچنا شراب کا

تماشا میکشی کا ... قدم کیا
آنا پڑا ہوا ہے قدح آفتاب کا

اس کا غم ہے جگر کو ہر ایک بوند
پیتے ہیں ہم غیر میں پینا شراب کا

حسن کے ہر مکاں کا یہی پتا
دیکھا دکھائی دور سے گنبد حباب کا

عالی ہے ظرف تو اعلیٰ ہے اس کا شغل
آئینہ دیکھتا ہے فلک آفتاب کا

جو لپٹ پڑی یاد آ گیا
طاؤس مست پر وہ جھپٹنا عقاب کا

کا ہے تنا دریہ دل مرا
ماہی کو خوف کچھ نہیں طوفان آب کا

ہم جس کو آفتاب سمجھتے ہیں اے سحر
ہے تاج خسروی سر خمی آب کا

دیکھے گی جلوہ رخ لاجواب کا
گوشہ بنا ہے دامن محشر نقاب کا

گیسو پہ پیچ و تاب کا
دیتا ہے بوئے مشک دھواں ہر کباب کا

سوال پہ گھبرا گئے ہیں وہ
ہے انتظار غمزۂ حاضر جواب کا

کیوں کر حساب ہو کرم بے حساب کا
دل باغ باغ ہو کسی خانہ خراب کا
شیشہ شراب کا
ذرہ آفتاب کا

دم قدم سے قیس کے رونق ہی دشتِ نجد کی
پہلے یہ ویراں تھا اب کیسا سہانا ہو گیا

مجھ سے اظہار نہ کر محبوب سیم اندام زر
جنگ ہے تا ہو سکا بھی خالی خزانہ ہو گیا

شکر ہے انصاف پہ جو طبع ہے شعر کی نہیں
جو نگہ ہم نے کیا وہ دوستانہ ہو گیا

دیکھ کر محراب ابرو کو جھکے سجدے میں ہم
یوں ادا کعبہ میں فرض پنج گانہ ہو گیا

اگلے سے وہ اہل فن ہیں اور نہ وہ صاحب کمال
کیسے کیسے لوگ تھے خالی زمانہ ہو گیا

آتے آتے رک رہے وہ میں نے جب ٹوکا تمنا
آ نکلنے کو مجھے لینے کا اک بہانہ ہو گیا

ولہ

سفاک تیرے کوچے میں جب سے گذر ہوا
مجھے دیار خانہ خرابی میں گھر ہوا

افسوس ہے کہ دل میں کسی کے نہ گھر ہوا
میں چشم خلق میں نہ تمہاری نظر ہوا

دیں دل کو اضطراب میں کیا کیا تسلیاں
شوقِ وصال مرہم زخم جگر ہوا

آنکھ سے اچھل کے گرا طفل اشک آج
مجذوب سا میں کیوں میرا نور نظر ہوا

عاشق ہوا ہوں جب سے تمہیں مکراں رہے
کب دل پہ اختیار قضا و قدر ہوا

پوچھا نہ اس مسیح نے بیمار ہجر کو
کیا کیا ہمارا حال نہ نوع دگر ہوا

کہتی ہے روح پڑ گئی آزادیوں پہ خاک
جب سے کہ میرا قالب خاکی میں گھر ہوا

عاشق سے اپنے بات نہ کی اس نے وصل میں
روتے ہوئے غریب کو پچھلا پہر ہوا

بے خبر تو بھی تو جادو کے جگانے والے
دم نکلنے کو ہے اک شیفتہ جادو کا

اور بڑھ جاتی ہے وہ چند جلا آئینہ کی
عکس پڑتا ہے جو اے شوخ ترے زانو کا

بوریا گوشۂ عزلت کا ہوا تخت شہی
ہو گیا بال ہما نقش میرے پہلو کا

وہ مری دشت نوردی وہ سہانا جنگل
اور رہ رہ کے مہکنا وہ گل خودرو کا

پھر اُترنے کا نہیں عقرب ابرو کا زہر
سانپ سے بڑھ کے مجھے خوف ہے اس بچھو کا

خال ابرو پہ جو دیکھا تو یقیں آیا مجھے
اب تو کعبہ میں بھی ہوتا ہے گذر ہندو کا

صبح ہو جاتی ہے پر نیند نہیں آتی ہے
دل یہ کہتا ہے کہ تکیہ ہو اسی زانو کا

صبحدم مثل نسیم آیا جو گلشن میں وہ شوخ
لیکے انگڑائی اُٹھا سبزہ کنار جو کا

دل مسرت میں گذر جاتا ہے اللہ اللہ
آرسی اُٹھتی ہے منہ دیکھکے کس خوشرو کا

یاد جب آتی ہے پس پیش کے یہ رہ جاتا ہے
دل میں ایسا ہوا اثر سرمہ کش جادو کا

دل کا جو کلمۂ توحید وظیفہ ہے سفیر
شہر بھی آج نظر آتا ہے میداں ہو کا

ہوئی ذلت یہ ذلت ہمکو عشق یار میں کیا کیا
پھرے آوارہ ہو کر کوچہ و بازار میں کیا کیا

ہوئی ذلت یہ ذلت ہمکو بزم یار میں کیا کیا
رہا ہے ذکر اُسکا مجلس اغیار میں کیا کیا

پھپھولے دل کے پھوٹے جو پھوٹے پاؤں کے چھالے
مزے وحشت کے آئے وادی پرخار میں کیا کیا

ولہ

دلوں پہ دھوکا ہے یا مری معجز بیانی کا
خدا کے فضل سے میں شاہ ہوں ملک معانی کا
پھرا آتا ہوں میں جب ساغر شراب ارغوانی کا
مجھے پیری میں یاد آتا ہے عالم جوانی کا
دم ہے شادمان کرے جو قصہ تری ہجرانی کا
پیالہ کب اعتبار آئے پیغام زبانی کا
بہار ہفت کشور رشک عالم میں ہو گا
بسے گا جام جم ساغر شراب ارغوانی کا

[illegible]

ترے جلوے سے اے آئینہ رو جو گل تھا حیراں تھا
چمن میں سنبلِ تر سایۂ زلفِ پریشاں تھا

بہار آتے ہی میرے قید ہونے کا یہ ساماں تھا
جو تھی موجِ ہوا اک حلقۂ زنجیر پیچاں تھا

مرا اپنی زندگی سے تنگ تھا فرقت میں نالاں تھا
تری تلوار آجاتی اگر سر پر تو احساں تھا

میں سمجھا قابلِ افسوس اپنا ہی گریباں تھا
چمن میں جا کے گل کو جو بھی دیکھا چاک داماں تھا

انہیں قیدِ تعلق سے رہا ہونا نہ تھا ممکن
دلِ تنگ زلیخا حضرت یوسف کا زنداں تھا

نشانی رہ گئی اک دل جلوں کے گرم آہوں کی
درخت شعلہ جائے سبزہ مرقد پر نمایاں تھا

جگر کو چھان ڈالا میکشی نے ہجرِ ساقی میں
مرے دل کے لئے ہر قطرۂ مے ایک پیکاں تھا

کسی کے روزنِ دیوار میں اپنی بھی تھیں آنکھیں
نہ واں مہتاب تاباں تھا نہ واں مہرِ درخشاں تھا

محیطِ عشق میں منجدھار سے بیڑا نکالا تھا
خدا ہی کے بھروسے تھے خدا ہی بس نگہباں تھا

تری فرقت میں آئینے سے بھی بہلا نہ دل اپنا
وہ مجھ سے بڑھ کے حیراں تھا میں اس سے بڑھ کے حیراں تھا

جو ٹھہری وصل کی امید چمن میں یہ بھی تھی حالت
میں شبنم کی طرح گریاں وہ گل کی طرح خنداں تھا

گلے مل ملکے کاٹی ہر گلے مقتل میں کشتوں کے
ترا خنجر نہ تھا ظالم ہلالِ عیدِ قرباں تھا

میں یہ کہتا ہوا ہاتھ انکا گھر سے تھام کر نکلا
یہی کیا عہد مجھ سے تھا اسی کا نام پیماں تھا

تصور پیشہ ہو کر سیر کے کیا کیا مزے لوٹے
کبھی ہم تھے بیاباں میں کبھی ہم میں بیاباں تھا

جنوں میں بیدھ وحشت سے ہم کیونکر رفو کرتے
نہ دامن ہی تھا اس لائق نہ اس قابل گریباں تھا

ولہ

چراغِ تربت اپنا گل فغاں ہونے لگا
شمع سے ... استخواں ہونے لگا
سوزِ غم ... فغاں ہونے لگا
عاشق ... دھواں ہونے لگا

۵۱

ساتھ دیگا کون تنہائی کی شب میں بخدا
میرا سایہ تو ابھی سے بے نشاں ہونگا

جوہر شمشیر تاروں کی طرح آئے نظر
عکس تیغ یار دیکھکر کہکشاں ہونگا

آگیا اس کو پسینہ جب سوال وصل پر
حسن کی گرمی سے چہرہ درفشاں ہونگا

اپنی بخشش سے جو مجھ کو یاس ہونے لگی
آیۂ لا تقنطوا ورد زباں ہونے لگا

بدگمانی کس قدر ہے حسن کی تعریف پر
پھر نہیں سنتے وہ ذکر اس کا جہاں ہونگا

ذکر مجھ وحشی کی جو خانہ خرابی کا سنا
گرد باد دشت کا اونچا دھواں ہونگا

اولہ نہ ربط تھا کیا قیام حشر اس قد پہ سفیر
تو قیامت آگئی قد کا بیاں ہونگا

وله

حسن زائل ترا اے آئینہ رو ہو جائے گا
چار دن میں رنگ عارض اڑ کے بو ہو جائے گا

تیرے دروازے پہ خون آرزو ہو جائے گا
آج جو تنہا ہے دعوائے جنگ جو ہو جائے گا

نامہ بر کے قتل سے تو سرخرو ہو جائے گا
ہاتھ کی مہندی کبوتر کا لہو ہو جائے گا

دیکھکر تیرے رخ روشن کو ہو گا آب آب
مہر کا چشمہ چھلک کر آب جو ہو جائے گا

مثل شبنم مہر تک پہونچائے گی افتادگی
چرخ کے ہمپایہ پائے جستجو ہو جائے گا

تم نے کی مجھ سے دغا یا بیوفائی میں نے کی
فیصلہ اسکا خدا کے روبرو ہو جائے گا

لوٹتے ہی لوٹتے پڑھ لیں گے ہم بسمل نماز
خون میں اپنے ہی بس اپنا وضو ہو جائے گا

۵۳

دل ... ہونے کو موجود تھا ہر وقت ہوا	چھوٹ کر تیر نہ ابرو کی کماں سے آیا

دیکھکر بزم میں اپنی مجھے کہتے ہیں شمیر
... ہوئے آج کہاں سے آیا

تجھ سے خلوت میں ... راز اپنا	ہو گیا رعب ترا سرمۂ آواز اپنا
... لیکے ... وہاں	روز سب صرف نہ کردی دم پرواز اپنا
شور ... تھا کبھی	دشت وحشت میں فقط قیس تھا ہمراز اپنا
ترے انداز ... معلوم نہ تھا	کر لیا تو نے تو او چشم فسوں ساز اپنا
آواز ... معلوم ہوا	کر گئی کام مرے دل میں وہ آواز اپنا
... تو یہ	جوش وحشت میں ہوا ہے عجب انداز اپنا
سب سخن ...	منہ دکھائیں گے نہ اب مفسدہ پرداز اپنا
... راہ میں ...	اب کھلا جاتا ہے او پردہ نشیں راز اپنا

تھے جو ہمراہ رکاب اک بت ترسا کے شمیر
اور ... کے چلا ... ساکت ... اپنا

عشق ہے دل کو یار جانی کا	وہی حافظ ہے زندگانی کا
خون ہوتا ہے ... وانی کا	قصد ہے غم کی میہمانی کا

ہاں مرے شعر اور کے ذوق زباں
کیوں نہ قائل ہوں قدر دانی کا
خاک میں تو ملا چکے مجھ کو
اب بھی دولت ہے مہربانی کا
حال دل پوچھتا ہے کیوں بیدرد
کیا مزہ ... کہانی کا
ہو گئی ... رہ گئی زیست تک یہی ...

[illegible]

بجایا جب سے قیس عامری نے کوس رحلت کا
دیا ہے اس نے جامہ دیکھکر اندازِ قامت کا
مراقب جانتے ہیں لطف کچھ رشکِ رقابت کا
معاذ اللہ ٹھکانا بھی ہے کچھ گرد کدورت کا
سمجھکر مجھکو دیوانہ مری باتوں پہ ہنستے ہیں
پسِ مردن بھی یوں لاشوں کو دفنایا تم نے
مرے داغ جگر سے آفتابِ حشر چمکے گا
معافی قل ہو اللہ احد پڑھکے کچھ نہیں مشکل
میں شاہِ ہفت کشور ہوں لبوں تک میکشی ساقی
ہوئی روزِ ازل جب حسن کی تقسیم عالم میں
سنہری پر جو لیٹے گا لبِ بام آکے وہ گلرو
مجھے کچھ غم نہیں اپنا اگر غم ہے تو یہ غم ہے
دھندلکا صبح کا وہ تنگ کوچا اور وہ ظلمت
نکیسا دھوپ رہتی ہے یکساں چھاؤں رہتی ہے
مرا دل صاف ہے مجھ سے حسین بھی بے تکلف ہیں

مرے سر ہے بکھیڑا انتظامِ ملکِ وحشت کا
کلام کذب ہو شکوہ کروں گر اپنی قسمت کا
مزا آتا ہے مجھکو خانقاہوں میں عبادت کا
مرا دل ہے کہ پہلو میں نہیں شیشہ ہے ساعت کا
پری رویوں کو پھر دعویٰ ہے سیرِ آدمیت کا
عدو کی پائینتی رکھا سرہانا میری تربت کا
مرے نالوں سے ہوگا گرم ہنگامہ قیامت کا
اُٹھا دینا فقط کافی ہے انگشتِ شہادت کا
کھلا رہتا ہے سر پر چتر میرے ابرِ رحمت کا
ترے اندام نے شیرازہ کھینچا ہے نزاکت کا
نہ ہے گا قرصِ مہ کل تکیہ فرشِ خوابِ راحت کا
مرے سر نیچے پردہ فاش ہوگا شامِ غربت کا
یہی تو وقت ہے موقع ہوا صاحب سلامت کا
زمانہ یکطرف رہتا نہیں ہے رنج و راحت کا
بشر کو خلق میں ملتا ہے ثمرہ حسنِ نیت کا

ولہ

دیکھا طلسم غنچۂ نرگس میں راز کا
یہ بھی کرشمہ ہے مژۂ نیم باز کا

کیوں آتشِ نفس سے نہوں شعلہ زیر پا
قایل کبھی ہوا نہ دل بے گداز کا

کیا خوف ہے تلاطم امواج کا مجھے
طوفاں میں ناخدا جو خدا ہے جہاز کا

آنسوں ہم نے صرف کیا اُس کو بیدریغ
ورنہ دل و دماغ خزینہ تھا راز کا

سنتا ہوں روز زمزمۂ بال جبرئیل
طوبےٰ کے زیر سایہ مزہ ہے نماز کا

اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے
دریا ہے جوش پر کرم دل نواز کا

بھونے کا شیوہ ہائے ہوس آ تری کوہ دل
پرتو فگن جمال تو ہو بے نیاز کا

واقف غرورِ حسن نہیں جذب سے کیا
اس کبکِ مست کو نہیں ڈر شاہباز کا

پایا ہے اس نے کوزۂ سربستہ کا دماغ
ساقی کی خامشی میں بھی نکتہ ہے راز کا

بحرِ جہاں میں چاہیے انجام پر نظر
ہر موج آئینہ ہے نشیب و فراز کا

شرم و حیا ہے لازم آغاز دلبری
پہلا سبق یہی ہے مرے سرو ناز کا

پیری جگا کے کہتی ہے تڑکا قریب ہے
اٹھو سفیر وقت اب آیا نماز کا

ولہ

میں اُسکی بزم ناز میں جب دل کو کھو چکا
تقدیر کو نصیب کو قسمت کو رو چکا

اب ہاتھ پاؤں مارنے سے فائدہ نہیں
سیلاب جوش عشق کا مجھکو ڈبو چکا

کبھی ہم کو بھی تھی موجِ طراوت نزہتِ خاطر
وہ گلگشتِ چمن وہ شور کرنا آبشاروں کا

چمن میں جاتی ہی یاد آگئی یکرنگ یاروں کی
بہت بہایا مجھے نظارہ پھولوں کی قطاروں کا

مرے قلبِ جگر کی آگ نے بھڑکا دیا اُنکو
خبر کیا تھی جہنم منتظر تھا دو شراروں کا

ضرورت پلٹنوں کی توپخانوں کی ہی میداں میں
سفیر اب جنگ میں رہنا نہیں لازم سواروں کا

ولہ

فرقت کی آفتوں میں گر دل ابھی مرے گا
مشکل ہی کون اپنا سینہ سپر رہے گا

بندۂ تسلیم نے پایا ثمر تسلیم کا
آتشِ نمرود ہے یا باغ ابراہیم کا

حق سمجھتا اُسے تیری ہے کیا کوتہ نظر
خطِ جدول خود ہے بطلانِ صفحۂ تقویم کا

ہی اگر فکرِ بہشت اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے
پُل بنا دستِ کرم کو کوثر و تسنیم کا

شامتِ اعمالِ ما ہم صورتِ نادر گرفت
اب نظر آنے لگا اُلٹا اثر تعلیم کا

ہی نصیحت تلخ رکھ اُس کے فوائد پر نظر
ذائقہ شیریں نہیں ہوتا ہے برگِ نیم کا

تو بسر کر اپنی مثل جوہرِ فرد اے سفیر
مال دنیا میں کوئی جھگڑا نہ رکھ تقسیم کا

حسنِ عالم سوز کس کا تھا کہ جاں پرور ہوا
کس نے یہ صورت بنائی کون صورت گر ہوا

مرغِ دل کو آشیانِ لامکاں سے ربط ہے
پھر پھڑکنا ہی نہیں جب آپ سے باہر ہوا

حضرتِ زاہد کے اعمالِ ریائی کے لئے
صفحۂ پہلو کو نقشِ بوریا مسطر ہوا

ولہ

طوفاں ہوا کریں گے محشر بپا رہے گا
آنکھوں میں تیری جبتک جادو بھرا رہے گا

کبتک جدا تو مجھسے اے بیوفا رہے گا
دل خون ہو رہا ہے پھر مجھ میں کیا رہے گا

اُس سے وہی ہے واقف جس سے پڑا ہی پالا
وہ آشنا بھی ہو کر نا آشنا رہے گا

کہتے ہیں تیر مژگاں ہم دل کو چھاند لیں گے
پہلو میں چھپ رہا ہے کبتک بچا رہے گا

عاشق کا دل چرا کے ہوگی نہ کچھ ندامت
پھر سب میں سرخرو وہ وزدِ حنا رہے گا

دل کو سفیر اپنے سمجھائیں اب کہاں تک
جائے گا ایکدن یہ یا خود وہ آ رہے گا

تھا سائل مراد سے بیڑا لگا ہوا
جس دم محیط عشق میں شوق شنا ہوا

پائی ہے قتل ہو کے شہیدوں نے زندگی
ہر قطرہ آب تیغ کا آب بقا ہوا

وحشت تو دیکھئے شب تاریک ہجر کی
سایہ بھی دور جا کے کھڑا ہے چھپا ہوا

ہیں فاقہ مست اور در میخانہ پہ جبیں
چھوٹی کوئی نماز نہ روزہ قضا ہوا

گل کیطرح شگفتہ ہوا داغ آرزو
آئی بہار زخم جگر کا ہرا ہوا

میں دردِ جاں کنی سے بچا ہو گئی نجات
خنجر کا دستہ حلق پہ دستِ دعا ہوا

اس خاکسار کا یہ کمالِ عروج ہے
سر پر زمین تو چرخ مرے زیر پا ہوا

آتا ہے دوست دوست سے ملنے کیواسطے
آپ آئے اتنی دور مرے گھر تو کیا ہوا

بڑھایا حسن دو ہاتھ اور بھی ہاتوں کو پھیلا کر
خجل ہے تیری انگڑائی سے ہالہ ماہِ کامل کا

حریفِ بار وسیہ کے گھر گیا وہ آس اب ٹوٹی
بھروسہ دو گھڑی آگے تھا کیا کیا نعشِ کامل کا

گلے کا ہار ہو جاتی ہے جسکو تاک لیتا ہے
اجل سمجھی ہوئی ہے تو اشارہ چشمِ قاتل کا

سفیر اب اس غزل میں تم بھی بہتر قافیہ کہہ دو
لکھا ہے خواجۂ مغفور نے بھی نام بیدل کا

ہوا ہو شوق ان کو بھی نہ آبِ تیغِ قاتل کا
کہ موجوں میں بھی عالم ہے مری بیتابیِ دل کا

شبِ تاریک ہی میں ملگیا آخر پتا دل کا
ترے زلفوں نے کھولا کھل سکے عقدہ مری مشکل کا

فلک نے چارہ سازی کی ہے کس دن ہم غریبوں کی
بنا کس دن یہ پاہا زخم دامندار بسمل کا

خضر کے بھیس میں آ کر ملے رہزن عجب کیا ہے
غبار اٹھ اٹھ کے دھوکا دیرہا ہے مجھکو منزل کا

ہمیں بھی یاد آ جاتی ہیں وہ بیتابیاں اب بھی
لہو رلوا تا ہے دل کو تڑپنا مرغِ بسمل کا

میں دیوانہ ہوں اسکی چشمِ فتاں کا عجب کیا ہے
شباہت آنکھ کی پیدا کرے حلقہ سلاسل کا

نہ کیوں شاخِ قلم پر بھی گماں بیدِ مجنوں ہو
رقم کرتا ہے مضموں صفحہ کاغذ پہ محمل کا

ٹھہر کر میرے عارض پر پہنچ جاتے ہیں دامن تک
طریقہ جانتے ہیں اشک بھی قطعِ منازل کا

تمہاری مانگ تو گیسو سے بڑھکر راہزن نکلی
مجھے تو خوف ہے شب سے زیادہ دن کی منزل کا

گدائی کی جسے خو پڑ گئی جاتی نہیں سچ ہے
فلک کس دن نہ نکلا لیکے کاسہ ماہِ کامل کا

[illegible]

بیقراری سے جو ہر وقت میں چھو لیتا ہوں
ہنس کے کہتے ہیں دوپٹہ مرا میلا ہوگا

لالہ رو تیری محبت جو رہیگی مجھ کو
داغ دل رشک دہ لالۂ حمرا ہوگا

شیشے خالی یوں ہی پھیکونگا جو پی کے شراب
ایک دن صحن چمن گنبد مینا ہوگا

عادتیں اُس سے برائی کی نہ جائینگی صغیر
اپنی قسمت سے جو ادنےٰ کوئی اعلےٰ ہوگا

۵۹

دواں یہ گرم ہے بازار خودنمائی کا
کہ اب تو وقت نہیں قسمت آزمائی کا

گلہ صغیر سے کرتے ہو بے وفائی کا
یقین آگیا تم کو کسی سنائی کا

یہ تو ڈھونڈھ کے لے آؤں تیشۂ فرہاد
پہاڑ بنگیا ہے آج دن جدائی کا

کوئی جو اُن سے پوچھے تو اُن کی دلکی اُمنگ
عجیب لطف ہے آغاز آشنائی کا

فراق میں یہ چڑھایا ہے رنگ نالوں نے
کہ زرد ہوگیا چہرہ شب جدائی کا

میں اُس کی تیغ پہ کیوں نقد جاں کروں نثار
چلن جہان میں وطن کی ہے رونمائی کا

بغیر آنکھ لڑائے وہ رہ نہیں سکتے
پڑا ہوا ہے جنھیں ذوق آشنائی کا

کبود کر دیا گردوں کو میرے نالوں نے
کہ رنگ پھوٹ کے نکلا شب جدائی کا

چمن میں دیکھ کے آتا ہے مجھکو پیار بہت
ہے شاخ گل میں جو عالم تری کلائی کا

جو چھالے پھوٹتے ہیں خار ہوتے ہیں سیراب
مجھے قلق نہیں اپنے برہنہ پائی کا

[illegible]

بڑھ کے ہو خوان خلیل اللہ مرا خوان رزق
میہماں کثرت سے آئیں غل ہو بسم اللہ کا

بتکدے والوں سے کچھ دل کو خصوصیت نہیں
اُس طرف بھی جا نکلتا ہے فقیر اللہ کا

صاعقہ افگن ہے کس دل سوختہ کی آہ گرم
چاندنی راتوں میں جلجاتا ہے خرمن ماہ کا

بہر عبرت قبر جب کھودی کسی درویش کی
گور کن کہتا ہے دیکھا میں نے مُردہ شاہ کا

دل مرا ہنگام عسرت بھی غنی ہے اے کریم
بانٹ کر کھاتا ہوں میں صدقہ تری درگاہ کا

طفل بازی گوش کی صورت نہیں دل کو قرار
ہے دبستان جہاں پر رشک جو بازی گاہ کا

ایک شب تو چین سے سونے دے مجھکو اے لحد
میں تھکا ماندا مسافر آ رہا ہوں راہ کا

امن آسایش ہماری ہے اسی سے اے سفیر
دم غنیمت ہے دکن میں شاہ آصفجاہ کا

آبگینے میں دل کے میں عرفان کا جوہر لیچلا
زندگی خضر و اقبال سکندر لیچلا

ایک جا رہنے سے کیا خانہ بدوشوں کو ہی کام
سیل کے مانند میں کاندھے پہ بستر لیچلا

ہم نے نقد صبر سی دولت نہیں دیکھی کہیں
مانگ کر محتاج سے جس کو تو نگر لیچلا

پھر لب شیریں سے دی تو نے مجھے دشنام تلخ
پھر تری محفل سے میں قند مکرر لیچلا

یک بیک چمکی ہے قسمت مجھکو حیرت کیوں نہو
بزم میں اک آئینہ رو کی مقدر لیچلا

نکہت گیسوئے جاناں لیچلی موج نسیم
شمع محفل کا دھواں اڑ کے گھونگر لیچلا

۶۰

ولہ

شب ... [illegible] ... بڑھ گیا | فاتحہ پڑھنے جو آنکلے چراغاں بڑھ گیا
ہاتھ ... [illegible] ... پر رکھتے ہی بول اٹھا طبیب | دل لگی کس سے ہوئی جو سوز پنہاں بڑھ گیا
میں ... [illegible] ... کے سب ملے بگڑ | آج کل کچھ عدل سرکار سلیماں بڑھ گیا
پیشوائی کو ... [illegible] ... کی آتے دیکھ کر | اپنی حد سے سایۂ نخل مغیلاں بڑھ گیا
ہم ضعیفوں ... [illegible] ... جھکا کر ... | سر ندامت سے نہیں خم بارِ عصیاں بڑھ گیا
اشک غم ... [illegible] ... سے عشاق کے | کشتیاں ساحل پہ ڈوبیں گی کہ طوفاں بڑھ گیا
دیکھ کر ... [illegible] ... خورشید برج قوس میں | ماہ نو سے جب ترا عکس گریباں بڑھ گیا
سرکشی ... [illegible] ... کی دلیل | بجھ گئی جب شعلۂ شمع شبستاں بڑھ گیا
جو ... [illegible] ... سے گھبراتے نہیں | قید میں یوسف سے ہے رتبہ دوچنداں بڑھ گیا
... [illegible] ... مجنوں ملک | سر پہ رکھ کر باران دونوں سے انساں بڑھ گیا
... [illegible] ... مجنوں ... ہے | شعر کچھ پڑھتا ہوا آگے ہر سخنداں بڑھ گیا
رنگ کب ... [illegible] ... رفتار نے | تجھ سے کس دن چال میں کبک خراماں بڑھ گیا
کرتا ہے تسخیر شاہوں کو فقیر اس نقش سے | بوریے سے میرے کب تخت سلیماں بڑھ گیا
جوش گریہ میں جو ... شکل اپنی دیکھ لی | دیدۂ آئینہ میں آشوب طوفاں بڑھ گیا
زلف نے رونق بڑھا دی عارض پر نور کی | آیتیں اتنی ہوئیں نازل کہ قرآں بڑھ گیا

[illegible]

زیادہ جو اِس میں اگر ہے ہنسی ہے وہ نہیں بس ہے
رقیب وا نہ سے کیوں بیت کے سکوں بنا [illegible]
کسی کا بیتا ب ایک دل تھا جسے رخ آتشیں نے پھونکا
غبار اٹھا اُٹھ کے کہہ رہا تھا آسماں کا زمیں نہیں کا
حضور نے بات تو بنا لی ہے کسو غلط میں عاں ساقی
ابھی ابھی پھر کسے یا نا پائی [illegible]
وہ رشک [illegible] جو جہاں نما تھا [illegible] سلیماں
تو شامیں کبھی آپ پریاں یہ نقش [illegible] نگیں کا

اُن کے قدموں کی گری تھی اُڑ کے کیا صحرا میں خاک	اور رخ سرمۂ چشمِ غزالاں بڑھ گیا
وہ نہ پوچھیں میرے آنسو پر خیال اسکا کریں	خلق کو زحمت ہی ہے ہنگامِ باراں بڑھ گیا
اس میں سو سو رنگ کی وحشت نے دکھلائی بہار	دامنِ گل سے مرا چاکِ گریباں بڑھ گیا
تھا میں بیخودِ حیرتِ حسنِ عرق آلود سے	دیدہ و دل میں صد آئینہ چراغاں بڑھ گیا
اب تو کانوں میں بھی آوازِ جرس آتی نہیں	اتنے پیچھے رہ گئے اتنا حدی خواں بڑھ گیا
دہر میں ہر دل عزیزی ہے ترقی کی دلیل	دیکھ کتنا رتبۂ محمود گاواں بڑھ گیا
اس پری نے رقص میں گھونگھٹ کیا لاکھوں گلے	آسماں کے دور سے بھی دورِ داماں بڑھ گیا
اس کی الفت میں بنا ہے دل کا میداں شرط گاہ	گرم جولاں ہوتے ہی ارماں سے ارماں بڑھ گیا
وادیٔ وحشت میں جب شوقِ تجلی لے چلا	برق سے میرا ہی میرا فغان و خیزاں بڑھ گیا
ہاتھ کھینچا میں نے لیکن حرص نے پھیلائے پاؤں	آستیں کو جب کیا کوتاہ داماں بڑھ گیا
دارِ ماتم ہے جہاں غم کو ہے یاں نشو و نما	سروِ بستاں کی طرح سرو چراغاں بڑھ گیا

رحمۃ للعالمین جب عرش پر پہنچے سفیر
تھا فرشتوں کے بھی یہ دل میں کہ انساں بڑھ گیا

ستم ہے گر ہو تجھے نہ غافل خیال مطلوبِ زمرگل	حضورِ چشمِ فقیر بیدل ہے پست تر پایہ رشک ہیں کا
ہوا ہے واعظ تجھی سے جھگڑا اسنا ہے تو نے بھی ساقیا کیا	کلیجہ ہوتا کچھ تو ٹھنڈا اٹھائے جام آبِ آتش کا

[illegible]

ولہ

[illegible]

غرورِ حسن کی اللہ رے آتش افروزی
نگہ کو برق کیا برق کو شرار کیا

خدا نہ بخشیگا کیا مجھکو اُس کے صدقے میں
جسے کہ فخرِ عرب فخرِ روزگار کیا

ہٹا کے زلف کو چومی ہے چشمِ خشم آلود
اندھیری رات میں یوں شیر کا شکار کیا

گرج کے ابر نے کی دل میں گدگدی ساقی
اسی بہار نے مجھکو شراب خوار کیا

رکاب تھامنے کو دوڑی حسرتِ پابوس
جنوں نے توسنِ وحشت پہ جب سوار کیا

خدا کے ہاتھ میں دونوں کے دل تھے کیا کرتے
اُسے قرار دیا اِس کو بے قرار کیا

اشارے چشمِ سخنگو کے دل نے کیوں سیکھے
اسے بھی درسِ اشارات میں شمار کیا

سنبھالتے ہوئے احباب لے چلیں گھر کو
کسی نے تیرِ نظر سے جگر فگار کیا

تو ہی نے ڈالی ہے آزادیوں پہ خاک اے چرخ
اسیر تو ہی نے اے نیلگوں حصار کیا

خجل ہے اخترِ صبحِ نشور دُرّے تیرے
کچھ ایسا پرتوِ عارض نے آبدار کیا

اگرچہ بزم میں تھا رعبِ حسن کا مانع
لگاوٹوں سے مرے دلکو بے قرار کیا

لگائے بازوے ہمت نے زور کچھ ایسے
محیطِ عشق سے بیڑے کو میرے پار کیا

بغل میں حور کہیں آنہ جائے اے قاتل
شہیدِ ناز کو تنہا تہِ مزار کیا

وہ مجھ سے کہتے ہیں اللہ ری پاکدامانی
لگا کے ہاتھ مجھے کیوں گناہگار کیا

مرے نصیب کی خوبی تو دیکھ اے ہمدم
ہوا وہ دشمنِ جاں جس کو میں نے پیار کیا

حسنِ ملیح ہند نہ چمکا رہا کہیں
چین و فرنگ میں بھی پرستش فگن ہوا

اب یہ زمین کا ہے نہ ہے آسمان کا
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

دل کا صفائے قلب سے مردم میں ہے وقار
یہ آئینہ بھی زیب دہ انجمن ہوا

مجھ رند کا تو رنگ نہ کرتا تھا اختیار
بلبل بھی آج مست بہارِ چمن ہوا

روتا ہوں جا کے گورِ غریباں میں روز و شب
احباب سارے اُٹھ گئے خالی وطن ہوا

بہلاتا دل کو وادیِ غربت میں کس سے میں
سایہ ہی اُٹھ کے مجھ سے مرا ہم سخن ہوا

اے چرخ بڑھ گئیں تری نیرنگ سازیاں
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا

کیا زخم خار سے ہو خطر گردباد کو
اُٹھ کر جہاں وہ بیٹھ گیا بس وطن ہوا

بو خلد کی بہشت کی آئی مزار میں
اُس کا بسا ہوا جو دو پٹہ کفن ہوا

تہذیب کے خلاف ہے ناصح نہ مجھ پہ ہنس
دکھلائی دینگے دانت اگر خندہ زن ہوا

رہ جائیگی یادگار تری باغ میں سفیر
مقطع کبھی نہ مصرعِ سروِ چمن ہوا

مقبول اب حسینوں میں اپنا سخن ہوا
آیا جو نقش لب پہ عقیقِ یمن ہوا

تیرِ نظر کسی کا نہ بھٹکا کہاں کہاں
آتے ہی میرے دل میں وہ جزوِ بدن ہوا

جادو کی کیا بساط ہے معجز کے سامنے
گوسالہ سامری کا تڑپ کر ہرن ہوا

دیوان سفیر ۶۴

ولہ

ولہ

٦٥

پوچھونگا اُن کے مصحفِ رخ کو ہزار بار | زاہد ہے مجھکو پاس کلامِ مجید کا

جنگل میں بھی مرے لئے منگل ہے جان تو | جس روز تم ملو ہے وہی روز عید کا

نسلِ امامِ عصر ابھی تک ہے دہر میں | ناپید خانوادہ ہے ہارون رشید کا

کہتا ہے دل کہ حلقۂ خاتم کی زیب ہوں | حاضر ہے لیجئے یہ نگینہ حدید کا

شاہوں کے ہاتھ کانپتے ہیں وقتِ فاتحہ | ابتک وہی جلال ہے اُن کے شہید کا

ہیں منکر و نکیر سے اُٹھ کر گلے ملا | دھوکا ہوا کفن پہ مجھے صبحِ عید کا

اللہ کس طرح سے کٹیگی شبِ فراق | پھر آج سامنا ہے عذابِ شدید کا

جراح دیکھ پھر شفقی پیرہن ہوا | ٹوٹا ہے ٹانکا زخمِ دلِ ناامید کا

ہے آج بند قفلِ درِ میکدہ تو کیا | لے کام موجِ بادہ سے ساقی کلید کا

آلِ نبی پہ ختم ہوی ہے بہادری | بچوں سے بھاگتا پھرا لشکر یزید کا

قاصد پہ کیا گذر گئی کیا جانے راہ میں | خود بھی نہ آیا خط بھی نہ بھیجا رسید کا

جب چاہے آؤ شام رہے یا سحر رہے | ہے تمکو اختیار سیاہ و سپید کا

افسردہ دل بہار میں لالہ رہے نہ کیوں | اُترا ہوا ہے پھول مزارِ شہید کا

ہاں پیر میفروش سے صحبت رہے گی گرم | جاڑوں میں لطف آئیگا مے کی کشید کا

کیونکر چلوں قدم بہ قدم آسمان کے | کیسا ہے پیر پاس نہیں ہے مُرید کا

مدعو تھے اُن کے ساتھ سرشام غیر کے
آنکھوں میں نقشا پھر گیا قصر یزید کا

ساقی کی تیغ ناز سے مقتول ہو گیا
شیشہ بھی ہے گلوئے بریدہ شہید کا

جس نے کہلائے چار عناصر کے چار باغ
مشتاق ہوں میں اُس چمن آرا کی دید کا

ہیں مرد حق پڑ وہ ہوں دنیا سے کیا غرض
ہمسایہ بھی نہ ہوگا کبھی زن مرید کا

غربت میں بھی تو دل کے طلبگار ہیں حسین
رکھتا ہوں اپنے ساتھ میں توشہ فرید کا

وہ کو ہے تھکانہ دیا جس کو عشق نے
پیچھے کلیم آگے تھا شوق اُس کی دید کا

غمزے کے ٹھاٹھ کو صفِ مژگاں میں دیکھیے
وہ ابنِ سعد ہے تو یہ لشکر یزید کا

حوروں کو دیکھ کر تبسم ہوئے ہیں لب
چہرہ بھی دیکھتے نہیں اپنے شہید کا

قولِ جنابِ داغ یہ ہے لکھ رکھو سفیر
میں ہوں محب حسینؑ کا دشمن یزید کا

سلام

علیؑ کی بزم میں جب کوئی باریاب ہوا
بڑھا یہ رتبہ کہ ذرے سے آفتاب ہوا

سلامی آ کے جو حُر حاضر رکاب ہوا
جو نقش پا تھا چراغ رہ ثواب ہوا

جو دل کو شوق ثنائے ابوتراب ہوا
ہمائے زیر نگیں کشور ثواب ہوا

سلام ۶۶

ولہ

غیر کو دست حنائی سے پلاتے ہیں وہ مے
خون حسرت پہ بندھی ہے کمر جام شراب

پھر وہ رونق نہ رہی بزم سے ساقی جو اُٹھا
ساتھ ہی اُس کے ہوا ہے سفر جام شراب

حد سے بے بادہ فزوں ہے مری افسردہ دلی
شوق گلگشت رہا اب نہ سر جام شراب

جتنا جی چاہے کرے شیخ مذمت اُس کی
ایسی باتوں سے نہ ہوگا ضرر جام شراب

خود بخود ہاتھ سے ساقی ترے چھلکا نہ یہ
مرے آہوں سے پسیجا جگر جام شراب

گردش چرخ نے تلوار جو کھینچی ہے سفیر
چاہیے ہاتھ میں تیرے سپر جام شراب

دیکھے جو بے نقاب رخ انور آفتاب
غیرت سے ہو ابھی گل نیلوفر آفتاب

قبضے میں تیرے کشور حسن و جمال ہے
کہلاتا ہے فلک پہ شہ خاور آفتاب

قصر بلند چرخ چہارم سے کم نہیں
ہے سر سے پاؤں تک وہ پری پیکر آفتاب

کیونکر نہ اسکو میں گل بازی سے دوں مثال
رہتا ہے گھنے میں مرے اکثر آفتاب

کیوں کر کہوں نہ افسر دیوانگان دشت
جلوہ فگن رہے جو مرے سر پر آفتاب

مستی میں گر میں جام صبوحی طلب کروں
دیگا خم فلک سے مے احمر آفتاب

اُس کے لئے اگر در انجم طلب کروں
بھر بھر نثار لائیگا طشت زر آفتاب

خادم بھی کیا حسین ہیں خدمت میں یار کی
مہتاب رات بھر ہے وہاں دن بھر آفتاب

ولہ

[illegible] جمال دوست
پیدا اب آئینہ ہی میں ہو گی مثال دوست
[illegible]
سبزہ کی طرح خلق میں [illegible] پامال دوست
[illegible] بزم خیال دوست

کاشانۂ عدم میں ہوئی انجمن درست
[illegible]

گردش میں جام بادہ نہیں ہے یہ ظہر سو
کرتا ہے رقص بزم پر یروں میں آفتاب

اوس کا رخ صبیح نہیں ہے یہ زیر زلف
رہتا ہے روز کوچۂ گیسو میں آفتاب

روز وصال اُس نے جو رُخ اس طرف کیا
سمجھا میں آگیا مرے قابو میں آفتاب

دو دن کی روشنی سے منور ہے سب جہاں
گردوں پہ ایک اک مرے پہلو میں آفتاب

پلّہ تمہارے حسن کا اُس سے گراں ہے
تُلجائے حُسن کی جو ترازو میں آفتاب

چکھنے کو دی ہے ساقیٔ گردوں نشین نے
حیرت نہ کیوں ہو ہے مرے چلّو میں آفتاب

تشبیہ دوں میں کیا گُلِ رخسار سے نسیم
ایسا تو رنگ میں ہے نہ خوشبو میں آفتاب

ردیفُ التّاء

عیسٰے کی کیا مجال ہے ہے یہ سخن درست
اپنے مریض کو تو کریں آپ تندرست

خالق کے ہاتھ میں ہے عناصر کا اعتدال
کس کے کیے ہوئے ہیں یہ چاروں چمن درست

رونق مکین سے ہے ہمیشہ مکان کی
جب روح چل بسے تو رہے خاک تن درست

فصل بہار راس نہ آئی کبھی ہمیں
ہنسنے لگا جنوں جو کیا پیرہن درست

آتا نہیں ہے شیخ اگر راہ راست پر
تیرا خیال بھی نہیں اے برہمن درست

کب مرد زال دہر کے پھنستے ہیں دام میں
اس بے وفا کا میں نے نہ دیکھا چلن درست

[illegible]

ولہ

دونو کا ایک حال ہے وادیٔ عشق میں
اُن کو خیالِ غیر تو مجھ کو خیالِ دوست

بجلی جو چمکی یاد مجھے آئے تم بہت
مصرع یہ لکھ کے بھیج دیا حسبِ حالِ دوست

بوٹا سے قد کی شان ہی جوبن سے اور ہے
کیا بارور ہوا ہے الٰہی نہالِ دوست

فرطِ حیا سے وصل میں وہ آب آب ہے
مجھ کو ڈبو نہ دے عرقِ انفعالِ دوست

اک روشنی ہے قہر کی اور ایک لطف کی
ظاہر ہے مہر و مہ سے جمال و جلالِ دوست

الطاف نامہ اُس کا ہے پر سے بندھا ہوا
آیا سعیرؔ ہدہدِ فرخندہ فالِ دوست

ولہ

حسن پر اپنے نہ اِترا تو ستمگار بہت
دل سلامت ہے ہمارا تو ہیں دلدار بہت

نظر آتے ہیں جو زنداں کے سزاوار بہت
دل کی لیتے ہیں ترے گیسوئے خمدار بہت

ترے کوچے میں ہے اِتنا ہی سہارا کافی
جھانکنے کے لئے ہیں روزنِ دیوار بہت

کیا حسینوں کی کمی گر نہ ہو رسوائی کا ڈر
یوسفِ دل کے ہیں دُنیا میں خریدار بہت

دن کا ہوتا ہے گماں عارضِ روشن پہ ترے
یاد گیسو کی دلاتی ہے شبِ تار بہت

کوچۂ یار کو کیوں وادیٔ ایمن نہ کہوں
مثلِ موسیٰ ہیں یہاں طالبِ دیدار بہت

دم ترے ہجر میں گھبرائے جو از رشکِ چمن
دل کے بہلانے کو ہیں شہر میں گلزار بہت

چاہنے والے سے اپنے تمہیں کچھ شرم نہیں
ایک بیچارہ ہوا ٹل سے گئے اقرار بہت

داغ دل میں ہے مرے نور الٰہی کا ظہور
پردۂ شب میں ہے پوشیدہ سحر کی صورت

دل میں جو یاد وطن ہے مرے ہنگام سفر
آئینہ میں نظر آنے لگی گھر کی صورت

حسرتیں دیئے لئے جاتا ہے عاشق تیرا
دل میں ناسور ہے اک روزن در کی صورت

دست نازک میں قلم کیا دم تحریر تھمے
اُن کا پہونچا بھی لچکتا ہے کمر کی صورت

ساتھ اشکوں کے ہے خون نابۂ دل بھی شامل
ایک رشتے میں ہیں یہ لعل و گہر کی صورت

رنگ لائیگی ابھی اُس کی سنہری رنگت
دل پہ ہے نقش مرے سکۂ زر کی صورت

کان دیکر وہ سُنا کرتے ہیں فریاد مری
اب تو پیدا ہوئی نالوں میں اثر کی صورت

یہی کمبخت ہوا ہے خلل انداز سفیر
میں نہ دیکھونگا کبھی مرغ سحر کی صورت

دھیان منزل کا مرے دل میں ہے گھر کی صورت
کیوں سفر میں نظر آئے نہ حضر کی صورت

جوہر تیغ مرے آئینۂ دل میں ہے
کیوں نظر آئے نہ اب فتح و ظفر کی صورت

دیکھ میخانے میں ہنگام صبوحی ساقی
جام مستوں کے بھی بجتے ہیں گجر کی صورت

لکھنے دیتی نہیں خط مجھکو جو سرگرمئ شوق
پرزے نامے کے بھی اُڑتے ہیں شرر کی صورت

باادب باش پکار اُٹھا در جاناں سے
دیکھی دربان نے جو مجھ خستہ جگر کی صورت

کب کسی سے گرہ راز جہاں کھلتی ہے
ہے یہاں ایک [illegible] کی صورت

دلہا

[illegible]

آئینہ ورطے ہیں اشعار ہمارے بھی سفیر
محسن صاحب پاکیزہ گہر کی صورت

[illegible]

ردیف الثاء

[illegible]

ہوں راہ شرع میں بارہ امام کا پیرو | پسند آئی مجھے راہِ مستقیم بہت
سفیر شافیٔ مطلق ہی دے شفا مجھکو | خدا ہی فضل کرے حال ہے سقیم بہت

ولہ

[illegible]

ردیف تائے ہندی

دکھلاؤنگا میں آپ کو اپنے جگر کی چوٹ | مجھکو سنبھلنے دیگی جو ترچھی نظر کی چوٹ
اُس روے آتشیں سے ہے تسکین قلبِ زار | میں سینکتا ہوں آگ پہ ہردم جگر کی چوٹ
گیندا بھی کھیلنے میں وہ مجھسے نہ خوش رہا | ہے ناگوار یار کو گلبرگ تر کی چوٹ
رُخسار دونو دیکھ کے جلتا ہے آسماں | اک شمس کی ہے چوٹ تو ہے اک قمر کی چوٹ
دیکھا تھا کس ادا سے جو یہ حال ہوگیا | تڑپا رہی ہے خاکپہ کافر نظر کی چوٹ
مارا ہوا بچیگا نہ اُس ذوالفقار کا | دو ابروؤں کی چوٹ ہے تیغ دوسر کی چوٹ
میرا ہی سر ہے اور یہ ہمت مجھی میں ہے | کھاتا ہے روز کون ترے سنگِ در کی چوٹ
شیروں کو مجھسے بچکے نکلنا محال ہے | ڈنکے کی چوٹ کہتی ہے اُن کی نظر کی چوٹ
تلوار سے ڈراؤ نہ تم اُس کو میکشو | کافی ہے محتسب کے لئے مشت زر کی چوٹ

دل تھام کر وہ آئے مرے گھر کہو اے سفیر
رُکتی بھی ہے کسی سے دعائے سحر کی چوٹ

ردیف ... ۱۷۱

[illegible]

ردیف جیم معجمہ

[illegible]

اللہ تیرے در سے ملے جو مجھے ملے
دنیا میں خلق سے نہ ہوا کرم کی احتیاج

ابرو سے کام لیتا ہے قطع و برید کا
اسکو نہیں ہے خنجر خوشخم کی احتیاج

پیر مغاں کی خیر مناتے ہیں سات دن
رندوں کو کب ہے بخشش حاتم کی احتیاج

ادنے سے فیض یاب ہیں اعلیٰ یہ ہے محال
ہوگی نہ آفتاب کو شبنم کی احتیاج

دریا بھیگا فرقت ساقی میں اے سفیر
آنکھوں کو بھی اشک دمادم کی احتیاج

کوچے سے عشق کے ہے ابھی نابلد مزاج
کرتا ہوں اسکو پیار تو ہوتا ہے بد مزاج

مجھکو رقیب ٹھگ نہ سکا راہ عشق میں
روباہ بازیوں میں نہ آیا اسد مزاج

بیمار غم کی ہوگی عیادت نہ بعد مرگ
پوچھیگا کون آکے میان لحد مزاج

جنت میں اور کوچہ جاناں میں فرق ہے
بہلیگا حور سے بھی نہ اب تا ابد مزاج

لیجائے بھی جو کوئی نجاؤں میں اسطرف
حرص ہوکے کوچے سے ہے نابلد مزاج

طینت میں عاجزی ہے میں وہ خاکسار ہوں
تجھسے بگڑ سکا نہ کلاہ نمد مزاج

خود جل کے خاک ہوتے ہیں غیروں کے واسطے
رکھتے عجب طرح کا ہیں اہل حسد مزاج

سمجھایا کیں خوشامدیں وہ مانتا نہیں
رکھتا ہے کوئی اپنے بگڑنے کی حد مزاج

یوں آئیگا نہ ابلق ایام راہ پر
نرمی ضرور ہے کہ یہ گھوڑا ہے بد مزاج

ولہ

گویا نہیں ہے حیف ذرہ بھی زبان موج
ہے بے شک سوار اس میں ہے یوسف لقا کوئی
کشتی کے اردگرد ہے کیوں کاروان موج
طوفان اضطراب کا موجب ہے ایک بحر
دریا میں رہ کے ہم نے کیا امتحان موج
ہے بحروں کو اہل کدورت سے اختلاط
ساحل پہ جا بجا نظر آئے نشان موج

ردیف الجیم

۷۷

ولہ

ولہ

[illegible]

ایک سناٹا تھا ہر جا صلح ماہِ صوم تک صلح پر مائل ہوا ہے ہر سو وہ جنگجو	غرۂ شوال ہے آباد ہے میخانہ آج کیوں نہ آپس میں لڑا کر میں پیمانہ آج

دل غمِ فرقت سے شاید ہو گیا خون اے سفیر
آہ لب تک آ رہی ہے بھر چکا پیمانہ آج

ردیف حاءِ مہملہ

صیاد و بلبلوں کی ہے خوف و رجا میں روح
گلشن میں آ کے پھنس گئی دامِ بلا میں روح

بعدِ فنا بھی ہم میں پڑا تفرقہ عجیب
تحت الثرا میں جسم ہے اوجِ ہما میں روح

جاں بخش تیرے لب ہیں مسیحا بھی ہے گواہ
کی تو نے بات پڑ گئی مردم گیا میں روح

زاہد شرابِ ناب ہے شیشے میں اس طرح
جس طرح سے ہے پیکرِ اہلِ صفا میں روح

پھولوں میں جب وہ گئے تو کہنا یہ دوستو
آئے نہ تم نکل گئی شوقِ لقا میں روح

ہو بخش کا دماغ کسے منکر و نکیر
کیا دیں جواب آ کے پھنسی پھر بلا میں روح

ملکِ بقا میں طائرِ گلزارِ قدس ہو
نکلے تیرے گدا کی جو یادِ خدا میں روح

منکر کے حق میں خامہ یہ چوبِ کلیم ہے
ہے اژدہا کی طرح سے اپنے عصا میں روح

ہے قبر تک تو ساتھ پھر اسکا کہاں پتا
رہتی نہیں ہے منزلِ اہلِ فنا میں روح

۷۳

ولہ

[illegible]

ہاتھ سے اپنے جو وہ غیر کو دیتا ہے شراب
اپنے غصہ کو میں پی جاتا ہوں آنسو کی طرح

وہ چھپا لیتے ہیں آنچل سے جو چہرہ کو کبھی
ذرے افشاں کے چمک جاتے ہیں جگنو کی طرح

زلف کی یاد میں ہے نیند پریشاں ایسی
خواب میں آنکھ میں بکھرے ہوئے گیسو کی طرح

وجہ درکار عداوت کی نہیں دشمن کو
نیش زن رہتا ہے کمبخت یہ بچھو کی طرح

چوم لینے کو جو بڑھتا ہوں کبھی اے قاتل
تری تلوار بھی کھنچ جاتی ہے ابرو کی طرح

کہتا ہوں پھینک کہیں شیشۂ خالی شب ہجر
یہ بھی بیکار ہوا اب مرے پہلو کی طرح

کاکل یار مجھے یاد دلانے کے لئے
آگیا ابر سیاہ چاند پہ گیسو کی طرح

اپنے عشاق کے سایہ سے جو وحشت ہے سفیرؔ
رم کیا کرتے ہیں حسن چشم بھی آہو کی طرح

ردیف خائے معجمہ

فصل گل میں ہو گئے گلزار سرخ
لالہ کوہی سے ہیں کہسار سرخ

عاشق و معشوق ہیں پھولوں میں بھی
زرد ہیں دو چار تو دو چار سرخ

آگ کھانے کا اثر جاتا نہیں
کیوں ہے رنگ مرغ آتشخوار سرخ

ہمنے گلشن کی دورنگی دیکھ لی
سبز ہیں شاخیں تو ہیں اشجار سرخ

بسملوں کا روندھنا اچھا نہیں
خون کے چھینٹوں سے ہے دیوار سرخ

ولہ

ردیف دال مہملہ

ولہ

[illegible]

جو حال ہے صاف جا کے کہدے
کیا سے لکھے **سفیر** زار قاصد

جو تری بات ہے ہے بت خود کام پسند
مجھسا دنیا میں نہوگا کوئی دشنام پسند

گرتی تھی برق بلا ان کے دلوں پر جو نظر
ہوگئی دیدۂ تصویر میں آرام پسند

عشق میں چاک گریباں مجھے رہنے نہ دیا
اے رفوگر نہیں آتا مجھے یہ کام پسند

اُسکو دیتی ہے مزہ سنگ زنی لڑکوں کی
ترے دیوانے کو ہے انجمن عام پسند

دل کو محفوظ رکھے عشق و محبت سے خدا
مجھکو آغاز پسند اسکا نہ انجام پسند

اپنی رحمت سے وہ بخشے تو عجب کیا ہے **سفیر**
ترے افعال کرے خالق علام پسند

کرتی ہے سب کو چشم بت گلعذار صید
کسطرح ہوگا آہوے مردم شکار صید

ہوتے ہیں دل اسیر سدا دام زلف میں
کس دن وہ پھانس لاتی نہیں پانچ چار صید

اُس سمت جا رہا ہوں میں دلکو لئے ہوئے
صیاد سے یہ راہ میں ہوگا دو چار صید

تیار شکار ہونے کی رکھتے ہیں آرزو
ہوتے ہیں تجھکو دیکھکے بے اختیار صید

پھر شکار چل کہ ترے انتظار میں
باندھے ہوے کھڑے ہیں یہ جا بجا قطار صید

ریجھا ہوا ہے حلقۂ زلف دراز پر
ہوجائیگا **سفیر** دل بیقرار صید

۷۵

[illegible]

ردیف دال ہندی

[illegible]

ردیف را مہملہ

آ گئیں عشق نا شکیبا پر
انگلیاں اٹھ گئیں زلیخا پر
بیقراری سی بیقراری ہے
بستر اپنا ہے موج دریا پر

نہ بھروسہ مجھے اسکا نہ بھروسہ اُس کا
نہ لیاقت پہ مجھے فخر نہ خدمت پہ گھمنڈ

سچ تو یہ ہے کہ بڑا بول نہ بولے انساں
ہو گئے رسوائے جہاں تھا جسے عصمت پہ گھمنڈ

ننگ ناموس کی پروا نہیں کرتے وہ حسیں
حسن سیرت کی عوض جنکو ہے صورت پہ گھمنڈ

قبر میں ساتھ نجائیگی یہ نخوت ہرگز
اہل دولت کو ہے دو روز کی دولت پہ گھمنڈ

رخ روشن پہ فدا ہوں میں غرض کیا اس سے
کیوں شب ہجر کو ہے سانولی صورت پہ گھمنڈ

میری مشکل ہے جو مشکل تھی وہ آسان ہوئی
کیوں نہو قادر مطلق تری قدرت پہ گھمنڈ

کوئی مضمون جہاں میں نہیں سچے پایا
ہوں میں شاعر ہے مجھے زور طبیعت پہ گھمنڈ

مرد میدان اسد اللہ سا ہوگا نہ سفیر
تیغ کرتی تھی سدا جسکی شجاعت پہ گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

تھا سفر میں پہنچا اُسے کیوں کر کاغذ
دست قاصد سے اڑا لے گئی صرصر کاغذ

بزم اغیار میں قاصد کو مرے فکر یہ ہے
یا الٰہی اُسے پہنچاؤں میں کیوں کر کاغذ

پڑھ کے ابرو کی صفت قتل نہ قاصد کو کرے
ہو نہ جائے کہیں آب دم خنجر کاغذ

خط میں لکھی ہے جو میں نے صفت حسن صبیح
ورق مہر سے بڑھکر ہے منور کاغذ

غیر کیوں آتا بھلا میری عیادت کیلئے
ڈھونڈنے آیا تھا ظالم تہہ بستر کاغذ

شاہ مرداں کا ہے غلام سیفیؔ
اُس کو تکیہ ہے فضلِ مولا پر

کھلا ہے سب کو دو آبے کا دیدۂ تر پر
کریں گے گنگ و جمن رشک اس سمندر پر

زوال کا ہے اثر قلبِ اہل جوہر پر
حباب گرد یتیمی ہے روئے گوہر پر

ازل سے بخت میں میرے جو تلخ کامی ہے
گمان تھا شیرۂ حنظل کا شیر مادر پر

جگر کے ٹکڑے بھی کچھ آنسوؤں کے ساتھ رہیں
پڑے گی آنکھ ستمگر کی لعل و گوہر پر

شکستِ رنگِ محبت کی آ رہی ہے صدا
کہیں نہ ہاتھوں جو رکھ سکے دل کے پتھر پر

کبھی جھکے گی نہ گردن مری نزاکت سے
کبھی یہ ناؤ چڑھے گی نہ آبِ خنجر پر

ہوئی نصیب سعادت جو یار تک پہنچا
ہما تو رشک نہ ہو کیوں مرے کبوتر پر

ہمیں طبیبوں سے کیوں ناتواں سمجھتے ہو
ہیں دم ہی توڑ کے رکھ دوں گا آج بستر پر

کسی نے پیار سے ڈالی ہے اس پر آنکھ اپنی
ہے فخر آئینہ کو طالعِ سکندر پر

اسی سے پار اتر جائیں گے ترے بسمل
بنا ہے جوہروں کا پل جو آبِ خنجر پر

ہیں وقت بادہ کشی شاہِ ہفت کشور ہوں
پڑے گی جم کی بھی آنکھ آج میرے ساغر پر

فقط وہ داغ زر و سیم دل پہ لے کے گیا
چراغ بھی نہ جلا تربتِ توانگر پر

وہ چال ہے کہ قیامت کا دم نکلتا ہے
فدا ہے فتنۂ محشر بھی اُس کی ٹھوکر پر

ولہ

ولہ

وہ ہو رشکِ چمن تو باغ کی جانب سے جب گذرا
پسِ نظارہ بلبل چڑھ گئیں دیوارِ گلشن پر

عجب خوش اعتقادی تھی لئے جھک کر قدم میرے
بیاباں میں ہوا تھا خضر کا دھوکا جو رہزن پر

فلک کو لاگ ہے مجھ سوختہ قسمت سے کیوں ایسی
جب آیا ہے بجلی ہی گرائی میرے خرمن پر

حسینوں کی محبت میں موا ہوں ہے یقیں اُن کو
سلیماں آئیں گے پریوں کو لیکر میرے مدفن پر

بنا رو نے ندامت غازہ خود روے زلیخا کا
رہا ہرگز نہ رسوائی کا دھبہ پاک دامن پر

گلے شکوے کہاں تک ہوں گے اب جام و صراحی لا
الا یا ایہا الساقی مہوش گھٹا چھائی ہے گلشن پر

سیہ چشمان ہندی کی محبت میں موا ہوں میں
چریں گے سبزہ آکر آہوے چین میرے مدفن پر

کلیدِ گنجِ مقصود آج اپنے ہاتھ آئے گی
دعا مانگیں گے ہم پڑھ کر نماز اوس گل کی دامن پر

ہلالِ عید جو رنگِ شفق میں جلوہ فرما ہے
شہیدوں کا لہو بھی جم گیا شمشیرِ آہن پر

بہار آئی ہے موسم یہ کہاں ہے شاخ خونیں ہیں
کھلے ہیں پھول لالے کے ترے عاشق کے دامن پر

جو رخصت ہمسری کی اُس نے پھینکا توڑ کر اسکو
رہیگا خون آئینہ کا روشن گرگی گردن پر

چرائیں فاتحہ پڑھنے سے آنکھیں اُس ستمگر نے
بھری ہے چوکڑی دو آہوؤں نے میرے مدفن پر

بجھانے کو ہے سیلِ اشک بھی موجود فرقت میں
جو سوزِ آہ سے بجلی گریگی دل کے خرمن پر

زرِ گل لٹ گیا گلچیں نے اپنی جھولیاں بھر لیں
نہ لوٹیں بلبلیں کیوں آتشِ سوزانِ گلخن پر

لہو اڑتا ہے جب بسملوں کو ذبح کرتے ہیں
ہزاروں سیکڑوں یاقوت ٹکجاتی ہیں دامن پر

سفیر اب ماتے ہیں اسکو بھی گوشہ محل والے
کریں گی رشک وانکی پلٹنیں سب اپنی پلٹن پر

بہارِ موسمِ گل ہیں گرے بجلی جو گلشن پر
گماں ہو شاخِ نخلِ طور کا میرے نشیمن پر

ولہ

اجل ہر اک سے گلے مل رہی ہے مقتل میں — جو صبح عید کا دھوکا ہے روئے قاتل پر
بتوں نے داغ محبت نہیں دیا یہ مجھے — سیہ غلاف چڑھایا ہے کعبۂ دل پر
پسند آگئی ہے میرے دل کی بیتابی — پھڑک رہی ہیں وہ انداز مرغ بسمل پر
ملیگا پردہ نشینی کا لطف اے لیلےٰ — جو چشم قیس کا پردہ ہو تیری محمل پر

بہاریں یہی کہتے ہیں مجھ سے برگ درخت
سفیرؔ چاہئے بیعت کف جلا جل پر

ترجیح ہے صفات کو انسان کی ذات پر — فانوس یہ بنے ہیں چراغ حیات پر
ہر دم ولائے ساقیٔ کوثر سے مست ہوں — موقوف میکشی ہے نہ دن پر نہ رات پر
دل میرا اُن کی آنکھ سے بھی بڑھکے شوخ ہے — وہ اپنے داؤ پر ہے تو یہ اپنی گھات پر
ہے فصل گل چمن میں قفس میں مرے خزاں — گنتی کے رہگئے ہیں یہاں پانچ سات پر
اگلی سے الفتیں ہیں نہ تعظیم ہے نہ خلق — آنکھیں نکالتے ہیں وہ اب بات بات پر
کیونکر لکھوں نہ میں لب شیریں کا اُس کے وصف — حافظ بھی جان دیتے تھے شاخ نبات پر
لیتا ہوں صبر و شکر سے میں کام ہر گھڑی — تکیہ ہے جب سے قادر مطلق کی ذات پر
اور چشم خشمگیں کا جو میں لکھ رہا ہوں وصف — مکھی بھی بیٹھنے نہیں پاتی دوات پر
شامل ہے خون اوس میں علمدار شاہ کا — پیاسا رہے سفیرؔ نہ کیونکر فرات پر

۹۹

ولہ

ولہ

برق نظر کے نذر ہی ہو جائے ایک دن
پہلو سے ہو کہیں یہ دل بیقرار دور

میں جان و دل سے بستۂ فتراک یار ہوں
آنے تو دو ابھی ہے مرا شہسوار دور

گذری ہے اپنی دشت نوردی میں عمر سب
کیونکر بنے نہ شہر سے اپنا مزار دور

ہے عاجزی بھی باعث آرام و عافیت
گلشن سے کب ہیں شجر میوہ دار دور

تم دل سے ہو قریب رہوں میں کسی جگہ
اپنی زبان سے کہتے ہو کیوں بار بار دور

صبح وصال آئے خدا وہ بھی دن کرے
ہو جائے اے سفیر شب انتظار دور

بار غم سر پہ اٹھانے کو ہے انساں تیار
غم فراواں ہے تو ہے کلبۂ احزاں تیار

روح رہنے کی نہیں اب جسد خاکی میں
اپنے گھر جانیکو ہو بیٹھا یہ مہماں تیار

اے پری ہوگا نہ جاں بر ترا دیوانہ کبھی
ہے گلا گھونٹنے کو طوق گریباں تیار

بورئیے پر جو کبھی چار حسیں آ بیٹھے
ہو گیا میرے لئے تخت سلیماں تیار

کسب جمعیت خاطر کرو ن سنبل ہی میں کیا
پھانسی دینے کو ہے یہ زلف پریشاں تیار

ہوتی ہے کشتی ارباب ہمم غرق کہیں
سر ساحل ہے پہنچ جانیکا ساماں تیار

دست وحشت میں مجھے کوئی بھی مٹی دیدے
قبر مل جائے تو ہے گنبد گرداں تیار

کوئی آساں نہ تھا نظارۂ برق خاطف
پھر دیدار ہوئے موسیٰ عمراں تیار

ولہ

زلفِ جاناں کا خیال آیا مجھے ہنگامِ قید	ڈھلگئی پیچیدگی زنجیر سے زنجیر پر
بےگناہوں کی ہوئے ہے جانکا خواہاں وہ آج	ہنس رہا تھا کم تنک جو جوہر خبیر پر

آئینے میں زلف اُس کی کیوں نہ اہرائے صغیر
سانپ پر اک سانپ ہے زنجیر ہے زنجیر پر

ناز ہے اُس کو دلِ صد پارہ نخچیر پر	سرخرو کیوں کر نہ پیکاں ستم ہو تیر پر
مجھکو بسمل دیکھکر گھبرا گئے غش آگیا	خونِ قاتل رہ نجائے گردنِ نخچیر پر
غیر سے ممکن نہیں سکتا ترے ابرو کا وصف	تیغ چل جائے گی ذکر کو چہ شمشیر پر
چوکتا ہی جا نشانے سے کہیں ہے یہ نظر	صید گہ میں جا نہیں نخچیر سے نخچیر پر
چھپ نہیں سکتے ہیں میرے جرم تجھسی شانِ عفو	مجھ سے تو تقصیر ہی ہوتی رہی تقصیر پر
جو ہے بے فیض اُس کو کوئی فیض پہنچا نہیں	پُل نہ ہونے تا بندھا آبِ دمِ شمشیر پر
کر کے خوں ریزی ہمیشہ تیغ کی گردن ہے خم	چاہیئے انسان کو نادم رہے تقصیر پر
بوسہ ابرو لیا تھا تب سے شمشیر پر ہم ہوا	سر مرا قاتل نے کاٹا کونسی تقصیر پر
بزمِ دلبر میں اٹھایا کس نے خامہ مانی کا لطف	خاتمہ تہذیب کا ہے مجلسِ تصویر پر
کیا عجب شل کتاں صد چاک ہوا عکا بھی دل	ماہ کیوں گرویدہ ہے اُس چاند سی تصویر پر
یار نے دستِ حنائی سے کیا مجھکو اسیر	ہاتھ سے چھوتے ہی سونا چڑھ گیا زنجیر پر

شاخ گل پر کب ہے غنچوں کے چٹکنے کی صدا
کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں آج طفلانِ بہار

مصرع سرو چمن ہے مصرع موزوں سفیر
برگ گل کیوں کر نہوں اوراق دیوانِ بہار

مزے اڑاتے ہیں سلطنت کی وہ مثل تیمور لنگ ہو کر
جو توڑ کر اپنا پاؤں بیٹھے ہیں سارے عالم سے تنگ ہو کر

ستارۂ ذو ذنب تھا ناله جو منہ سے ہمدم دل جلوں کے نکلا
نکل گیا عرش سے بھی آگے نظام شمسی سے تنگ ہو کر

وہ حسن آفت وہ جوش مستی ادا وہ بانکی نگاہ ترچھی
لگائی غمزہ نے بڑھ کے برچھی نظر لڑی خانہ جنگ ہو کر

نہیں ہے دورِ فلک میں راحت ہے میری حالت محل عبرت
فلاخن دہر میں ہمیشہ اب ہوں پڑا ہوں گردش میں سنگ ہو کر

لگائے سنبل نے تازیانے خیال گیسوئے لبر یا میں
ہر ایک غنچہ جگر پہ میرے چمن میں بیٹھا خدنگ ہو کر

یہ میکدہ ہے خوشی کا مسکن ہر ایک جگہ شور ہائے و ہو ہے
عجب نہیں جام مے ہمارا بجے اگر جلترنگ ہو کر

وہ حسن و خوبی میں شہرۂ تھا وہ ہر جگہ ہو تسونکا جلوہ
مجھے بہت ہو یہ حسرت آئی جو آئے ملک فرنگ ہو کر

فقط اسی وصل کی خوشی نے اثر دکھایا ہے دونوں جانب
تمہارے دل میں امنگ ہو کر تمہارے چہرہ پہ رنگ ہو کر

کروں جو دریا میں بھی سفر میں ہے میری جان کو خطر میں
کہیں الٹ دے نہ موج کشتی اجل نہ کھائے نہنگ ہو کر

مجھی سے بخشش ہے بس زیادہ نہ اب ہیں جلسے نہ شغل بادہ
حریف سے صلح ہو گئی ہے حضور کیا جلد جنگ ہو کر

بھلا ہو اس کاوشِ فنرہ کا لحد میں بھی کب رہا جنازہ
میں مر گئے کوئے صنم میں پہنچا جو راہ نکلی سرنگ ہو کر

غضب میں آنکھوں کی یہ اشارے ستم ہیں ابرو یہ کہہ رہے تھے
گلے پہ تلوار ریت لوں گا میں نیچے جینے سے تنگ ہو کر

واعظ میں اور شیخ میں ہے جب سے اختلاف
نازاں ہے پیر میکدہ اپنے مرید پر

اب حشر میں بر آئے گی شاید مراد دل
ہر وقت ٹالتے ہیں وہ عہد جدید پر

وہ کاٹتے ہیں کند چھری سے مرا گلا
کانپ اٹھتے تھے جو ذکر عذاب شدید پر

تعویذ پر ہے نقش سلیماں کھدا ہوا
پریاں اتر رہی ہیں مزار شہید پر

اس بزم میں ہے شہد تبسم ریت ہوں میں
وہ بجلیاں گراتے ہیں مشتاق دید پر

نکلا ہے زخم جامے سے باہر ہیں اسلئے
نازاں ہے تیغ یار کی قطع و برید پر

نظارہ انکے مصحف رخ کا ہے اور ہم
ہر وقت ہے نگاہ کلام مجید پر

واعظ ہے آج سامنے قاضی کے دیکھنا
جھگڑا ہوا تھا کل بطے کی خرید پر

قاصد تجھے بھی لاگ ہے مجھسے یہ کیا خبر
ہے دستخط حریف کا خط کی رسید پر

وہ کہتے ہیں کہ دیکھینگے ہم کہتے ہیں نہیں
اک معرکہ ہے وا محشر کی دید پر

نازاں ہے تیغ یار پہ میرے جگر کا زخم
ہنستا ہے چاک پیرہن صبح عید پر

دشمن جو اہلبیت محمد کا ہو **سفیر**
لعنت خدائے پاک کی ہے اس پلید پر

عید کے دن تو ملو مجھسے مری جاں جھک کر
کیا نہیں ملتا ہے انساں سے انساں جھک کر

کشور حسن میں کب عب حکومت کو ہے دخل
خود ہی ملتے تھے حسینوں سے سلیماں جھک کر

جس دم نقاب چاند سے چہرے سے ہٹ گئی
فریاد کے برق چمکنے لگی آسمان پر

بوسہ لیا تو بڑھے جا ان میں بل پڑا
چلّہ نہ دھا مرا دل کا اُن کے کمان پر

جس دم میں خاکسار ہوا ہو گیا عروج
سر سرکشوں کے جھکنے لگے آستان پر

آیا جواب وصل کا وعدہ بھی ہو چکا
کیوں کر نہ صدقے جائیں نہ خالی بھی گمان پر

رو رو کے تو نے راز نہفتہ عیاں کیا
کہتے ہیں میرا صبر پڑے تیری جان پر

وہ بات کر کہ جس سے شگفتہ رہیں قلوب
مثل بہار قبضہ ہو تیرا زبان پر

کیسا ذلیل اُن کو سمجھتے ہیں اغنیا
مثل مگس جو گرتے ہیں نعمت کے خوان پر

مرنے کے بعد لاش بھی میری جلائیں وہ
جھگڑا سگ وہما میں نہ ہو استخوان پر

لاتا ضرور آج کبوتر جواب خط
ہے ہے چھری ہی پھر گئی اس بے زبان پر

ہے خوش بیان حریف جبھی تو وہ محو ہیں
گر بس چلے تو مہر لگا دوں زبان پر

املی ہیں تیرے سیکڑوں کے ظرف ساقیا
پیتے ہیں مئے بھی بیٹھ کے اونچی دکان پر

دیکھی لہو کی دھار تو غش آ گیا انہیں
لینے کے دینے پڑ گئے ہیں امتحان پر

افسانہ اپنے غم کا سناؤں نہ کیوں سفیر
ظالم کا دل بھی لوٹ ہوا اس داستان پر

پہنچ جائیں گے بسمل بھی عدم کی پہلی منزل پر
قضا بل کھائیگی آب دم شمشیر قاتل پر

یاد عارض میں مرے داغ جگر کا چھالا	رہ گیا دیدۂ خورشید میں آنسو ہو کر
رشک چشم سیہ یار سے کیوں ہے نرگس	کیوں مہکتی نہیں تو نافۂ آہو ہو کر
مانع سحر ہیں کافر کی فسوں ساز آنکھیں	کوئی فقرہ نہیں چلتا مرا جادو ہو کر
آج میخانہ میں گذرے گی شب ہجر اپنی	خم مئے کیوں نہ رہے تکیہ پہلو ہو کر
کوچۂ عشق میں ہمت ہی سے لونگا میں کام	ہاتھ تھامیگی یہی قوت بازو ہو کر
ساتھ گلزار کو روتا ہوا میں چلتا ہوں	تھم رہیں آپ نہ شمشاد لب جو ہو کر
نظر اپنی جو پڑی یار کماں ابرو پر	رہگیا تیر نظر دیس ترازو ہو کر
جان دینے میں تامل نہیں عشاق کو کچھ	موت آئے بھی تو محبوب پریرو ہو کر
پھول چننے کو بڑی دھوپ میں جاتے ہیں حضور	چمپئی رنگ نہ اڑ جائے کہیں لو ہو کر
بے حجاب اتنی ہوے لاشہ وہ دشمن کی	گر پڑے شرم و حیا آنکھ سے آنسو ہو کر
اسکی خوشبو ہی ذرہ پیچ میں لاتی دل کو	آج سنبل بھی نہ مہکا ترا گیسو ہو کر
دل شوریدہ جو قدموں سی لگا رہتا ہے	رہ گیا حلقۂ پازیب میں گھنگرو ہو کر

میں وہ وحشی ہوں **سفیر** اب کہ بقول استاد
سامنے بیٹھتے ہیں شیر دو زانو ہو کر

ہے گماں پرواز کا اپنے دل بیتاب پر	تو تنا ہے ہر گھڑی یہ طائر سیماب پر

ولہ

٨٥

ولہ

ولہ

شاید نقاب یار کے رخ سے سرک گئی	اک برق سی چمک کے گری کوہ طور پر
جنت کا ذکر کیجئے واعظ کے سامنے	چاٹنے لگا ہونٹھ ذکر شراب طہور پر

آتا ہے کیوں دکن میں مجھے یاد اے سفیر
لعنت خدا کی ہو صنم رامپور پر

نظر سے اُس کی چلے دل بچا کر	کہ جیسے صید جائے چوٹ کھا کر
فلک سے حیف اتنا بھی نہ پوچھا	تجھے کیا مل گیا ہم کو مٹا کر
نہ تھی اُمید دھوکے کی وگرنہ	روانہ کرتے قاصد کو جتا کر
مدد دستِ سبو سے کیا نہ ملتی	جو گرتے میکدے میں لڑکھڑا کر
نصیحت ہر گھڑی اچھی نہیں ہے	تو ناصح ہوش کی اپنے دوا کر
اگر جھوٹوں بھی وہ مجھکو کرے یاد	ابھی اُڑ جاؤں یاں سے پر لگا کر

سفیر اُس نے جو بھیجا ہے لفافہ
رکھو اس کو کلیجے میں چھپا کر

ولہ

دل بھی وہ مانگے جو اُس سے کبھی انکار نہ کر	فتنہ خوابیدہ ہے اب تک اُسے بیدار نہ کر
سنگ اسود کو تو چوم آتا ہے ہر دم اے شیخ	مجھ سے کہتا ہے طواف درِ خمار نہ کر
چشم جاناں کو یہ تعلیم دیا کرتا ہے ناز	رکھکے بیمار بھی پرہیز تو زنہار نہ کر

تھک گئی بالکل ستارہ وقت مغرب ہے سفیر
صبحدم کل نیزہ بازی چاہئے شبدیز پر

زاہد ہے لوٹ گر مئے بزم شراب پر
تار نظر کا ڈورا ہے سیخ کباب پر

مدت سے دل میں جن کے تمنائے قتل تھی
رکھ رکھ دے گلی تیری تیغ خوش آب پر

اُن کی نظر لڑی ہے مرے دل کے داغ سے
گویا چمک کے برق گری آفتاب پر

کانٹے بچھا کے سوتے ہیں دست جنوں میں ہم
پھولوں کی بدھیاں ہیں دہان فرش خواب پر

ہم بھی ہیں صیدگاہ میں ہمراہ آپ کے
گھوڑا اُٹھا ہاتھ ہے اپنا رکاب پر

بیمار سوز عشق کی حالت تو پوچھتے
لکھنے مسیح خط ورق آفتاب پر

اُس مہروش نے مجھ پہ جو ڈالی نگاہ مہر
سمجھا میں چڑھ گیا نظر آفتاب پر

ہوگا خفیف مہر جو توڑیگا محتسب
قبضہ تو کر لیا ہے خم بے شراب پر

مجھ سے گناہگار کو بھی بخشوا دیا
رحمت خدا کی شافع یوم الحساب پر

وہ رحمدل ہوں نشے میں بھی آنکھ تر ہوی
آیا جو رحم گریۂ چشم کباب پر

بحر جہاں میں رکھتے ہیں ہمجنس اتحاد
بدلی ہیں کب حباب نے آنکھیں حباب پر

ہوجائے عید رخ سے جو سرکاؤ تم اُسے
آنکھیں لگی ہوئی ہیں تمہاری نقاب پر

اُن کو نہیں ہے علم حقیقت کا اپنی کیا
ہنستے ہیں دوسروں کے جو حال خراب پر

ہولے موجوں سے گرداب سے نجات ملی
نہ آئی کونسی آفت مرے سفینے پر

دبا ہوا ہوں تہ سنگ بس نہیں چلتا
یہ بار عشق نہیں سِل ہے میرے سینے پر

یہ اُس سے کہدو کہ بام کمال نظم ہے دور
ابھی تو پاؤں رکھا جس نے پہلی زینے پر

جو ذکر حور کیا اُس سے وہ نہ کچھ سمجھے
کہ استعارہ تو موقوف ہی قرینے پر

جب آئینگی تو یک قطرہ خوں ہوگا دریغ
اُنہیں جو دیتے ہیں جاں آپ کے پسینے پر

بس ایک جام میں ہمراہی بہک گیا زاہد
خدا کی مار ہو ایسی شراب پینے پر

کسی کا ہو کے رہا ہے یہ چرخ دوں گردوں
پھر اعتبار کیا میں نے اس کمینے پر

سنبھالتے ہیں دوپٹہ سنبھل نہیں سکتا
اُبھار رہنے نہیں دیتا اُس کے سینے پر

سفیر چھوڑ کے منعم چلا ہے مال اپنا
جگر پہ داغ نہیں مُہر ہے دفینے پر

جاتی ہے جان اپنی اک شوخ گلبدن پر
کیوں کر نہ پیار آئے نسرین و نسترن پر

ہنگام میکشی کیوں بوسہ لیا تو بگڑا
مانند شیشہ ساقی کیا مُہر تھی دہن پر

دل سے جو لو لگی ہے ہرگز نہیں بجھے گی
پروانے گر رہے ہیں کیا شمع انجمن پر

وہ اُس سے گو قریں ہی یہ اُس سے دور کب ہے
شیریں کا ہے تصرف پرویز و کوہکن پر

یکبار تو بلا سے اللہ نے بچایا
پھر آنکھ پڑ رہی ہے اُس زلف پرشکن پر

ولہ

پھر ہوئی وحشت مجھے صحرا کا داماں دیکھ کر
پھر بڑھا دست جنوں ثابت گریباں دیکھ کر

۹۸

پھر مرے درد جگر میں رات کو شدت ہوئی
پہ بھی رو دیا شمع کو بالیں پہ گریاں دیکھکر

دہر میں ہے کون مجھسا طفل نو آموز عشق
یاد اُستاد آگئی پھر چوب درباں دیکھکر

رات کو میں نے اگر سو پیرہن پھاڑے تو کیا
پھر خجل ہوں صبح کا چاک گریباں دیکھکر

پھر ستمگر کو ہوا ہے آج کل شوق خرام
پھر گلے لاکھوں کٹے رفتار جاناں دیکھکر

پھر میں شعر میں فکر رسا جولاں ہوئی
پھر ہوا بیتاب یہ توسن بیاباں دیکھکر

باغ عالم کی دورنگی یاد پھر آئی سفیر
گل کو خنداں دیکھکر شبنم کو گریاں دیکھکر

حسن بے پردہ کو اُس کے گرم جولاں دیکھکر
میں بھی عریاں ہوگیا شعلہ کو عریاں دیکھکر

پاؤں پھیلے خود بخود خار مغیلاں دیکھکر
اسپ مضمون یاد کب آیا بیاباں دیکھکر

دیکھئے کیا زہر اگلیں اب تو ساکت ہیں حریف
آگ تلووں سے لگی ہے عہد و پیماں دیکھکر

چھیڑتا ہے وہ پریوش آکے مجھ دیوانے کو
شوق چوگاں بڑھ گیا گوئے گریباں دیکھکر

منت دوناں کا ایک تنکا بھی ہے مجھکو پہاڑ
دب چلا ہوں سر پہ اپنے بار احساں دیکھکر

سمجھے ہم رنگ شفق اور اسکا ماخذ ایک ہے
خون ہی رنگین ستمگر تیرا داماں دیکھکر

مجھپہ ثابت باغ عالم کی دورنگی ہوگئی
بوئے گل کو صحن گلشن سے گریزاں دیکھکر

سوزش دل کو گلوں کے سامنے کرتا ہوں ضبط
آگ بھڑکے گی چمن میں مجھکو گریاں دیکھکر

مثل دریا ہو چلا ساحل کا بھی دامن دراز

ذوالفقار حیدر کرار ہوں ... دامن دراز

ردیف زاء معجمہ

پیر مغاں کے گھر میں ہے دربار عام روز
یہ بادہ خوار بھی ہے شریک سلام روز

وضع سبک سی پنبہ مینا خفیف ہے
اُڑتا پھرے ہوا میں نہ کیونکر تمام روز

سودا گر ظلم و سود و زیاں ہوں میں
اچھوں سے بھی بروں سے بھی پڑتا ہے کام روز

دیو ہو [illegible] دشمن خاتم ہے جان لیں
لیتے رہیں خیاب سلیماں سلام روز

ہم کو بھی [illegible] برگ کی لکنت پسند ہے
ملتے اگر کلیم تو کرتے کلام روز

گلشن میں [illegible] گلوں کے پیالے کسی نصیب
ساقی پلا رہا ہے مئے لالہ فام روز

بیٹھے ہیں [illegible] جھکائے امیر و فقیر سب
کوچے میں اُس پری کے ہے اک ازدحام روز

یہ تاک جھانک تم سے نہ چھوٹے گی حشر تک
آنکھیں تمہاری کرنے لگیں قتل عام روز

ہم کو بھی خوان چرخ سے ملتی ہیں نعمتیں
لیں مائدہ مسیح علیہ السلام روز

ہاں گھر نہیں کسی کا حریص سرائے دہر
ہے یاں کسی کا کوچ کسی کا مقام روز

سر میں نہیں ہوائے گل و لالہ اب شمیم
تھا اک زمانہ جاتے تھے ہم باغ عام روز

صرف بیجا مانع رفتار ہے دامن دراز
بد نما معلوم کیونکر ہو نہ پیراہن دراز

قبر کی وسعت تو اتنی ہی ہے جتنی چاہیے
فائدہ کیا ہے اگر ہو جا در مدفن دراز

میرے قاصد کو بھی ہو راہ دکھانے میں کمال
دیکھ کر ہنستا ہوں میں راہ نما کے انداز

رہنما اسکی سعادت ہوئی قاصد جو بنا
آگے میرے کبوتر ہیں ہما کے انداز

راہ بھولے نہ کوئی دین کے چور لٹیرے ہیں
چاہئیے پیش نظر ہوں خلفا کے انداز

جگر و دل نے دغا دی مجھے الفت میں تری
پہلے ایسے تو نہیں تھے رفقا کے انداز

تیرے انداز کے کشتہ کی ہے جنت میں بھی دھوم
دیکھ کر مرتی ہیں حوریں شہدا کے انداز

شعر لکھنے کی یہ طرز آئی کسی کو نہ سفیر
ہیں الگ سب سے امیر الشعرا کے انداز

ردیف سین مہملہ

کیوں نہ ہو مکتوب میرا قاصد بے پر کے پاس
ہے بجز وحشی خدا کیا اور پیغمبر کے پاس

حشر کا دن ہے تو اب نہیں ہیں کر لو فیصلہ
دیکھ لو چلنا پڑیگا داور محشر کے پاس

چیر کر پھینکوں گا دل کو اب تو تڑپے ہجر میں
آج اک خنجر بھی میں نے رکھ لیا بستر کے پاس

لاگ قاصد سے ہے مگر درباں کو رہتی ہے سدا
کس طرح پہنچیگا نامہ اُس پری پیکر کے پاس

دیکھئے ناصح کی باتوں سے ہو دل کا حال کیا
شیشہ نازک دھرا ہے آج اک پتھر کے پاس

اُسے ہم خوبی کی الفت نے رولایا اسقدر
ایک دریا موجزن ہے آج چشم تر کے پاس

اور بھی جب وفا کا امتحاں اُس نے لیا
پہلے میں نے دوڑ کر سر رکھ دیا خنجر کے پاس

روز اک فتنہ اٹھاتی ہے وہ چشم فتنہ زا
شعبدے ایسے کہاں ہیں چرخ بازیگر کے پاس

ولہ

ردیف شین معجمہ

۹۲

خیال لوٹ رہا ہے متاع صبر و قرار
طریق عشق میں کب ہے یہ راہزن خاموش

ہے ملک نظم کی استاد تقلم سے شہرت
رہیگا کب اسد بیت سخن خاموش

یہ جو ہے شیر ہے یاغوں کو وہ کن جاری
خدا کے واسطے رہ اب تو بیزبان خاموش

کوئی مرے کہ جئے ہے غرض انجو نے سے
کبھی رہینگے نہ غسال و گورکن خاموش

غلام مصحف ناطق ہے تو وہاں بھی سعید
نہوں گے تیری شفاعت سے پنجتن خاموش

نہوا وہ سالک گھر سے خوش نہوا وہ بدر زر سے خوش
وہ ہے میرے داغ جگر سے خوش وہ ہی اشک دیدۂ تر سے خوش

مجھے نیست اپنی ہے بال ہی وہی پہلے ہی کا سا حال ہے
جو ذرا بھی ہمکو خیال ہے تو کرو کرم کی نظر سے خوش

جو وہاں جفا و عتاب ہے تو یہاں سوال و جواب ہے
یہ پیام و نیہ عذاب ہے نہ ادھر خوش اور ادھر سے خوش

ہی جہاں ہے برسر کین فلک ہے عدو ہے اہل زمین فلک
اسے دیکھ سکتا نہیں فلک جو شجر ہے برگ و ثمر سے خوش

تجھے شیخ کبر و آز ہے مجھے بندگی سے نیاز ہے
تجھے زہد خشک پہ ناز ہے میں ہوں اپنے دامن تر سے خوش

ہو خبر حقیقت کار سے تو لگائے دل نہ بہار سے
یہ عجب ہے بلبل زار سے کہ ہے نکہت گل تر سے خوش

وہ دبا رہا ہے گلو مرا یہ بہا رہا ہے لہو مرا
وہ حریف ہے یہ عدو مرا نہ میں دل سے خوش نہ جگر سے خوش

جو سعید تھا ترا مبتلا تو فقیر ہو کے بھی دی صدا
ہے کہ یار بار نئی جفا کبھی پھر اترے در سے خوش

ردیف صاد مہملہ

چھوڑ دے ضد تو اے سرو گل اندام رقص — عاشق جانباز کو ہے موت کا پیغام رقص

میکدہ ہرگز نہیں ہے اک تماشا گاہ ہے — نشہ میں کرتے ہیں ہر دم رند مے آشام رقص

فائدہ جس سے نہو کیا ایسی محنت سے حصول — باغ میں کرتا ہے کیوں طاؤس بے انعام رقص

آہ و زاری کی صدائیں اب ہیں واں یاں راج تھا — شام سے تا صبح تھا اور صبح سے تا شام رقص

دیکھ انسانوں میں بھی یکساں نہیں سب کا مذاق — ہے جہاں میں کب پسند طبع خاص و عام رقص

کہکشاں میں طارم انگور کا ہو گر اثر — کھینچ کر خنجر کریگا چرخ پر بہرام رقص

جمع ہیں یورپ کے ہوش میں ہیں اے میرے صغیر — بال ہے کرتے ہیں یاں محبوب شیریں کام رقص

ردیف ضاد معجمہ

اہل دولت سے نہ ہم کو صاحب سے غرض — کون کہتا ہو جہاں سفلہ پرور سے غرض

دعا میرے پہ گزرے تو گئے قاتل ایک دن — تشنگان ہجر کو ہے آب خنجر سے غرض

عاشق قامت ہیں ہم مرتے ہیں اسکی چال پر — باغ میں ہمکو نہیں سرو و صنوبر سے غرض

سنگ در تیرا ہے کافی اور تیری خاک راہ — ہمکو بالش کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے غرض

یہ نہ عفت کوش پہلے تھی نہ اب ہے پارسا — زال دنیا کو ہے ہر دم تازہ شوہر سے غرض

سنگدل ہیں ان بتوں میں خاک ہی مہر و وفا — اے برہمن تیری کیا نکلیگی پتھر سے غرض

تو بھی بیمار رہا کرتی ہے اے نرگس دوست
تجھکو بھی ہے صفت نرگس بیمار مرض

مشکلیں کرتے ہیں آسان غلاموں کی سفیر
دفع ہو کہدوں جو یا حیدر کرار مرض

ردیف ظاء معجمہ

آنکھ ہو جائے گی اُسوقت دوچار عارض
موسم گل ہیں ہیں لوٹونگا بہار عارض

مجھسے پوچھے کوئی اس سبزۂ شاداب کا لطف
خط نکلنے سے بڑھی اور بہار عارض

ایک کے ایک مقابل یہ ہے اللہ اللہ
جگر و دل ہیں مرے آئینہ دار عارض

آج گھونٹے سے جو ہنگام تکرار اتریں وہ
اپنے رومال سے پوچھونگا غبار عارض

زیب خط کب تلک در جوش جوانی کبتک
چار ہی دن کے ہیں یہ نقش و نگار عارض

للہ الحمد ہوا خشم فرو ظالم کا
عرق شرم سے اترا ہے بخار عارض

زخم گیسو کو جو آتے ہوئے دیکھا سمجھا
سنبل الطیب بھی ہے آج نثار عارض

صبح عارض پہ فدا شام بہار گیسو
شام گیسو پہ فدا صبح بہار عارض

مثل بلبل کے ہوا شہرہ ہمارا بھی سفیر
لوگ کہتے ہیں ہیں عاشق زار عارض

نہ دفتر حسن میں مستجل ہو کسطرح سے کتاب عارض
چمک کے خال اونکا کہہ رہا ہے ہوں نقطہ انتخاب عارض

تھا غیروں ایک حسن آرا نظر پڑا گھر گھڑی سی جلوہ
دوپٹہ اپنا سنبھالتا تھا سرک گئی تھی نقاب عارض

آنکھ میں ظالم کے نقشہ کھنچ گیا فرہاد کا	نقش فرادی تھا گویا اُسکے فریادی کا خط

ایک عرضی لکھنے بھیجی ہے وہاں ہم نے سفیر
دیکھئے آتا ہے کب تک میرزا ہادی کا خط

آیا فور شوق میں جسدم ادھر سے خط	بیتاب ہو کے میں نے لگایا جگر سے خط
تھا جس کا انتظار وہ آیا اُدھر سے خط	کیونکر نہ ٹرھکے چھین لوں میں نامہ بر سے خط
کچھ حال اضطراب کا بھی لکھ گئے تھے ہم	کھل کر نہ گر پڑا ہو کبوتر کے پر سے خط
منظور میری دل شکنی جو اُسے نہ تھی	لکھنا پڑا چھپا کے حریفوں کے ڈر سے خط
دل بھر آئے دیکھکے اُس حور وش کا کیوں	لکھا ہی میں نے ہجر میں خون جگر سے خط
غربت میں تھا میں کون مجھے پوچھتا بھلا	لکھا نہ اک عزیز نے بھی مجھکو گھر سے خط
قاصد مجھے یقین نہیں تیری بات کا	جبتک نہ آئیں وصل کے پیغم اُدھر سے خط

ختم کر پڑھو سفیر جو رقت کا جوش ہے
دیکھو بگڑ نہ جائے کہیں چشم تر سے خط

ردیف ظاء معجمہ

وصل میں کیوں ہو بار بار لحاظ	بوسہ دینے میں کر نہ یار لحاظ

ردیف عین مہملہ

۹۵

چاند سورج ہو گئے کیا لے حور جمع
ایک جا ہوتے نہیں دو نور جمع

عشق غالب نہ آئیں گے کبھی
ایک جگہ ہوں گر جہاں کے سور جمع

حضرت عباس کی درگاہ میں
مومنین ہیں سب شب عاشور جمع

شور ہے کرتے ہیں گلشن میں حسیں
کچھ مرے نزدیک ہیں کچھ دور جمع

آہ نالے کی صدائیں کیوں نہ ہوں
کوچۂ دلبر میں ہیں رنجور جمع

دل کے زخموں کے لئے مرہم بنے
کر رہا ہوں اس لئے کافور جمع

موتیوں سے اشک کے ہے فائدہ
رکھ انہیں اے دیدۂ پر نور جمع

سو فقیر اک ملک میں رہ جائیں گے
پر نہ ہوں گے قیصر و فغفور جمع

تجھ سے بڑھ کر کون ہے دیکھیں گے ہم
ایک ان محفل تو کرلے حور جمع

ہے عروسے علی و فاطمہ
حکم خالق سے ہوئے دو نور جمع

چل کے تھوڑی سی پیو تم بھی سفیر
میکدے میں رہتے ہیں مخمور جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھ کر طاؤس کو کیوں کھائے داغ
قلب عاشق میں بہت ہے جائے داغ

چاہنے والوں میں ہے گل و ترے
ایک بھی مجھ سا نہیں شیدائے داغ

ولہ

بوسۂ ابروئے دلبر لے نہیں سکتا حریف
تشنگی نامرد کی کیونکر بجھاتی آب تیغ

یا دابروئے ستمگر میں ہوئی عمر اپنی صرف
مرد میداں جو ہیں وہ گرد لتے ہیں لب تیغ

حشر تک مرتے نہیں اُن کے شہیدان وفا
سبز کر دیتی ہے کشت زندگی کو آب تیغ

مصرعہ بیدل یہ سنکر دل بھڑک اٹھا سفیر
خون گرم می فروزد شمع در محراب تیغ

نہیں غیر و نکے لئے ہمت مردافگن و تیغ
خواب میں دیکھ کے ڈرتے ہیں رخ دشمن و تیغ

نفس امارہ خونخوار کی ہستی کیا ہے
مجھسے کہتی ہے یہی ہمت شیر افگن و تیغ

ہجر میں خوں کی پیاسے ہیں مرے برق و سحاب
کام کرنیکو ہے اپنا کف اہرمن و تیغ

سامنے داور محشر کے گواہی دیں گے
رنگ لائیں گے قیامت میں بھی یہ دامن و تیغ

سخت دل جتنے ہیں خونریز بھی ہیں بنا ہیں
کس کے ہمدرد ہیں گرز و تبر و آہن و تیغ

مرد میداں اسد اللہ سا ہوتا ہے کہیں
آنجس شیر یہ کرتے تھے سدا توسن و تیغ

بحر عالم میں کبھی سے بھی خلش دل میں نہیں
شل ماہی مجھے درکار نہیں جوشن و تیغ

کہتے ہیں ابروئے جاناں کے اشارے مجھسے
تا دم حشر رہے رابطہ گردن و تیغ

مرد ممسک کو جو اژدر کے ملا مال تو کیا
ہر طرح جنگ میں بیکار ہے دست دو تیغ

سر عشاق جدا ہو گئے سینے جا پہنچنگے زخم
کہد و اور سے لیجائیں وہاں سوزن و تیغ

ردیف الف

سفیر یہ ہے ظل بادشاہ دکن
کبھی نہ جائیگا وہ سایۂ ہما کیطرف

اسکی توفیق جو کھینچے مجھے عقبا کیطرف	بھول کر بھی نہ کروں رخ کبھی دنیا کیطرف
ہم بھی اک روئے مصفا کے ہیں عاشق موسا	آنکھ اپنی بھی تو ہے برقِ تجلا کیطرف
چاک دامن کا جو ذکر آئے نہ رہنا خاموش	تم ہو یوسف کیطرف میں ہوں زلیخا کیطرف
کیا بھلا لگتا ہے وہ چرخ پہ ہالے میں ہو چاند	تم بھی آؤ مرے آغوش تمنا کیطرف
نزع میں وہ جو کریں آنیکا وعدہ مجھ سے	دم نکلتا ہو تو دیکھوں نہ مسیحا کیطرف
مہدی دیں کا ہو جسوقت زمانے میں ظہور	اے خدا ہم بھی رہیں موکب والا کیطرف
باغ جنت میں بھی وہ سرو سا قد یاد آیا	رخ بھی کرتے نہیں ہم سایۂ طوبا کیطرف
اثر جذب نگاہوں میں تھا کب سے پنہاں	پھر پڑے وہ جو مرے چشم تمنا کیطرف
چشم مست اُن کی مرے دل کی نہ کیوں طالب ہو	آنکھ پڑتی نہیں کب جام کی مینا کیطرف

ہوں نہ دولت کدۂ قیس کے پردے یہ سفیر
گردباد آج بہت دیکھے ہیں صحرا کیطرف

ردیف القاف

یاد لیلی سے ہوئی زینت کاشانۂ عشق	بید مجنوں ہے ہر اک کنگرۂ خانۂ عشق

99

نقش اثر رنگ جو اُستاد کا دیواں ہے نصیر
دل مرا نالۂ ناقوس صنم خانۂ عشق

کبھی جو ہاتھ لگے وہ دریگانۂ عشق
میں اپنے زعم میں سمجھوں بلا خزانۂ عشق

خدا کے فضل سے دو ہاتھ ہی میں پار گئے
سمجھ رہے تھے جسے بحر بے کرانۂ عشق

ہوائے گرم عداوت سے تو بچا یا رب
اُگے زمین سے سر سبز ہوکے دانۂ عشق

وہ آگ اور ہے صاحب دل جلوں کی ہے آگ
کہاں زبانۂ دوزخ کہاں زبانۂ عشق

قدح کشوں کی مذمت نہ چاہیئے واعظ
گرے نہ تجھ پہ کہیں برق شیشہ خانۂ عشق

مسیح و خضر ہیں اس سر زمیں سے کوسوں دور
وگرنہ منہ پہ ملیں خاک آستانۂ عشق

تڑپ کے آہ کروں گر تو کیا سے کیا ہو جائے
سمند ناز پہ پڑ جائے تازیانۂ عشق

حرارت دل مضطر کی تاب لا نہ سکا
پھٹ پھٹ کے اُڑا سنگ آستانۂ عشق

ہزار بار پھرا لستے سے پیر خرد
یہ سربلند ہے عالم میں آستانۂ عشق

خم فلک کو بھی چاہے تو واژگوں کر دے
نصیر ہے وہ ضعیف شراب خانۂ عشق

ردیف الکاف

ولہ

ولہ

دل صدچاک کو میرے ہی بنایا چلمن — شاہد پردہ نشیں تیری شرارت کبتک

شب کو مرقد پہ چراغاں ہے تمہارے دم سے — آفریں کرمک شبتاب یہ ہمت کبتک

مثل غنچے کے شگفتہ ہو ہنسو بولو کچھ — سروسا قد ہوا بدلے گی طبیعت کبتک

کچھ دنوں کشور آباد کی بھی سیر رہے — اے جنوں پیش نظر وادی وحشت کبتک

حشر ہو جائے سر بزم اُلٹ دے جو نقاب — منتظر تیرے رہیں مہر قیامت کبتک

دل کی صورت کوئی آنکھوں میں چھپا بیٹھا ہے — پردے اُٹھ جائیں بصارت کے یہ غفلت کبتک

سنگ در ہی سے ترے رگڑونگا جبتک ہے جبیں — دیکھوں میں بھی تو چمکتی نہیں قسمت کبتک

جنس عصیاں کا مرے ڈھیر نہیں کم ہوتا — دیکھنا تولے گی میزان قیامت کبتک

سینہ کوبی مری کم ہو جو وہ بدلیں کروٹ — صبح بھی ہو گئی بجتی رہے نوبت کبتک

خم کے خم مجھکو پلا کر یہ کہا ساقی نے — دیکھوں بھرتی نہیں کمبخت کی نیت کبتک

تنکے چلنا تو گلوں سے وہ نہ چھوڑیگا کبھی — یوں قدم باغ میں ہیں تیری نزاکت کبتک

لے لیا بانکے قاتل کا لپٹ کر بوسہ — نگہ یاس میں چھپتی پھرے حسرت کبتک

پھیر دو دلکو مرے دلشکنی کیوں ہو گی — آپ عالم میں ہیں بدنام مروت کبتک

شکر کرلے ہے ادا سامنے اُن کے دشمن — اس ہی ڈھنگ سے ہو میری شکایت کبتک

حال پوچھوں گا منجم سے سیہ بختی کا — میری ہی ہو کے رہیگی شب فرقت کبتک

ردیف کاف فارسی

ردیف لام

[illegible]

ولہ

[illegible]

آپ ہی کی تو محبت میں یہ حالت پہونچی	ہنستے ہو دیکھکے کیا عاشق بیمار کی شکل
ہاشمی کو ہے بھلا دختر رز سے کیا کام	دیکھکر کون گنہگار ہو مردار کی شکل

سرخ آنکھیں کئے میخانے میں بیٹھا ہے **بصیر**
قابل دید ہے اس مرد قدح خوار کی شکل

رہیں گے کیوں نہ عنادل خراب خندۂ گل	چمن میں کھینچتی ہے اہرم شراب خندۂ گل
رخ صبیح میں ہے آب و تاب خندۂ گل	تبسم لب رنگیں جواب خندۂ گل
ہنسیں نہ گریۂ شبنم پہ شاہدان چمن	چلے جو بس تو کروں سد باب خندۂ گل
اگر اسیر قفس ہے تو رہنے دے صیاد	خیال میں تو ہے بلبل کے خواب خندۂ گل
خوشی کہاں کی گیا جوش انبساط کیساتھ	چمن میں برگ خزاں ہے نقاب خندۂ گل
بہار باغ تھی شاید مری جوانی بھی	مرا شباب تھا گویا شباب خندۂ گل
یہ اضطراب تھا کیوں باغباں قدرت نے	کتاب برق میں لکھا حساب خندۂ گل
میں بوسے لیتا ہوں مستی میں روئے ساقی کے	عرق کے قطرے ہیں موج شراب خندۂ گل
انہیں ہو رشک سدا شاہدان گلشن سے	نہیں کریں گے بھلا انتخاب خندۂ گل
بہار آئی چمن میں شہید عنادل ہے	کھنچی ہی رہتی ہے تیغ خوش آب خندۂ گل
چمن میں اڑتے ہیں مستی سے ہوش بلبل کے	اثر دکھاتا ہے لعل مذاب خندۂ گل

ولہ

[illegible]

ایک محبوب حسیں اس میں جو رہتا ہی سفیر	نام ہے دیدۂ گریاں کا مرے نور محل

ردیف میم

چھپ کے دیکھ آتے اس شوخ دل آرام کو ہم	کوچۂ یار میں جاتے ہیں فقط شام کو ہم
یاد آتے ہیں کسی شوخ کے چشمان سیاہ	اپنی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں بادام کو ہم
تیس روزے رکھے صد شکر گیا ماہ صیام	آج شوال ہے چومیں گے لب جام کو ہم
کسی گنڈے کسی تعویذ میں ایسا ہو اثر	پھیر لیں اپنی طرف قلب دل آرام کو ہم
اپنے قاصد کا نہیں ہے جو بھروسہ ہم کو	لکھ کے ہر بار چھپا لیتے ہیں پیغام کو ہم
پختہ ہونے نہیں پاتا ہے محبت کا خیال	رکھتے ہیں سر میں عبث اس ہوس خام کو ہم
عمر گذری ہی ہماری تو نہیں یار نہیں	کیوں برا کہنے لگے زندگی ناکام کو ہم
نگہ ناز کا اس کی ہے کرشمہ یہ بھی	شعبدہ جانتے ہیں گردش ایام کو ہم

خضر کی عمر عطا شاہ کو ہو حق سے سفیر
باعث عیش سمجھتے ہیں اس آرام کو ہم

رہتے ہیں حسن و عشق کی مہمانیوں میں ہم	سرگرم روز و شب ہیں مگس رانیوں میں ہم
افسردہ دل ہیں آتش یاقوت کیطرح	اس طرح جل بجھے شرر افشانیوں میں ہم
مرنے کے بعد بھی تو گذرتی ہے لطف سے	جسم لطیف رکھتے ہیں روحانیوں میں ہم

ردیف نون

١٠٣

برق پنہاں ہے نگاہ ظالم بے پیر میں
دل کباب سیخ بنجائے نہ شاخ تیر میں

آج کل ہرگز نکیجے وصل کی تدبیر میں
جو مزہ تقدیم میں ہے کب ہے وہ تاخیر میں

مادر گیتی ہے کس کی دور چرخ پیر میں
بعد ایام رضاعت کیا وہ ہے شیر میں

اس سہارے سے دعا باب اجابت تک گئی
تھا اثر پنہاں کمند نالۂ شبگیر میں

طائر بسمل سمجھ کر پھیر لو اپنی نگاہ
دل مرا اٹکا ہوا ہے کب سے نوک تیر میں

پہنچے ہیں قاتل ... کر جو ہر جا بجا
موت بھی ڈر کر چھپی ہے کوچۂ شمشیر میں

مجھکو بسمل دیکھکر قاتل کی باچھیں کھل گئیں
سرخئ پان ہے لہو میرا لب شمشیر میں

وحشیونکا مزرع امید کیسا سبز ہے
قوت نشو و نما ہے دانۂ زنجیر میں

صبح کو جس نے دیا اب بھی وہی ...
ہمرہ گردی کیوں ہے رزق شام کی تدبیر میں

استخواں جتنے بدن میں تھے ادھر آئے مرے
ناوک افگن نے ہما کے پر لگائے تیر میں

قید میں حاجت نہیں ہے عارض روشن کی یاد
دھوپ بھی رہتی ہے ہر دم خانۂ زنجیر میں

عکس اسکا دیکھکر نکلی ہے میرے دل سے آہ
ایک لہ بنگیا ہے چاند سی تصویر میں

عید گاہ میں لاکے قاتل نے کیا ہمکو شہید
دیکھکر اٹھا تھا منہ آئینۂ شمشیر میں

اے مصور کیا نہ کرتے وہ تری صنعت کی قدر
رنگ بیتابی جو ہوتا بسمل تصویر میں

اپنے ہی نالوں سے پگھلا جاتا ہے اپنا ہی دل
نغمۂ داؤد پنہاں ہے مری زنجیر میں

ولہ

دل تڑپتا ہے ہمارا کس لیے کاغذ پہ زلف / انتظار دام کی طاقت نہیں نخچیر میں

آئے زنداں میں بھی ناصح چھٹتے چھٹتے بچ گیا / پاؤں میرے لڑکھڑا کر رہ گئے زنجیر میں

فصل گل میں اک چلو مئے نہیں ملتی کہیں / لٹ گیا شیراز ڈاکہ پڑ گیا کشمیر میں

محو کر دیتا ہے دل کو اُس کے ابرو کا خیال / نیند آجاتی ہے مجھکو سایۂ شمشیر میں

آپ میں دونوں جہاں میں واجب التعزیر ہیں / آپ کی بھی ہے خطا شامل میری تقصیر میں

میری حالت اُس سے بھی دیکھی نہیں جاتی ہے آہ / اشک بھر آتے ہیں اکثر دیدۂ زنجیر میں

اُجلے کاغذ پہ مری مانی نے جب کھینچی شبیہ / رنگ طالع کا سیاہی نے بھرا تصویر میں

پارہائے دل ہوا کیا زیب کان شیشہ فروش / شیشہ گر ہر وقت رہتے ہیں اسی تدبیر میں

وہ جواب ساکت ہے مقتل میں تو یہ بیتاب ہے / اضطراب دل کا عکس آگیا نخچیر میں

آئے ہیں شوق شہادت میں کفن پہنے ہوئے / چاہیے دو گز زمیں بھی کوچۂ شمشیر میں

مرد پابند علائق رہ نہیں سکتے کبھی / شیر کو دیکھا نہ فیل مست کی زنجیر میں

او کمان ابرو نہیں کھلتی تری دل کی گرہ / تیر پیکاں بن گیا ہے سینۂ نخچیر میں

تجھ پہ اے قاتل نہ کیوں تیرے شہیدوں کو ہو ناز / ہاتھ میں کس کے تو جس بھی ہے تیری شمشیر میں

اے جنوں صحرا سے وحشت کو بھی میں لایا ہوں ساتھ / چشم آہو کے بھی حلقے ہیں مری زنجیر میں

ورطۂ حیرت سے ٹوٹے کیوں نہ یہ گرداب حسن / ڈوبتی ہے میری کشتی قلزم تصویر میں

۱۰۵

کارنامے دہر میں مردوں کے چھپ سکتے نہیں
نام کو رستم کا مٹنے پا گیا رستم نہیں

جام رو کر کہہ رہا ہے میں ہوں دستکی یادگار
شیشۂ و ساقی کہیں پایا نہیں تو جم نہیں

کوئی مے سے نشۂ دولت سے کوئی مست ہے
میں ہوں جس عالم میں اس حالت میں کیا عالم نہیں

نفس سے دل مراد ہو کا نہیں کھاتا کبھی
کیوں نہ خود رو بادہ بازی شیوۂ ضیغم نہیں

عندلیبوں نے کیا ہے فیصلہ اس بات کا
تو نہیں اس باغ میں صیاد یا ہم نہیں

اہل دل خلوت سے باہر ہی نہیں رکھتے قدم
شیر کا مسکن بجز کہسار سنگ سے کم نہیں

اشکباری سے مری شبنم ہوئی ایسی خجل
صبح کو اٹھ کر جو دیکھا باغ میں شبنم نہیں

ہر کس و ناکس کو بے مانگے بھی دیتا ہے شراب
کیا مرے پیر مغاں میں بخشش حاتم نہیں

مینہ برسنے کی ہوا سے کھل گیا گیسو ترا
کون کہتا ہے علم سر آئی کی پہ پرچم نہیں

اہل غفلت چونکتے ہیں اب بھی دیکھیں یا نہیں
خاک ذلت سر پہ ہے خواب گراں کچھ کم نہیں

رو رہے ہیں اہل عصیاں تل رہے ہیں جو گناہ
برق آہی سے شرارے تے قیامت کم نہیں

انس سے مشتق ہوئی ہے دہر میں انساں کی ذات
گر نصیحت ہیں صورت پیرو آدم نہیں

ساتھ ہی رکھتا ہے صیاد اپنی سامان شکار
حلقۂ دام بلا ہے گیسوئے پرخم نہیں

جوہر انساں نہیں جو ہر میں ہیں انساں سیفر
آئینہ عالم میں ہے آئینے میں عالم نہیں

داغ دل داغ جگر جلنے لگے بعد فنا
اور دو شمعیں سر گور غریباں [illegible]

وصل سے ... ہم ہوجائیگی تسکین کبھی
کیا کہیں بیتابیاں کل سے دو چند [illegible]

اب تو بانکوں سے بھی تو بینے لگا ہے نوک کی
شوخیاں تیری بہت ... گردن [illegible]

زعم مشاطہ کو گر اپنے ہنر پر ہو گیا
آج کل گستاخیاں تیری بھی [illegible]

دیکھکر جوش بہار ایسا ہوا جوش جنوں
پاؤں کی زنجیریں دو چار کڑیاں بڑھ گئیں

... بھلا دیکھیں کہاں
نام ہی حوروں کا ہے حوروں سے پریاں بڑھ گئیں

تابع فرمان ہوئیں پھر قاف کی پریاں سیفر
پھر جو بن اپنے سوئے ملک سلیماں بڑھ گئیں

خوشی سے عیش و عشرت کا جو ساماں مول لیتے ہیں
بڑے نادان ہیں وہ جنس عقبیٰ مول لیتے ہیں

لیا ہے کان کا دُر ... دہری قیمت
گراں وہ بیچتے ہیں جسکو ارزاں مول لیتے ہیں

ہوا ہی سکہ ... شیخ داخل دیکھنا
بلا سے جائے تو دل اوسکا ایمان بعل لیتے ہیں

جہاں میں خامس آل عبا کی ... ابھی
کہ ہم اشکوں کی ... لعل لیتے ہیں

جو تو مانگے وہ دینگی اونکا چھلا ... بھی
سمجھلینگے ہم اسکو ... مول لیتے ہیں

خدایا گر حسینوں کو دے گنج قارون تو
وہ عاشق ہیں ہمیں ملک سلیماں مول لیتے ہیں

سیفر ... غنی ... ہم داغ جنون ...
قبائے ہم سے چاک گریباں مول لیتے ہیں

ہر دم ہے لطف تازہ اس بادۂ کہن میں
... صوفی ... انجمن میں

رخ ... گیسوئے پُر شکن میں
... خورشید ... میں

... ہماری ... میں
... گریباں ہے چاک پیرہن میں

... دل ... سے
آنسو بہا رہی ہے ... میں

[illegible]
... شب عروسی ہے جلوہ ... میں

بیت ... سامنے ...
... آنکھیں ... میں

درد جگر میں ...
شعلہ سا ایک اٹھا سو بار ... میں

ہنگام سیر گلشن ...
... پر اک ... میں

ہم ... شمع کو دیکھتا ہوں
... کشیدہ کیا کم ہے ... میں

اپنا بھی ہے دشمن پہلے ... گر
بلبل نہ آنے دیتے صیاد کو چمن میں

حسن اس کے ساعد ... دیکھا ...
چھپایا پھر گیا خنجر کشتہ کے پیرہن میں

دل کو مقابلے میں ... کیا حقیقت
اچھا ... پایا ... تن میں

اس گلبدن سے شاید ٹھیری ہو ...
پھولے نہیں سماتے ہم اپنے پیرہن میں

اس بت کے آگے جا کر ...
کیا تیغ کا ہے ڈر زنار برہمن میں

پیشہ ہے گری کا ...
اپنا بھی داخلہ ہے ... میں

گیسو ہوا ہے ... [illegible]
کالی گھٹا ... [illegible]
اک مست ... [illegible]
میرا طبیب ... [illegible]
... [illegible]

شاہان روزگار کا بخت رسا ہوں میں
سایہ ہیں میرے آئین وہ ظل ہما ہوں میں

دل آئینہ ہے شکل تری دیکھتا ہوں میں
اتنا قریب ہونے پہ تجھسے جدا ہوں میں

ہستی کو اپنی غور سے جب دیکھتا ہوں میں
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا ہوں میں

فاقوں میں بھی ہوں مگس خوان اغنیا
اس رازق کریم کے در کا گدا ہوں میں

تیوری چڑھا کے مجھکو سر انجمن نہ دیکھ
کھلتی ہے جو ادا تری نا آشنا ہوں میں

استادہ ہو رہے ہیں مری آہ کے علم
بزم نشاط کہتی ہے بزم عزا ہوں میں

اس جلوہ گاہ ناز میں بسمل ہیں سیکڑوں
ابروئے یار کہتا ہے تیغ قضا ہوں میں

عجلت مرے خمیر میں روز ازل سے ہے
کیونکر نہ زود رنج ہوں زود آشنا ہوں میں

سالک کے ہوش اڑ رہے ہیں راہ سلوک میں
گم کردہ راہ ہونے پہ بھی رہنما ہوں میں

جب دشت رستخیز حوادث کو طے کیا
موج کہہ رہی ہے تری آشنا ہوں میں

شبنم گرہ میں باندھیگی کیا بوئے گل سیفیؔ
اس دار بے ثبات میں موج ہوا ہوں میں

اپنے دیوانے کو وہ ہوش میں لاتے ہی نہیں
الجھن زلف معنبر کو سلجھاتے ہی نہیں

ایسی باتوں کو زباں پر کبھی لاتے ہی نہیں
جو کہ اچھے ہیں وہ احسان جتاتے ہی نہیں

میرے احباب انھیں سر راہ پہ لاتے ہی نہیں
مرا افسانۂ غم انکو سناتے ہی نہیں

وله

کیا وہ خوبی ہے جو خال رخ روشن میں نہیں | ایسا دانہ تو کوئی ناوک خرمن میں نہیں
چوٹ کی جیسے اوسے مار لیا گیسو نے | اسمیں جو زہر ہے اتنی ہوئی ناگن میں نہیں
دل کا جو حال ہے چہرے سے عیاں ہوتا ہے | میرے کینے کی جگہ بھی دل دشمن میں نہیں
نالہ دل کی صدا بھی مری تحریر میں ہے | ورنہ اس طرح کا آہنگ تو آہن میں نہیں
ہائے کیا یار بھی فلک بھیس بدل کر آیا | چین دم بھر بھی مجھے گنبد مدفن میں نہیں
دل ترا سخت ہے پتھر سے زیادہ ظالم | ایسی سختی ترے اٹھتے ہوے جوبن میں نہیں
میں ہوں غم دوست ازل سے ہے مجھے غم سے نباہ | اے خوشی تیرا گذارا مرے مسکن میں نہیں
اشک غم سے ہے فزوں اشک ندامت کا وقار | آستینوں میں جو موتی ہیں وہ دامن میں نہیں
دیکھنے غور سے دالان میں سناٹا ہے | وہ مرا پردہ نشیں آج بھی چلمن میں نہیں
اسکے عارض کی چمک تو سر طور ہوئی | موت سے اتنو مفر وادی ایمن میں نہیں
جو خدا داد ہو دولت [illegible] | ہم داغ جنوں قسمت ہر تن میں نہیں
زیب دیتا ہے اکڑنا تجھے اے قامت یار | سر اس طرح کا سیدھا کوئی گلشن میں نہیں
یہ ملاحت تری یہ حسن ترا کب ہے نصیب | اک صباحت کی سو لچک بھی فن نگن میں نہیں
ہائے کیا چھوڑ گئی گوشہ تنہائی میں | بیکسی کا بھی گذر اب مرے مسکن میں نہیں

وله

۱۰۹

[illegible]

ناز تیرے نہ حریفوں سے اٹھیں گے ہرگز
کیوں تصور ملک کے شریک شہدا ہوتے ہیں

چاندنی راتوں میں ملتا نہیں تو دو دو دن
جھوٹے وعدے ترے ای ماہ لقا ہوتے ہیں

سب کو یہ فکر ہے بس گور تلک پہنچا دیں
ہم کو یہ غم ہے کہ اپنوں سے جدا ہوتے ہیں

قتل کرتا نہیں جب سے یہ سنا ہے اوس نے
ساتھ جو روح کے شہیدان وفا ہوتے ہیں

حال کھلجاتا ہے دنیا کی دو رنگی کا سفیر
ایک ہی قبر میں جب شاہ و گدا ہوتے ہیں

ہم انکی زلف و ابرو دونوں کو دشمن سمجھتے ہیں
اسے عقرب سمجھتے ہیں اسے ناگن سمجھتے ہیں

جو اُس کوچے میں آفتاب آئے تو کیوں اٹھیں
ہم اُس خورشید کا سایہ امن سمجھتے ہیں

پڑے ہیں ٹکڑے جا بجا طوق و سلاسل کے
جنوں کر جو تمہیں آہن کو کب آہن سمجھتے ہیں

نہ جو میں کیسلئے اسکو کہ صورت تو نے دیکھی ہے
ہم آئینہ کو بھی تیرا رخ روشن سمجھتے ہیں

خدا کیواسطے اتنا بھی ہمکو دق کرو غط
تری گردن کو ہم شیشے ہی کی گردن سمجھتے ہیں

لگاوٹ کر کے شاید جان لینے کا ارادہ ہے
اشارے ہم ترے ای دیدۂ پرفن سمجھتے ہیں

ہوا بھی قافلہ والوں کی مل سکتی نہیں اصلا
یہ دھوکا ہے جسے گرد سم توسن سمجھتے ہیں

نہ چھوڑی قیس نے صحرا نوردی دفن ہو کر بھی
بگولوں کو ہم اُسکا گنبد مدفن سمجھتے ہیں

جو یاد آیا ہے ہنگام سحر خورشید رو اپنا
شعاع مہر کو دروازے کی چلمن سمجھتے ہیں

ولہ

[illegible]

[illegible]

لاکھ کوشش کیجیے تقدیر اپنے ساتھ ہے	کچھ بھی اس دنیا میں بے اذنِ خدا ملتا نہیں

نام میرا لیکے وہ غیروں سے کہتے ہیں سفیر
ہم کو ایسا بھی تو کوئی باوفا ملتا نہیں

شبِ فراق مرا کوئی غمگسار نہیں	کہ چاندنی کو بھی ظلمت کدہ میں بار نہیں
تھکیگا ابلقِ لیل و نہار کا ؤوں میں	اگر نہ روک لوں اسکو تو شہسوار نہیں
گلے پہ اپنے چھری آج پھیر لونگا ضرور	اجل کا بھی غمِ فرقت میں انتظار نہیں
اگر وہ رک نہیں سکتی یہ تھم نہیں سکتا	تری نظر کیطرح دل کو بھی قرار نہیں
قسم ہے اِس لبِ شیریں کی تیرا دشنامِ تلخ	ذرا بھی تلخیِ مے مجھکو ناگوار نہیں
صحیفۂ رخِ روشن کا رہ گیا مطلب	تو شمسِ بازغہ پر مکر بھی افتخار نہیں
یہ کس کی شوخیِ رفتار نے غضب ڈھایا	کہ جین مردوں کو بھی اب تو مزار نہیں
ادا سے صید کرو دل کو دیکھتے کیا ہو	جو چوٹ کھا کے نکلجائے وہ شکار نہیں
اشارے کرنے لگی ابر آتے ہی جنت	یہ وہ میں شراب بھی پی لوں گناہگار نہیں
گندھی ہوئی ہے یہ کسطرح آنسوؤں کی لڑی	عجب یہ ہے کہ گریباں میں کوئی تار نہیں
جگر کے داغ میں ہر وقت تازگی دیکھی	یہ وہ ہے پھول جو منت کشِ بہار نہیں
کوئی مریضِ دلِ بیتاب سے ذرا پوچھے	مزاجِ یار ہے کیا جو تجھے قرار نہیں

ولہ

لگایا کون ناوک جو وار پار نہیں
جو دل تک آ کے پھر گئی نظر نگاہ یار نہیں
کسی سے پھر کے چلوں یہ مرا شعار نہیں
وہ موج ہوں کہ جو ساحل کو دیکھتا نہیں
چھلکتی رہتی ہے ہر وقت تیغ قاتل کی

[illegible]

بلا شراب حنا کے نہ پیجیے جام ساقی
کہ آج عید کا دن ہے مرے بہ جام نہیں
تو قتل عام کرو عید گاہ میں چل کر
تمہاری تیغ ادا کو اگر نیام نہیں
دوگانہ عید کا پڑھا نہیں برہمن یا شیخ
سوائے پیر مغاں کوئی امام نہیں
لکھی گئی ہے جو فہرست عاشقوں کی دوبار
مزہ تو یہ ہے ہمارا ہی اس میں نام نہیں

کسی غریب کا دل توڑتا ہے کیوں ہر بار
ترے گلے کا یہ مالا نہیں ہے ہار نہیں
خلش میں یہ چھپاں ہیں کسی نے کیا رکھوں
کہ میری ہاتھ کی پھپھلی بھی خار دار نہیں
غم فراق کی کس دن بھلا شکایت کی
لہو کے گھونٹ بھی تو مجھکو ناگوار نہیں
پیونگا جام صبوحی تو جان آئیگی
کہ استحالہ اجل کا ہے یہ خمار نہیں
کمر سے باندھ کے تلوار کس لیے نکلے
لہو بہانے کو ابرو کی ذوالفقار نہیں
لہو لگا کے شہیدوں میں ملگیا ہے حسین
یہ میرے خون کے قطرے ہیں لالہ زار نہیں
بجھا ہوا ہے یہ دل سرد مہر لوگ ہیں
ہمارے سنگ لحد میں بھی اب شرار نہیں
اجل کی چوٹ عناصر سے اٹھ نہیں سکتی
یہ چار آئینہ کچھ جسم کا حصار نہیں
نکلکے جاؤ نگا گھر سے کہاں بجز جنگل
کھڑے ہیں دو بیاباں میں کوہسار نہیں
تمہیں قسم ہے جو ٹھیرا لیٹ کے بھی دیکھو
کہ فاتحہ کے بھی قابل مرا مزار نہیں
کلید میکدہ لگجائے ہاتھ پھر دیکھو
جو خم کے خم نہ اڑا دوں تو بادہ خوار نہیں

چھیڑا جو نشہ تو ساقی سے ہو گیا گستاخ
نسیم ابھی زمانے میں ہوشیار نہیں

شراب ناب سے خالی کسی کا جام نہیں
یہ کون کہتا ہے ساقی کا فیض عام نہیں
غدار یار یہ کب زلف مشکفام نہیں
وہ دن ہی کون سا دنیا میں جس کی شام نہیں

[illegible]

ولہ

[illegible]

مجھے یہ ڈر ہے کہ ٹانکے نہ ٹوٹ جائیں کہیں
اب اسکے کہ وہ زخم جگر کو دیکھتے ہیں

جگر بھی تیر کا مشتاق دل بھی ہے طالب
یہ دیکھنا ہے وہ پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں

یہ چھپی ہوی یہ شرارت چھپے گی کیا ہم سے
کہ ہم تو سنگ کے اندر شرر کو دیکھتے ہیں

شب وصال کی آرائشیں ہیں پیش نظر
نگاہ یاس سے دیوار و در کو دیکھتے ہیں

نظر وہ عقد ثریا پہ بھی نہیں کرتے
ترے گلے میں جو عقد گہر کو دیکھتے ہیں

طریق عشق میں اپنا قدم بڑہا تو بڑہا
جو مرد ہیں کہیں خوف و خطر کو دیکھتے ہیں

ہم اونکی چاند سی صورت نہ دیکھنے پاتے
ہزار بار نجوم قمر کو دیکھتے ہیں

سفیر ضبط یہ ہے اف تلک نہیں کرتے
مصیبتوں میں ہم اپنے جگر کو دیکھتے ہیں

وہ بیکس ہوں کہ روئے ہیں مجھے جام و سبو برسوں
گیا ہے موج نے ماتم کنار آب جو برسوں

یہ تھا پیش نظر سونگھا کئے ہیں خم و سبو برسوں
گل داغ محبت ہے وفا کی بو برسوں

محبت کی نہ آئی درمیاں پھر گفتگو برسوں
ذرا سی بات پر بگڑا رہا وہ جنگجو برسوں

یہاں اکثر رہا ہے ربط شمشیر و گلو برسوں
تہ کوچہ سے آئی ہے صدائے اقتلو برسوں

نپایا گرم و الدن بھی اونکو دشت وحشت میں
حباب کی ہم نے بھی کی ہے جستجو برسوں

ذرا بھی کیوں نہ ہو وہ بھی بہت ہے فیض نیکوں کا
کوئیں سے آئی ہے پیراہن یوسف کی بو برسوں

[illegible]

راحت ملی ہے کس کو جہان خراب میں
عادت بری پڑی ہے تو [illegible]
کب ناگوار طبع ہے تلخی شراب میں
وہ آگئے ہیں اب تو [illegible]
[illegible] آفتاب میں
آئی شب فراق گیا روز وصل یار
سوز جگر سے آگ لگی فرش خواب میں

ناپید مثل شکل خیالی ہوں دہر میں
اب تک جہان میں خبر نارسیدہ ہوں

کچھ ایسا میں نحیف ہوا عشق یار میں
گویا رگوں سے صفحۂ سطر کشیدہ ہوں

اصرار ادھر سے روز ادھر سے عتاب روز
لکھتا ہے نامہ بر کہ میں آفت رسیدہ ہوں

بوسہ دیا ہے جب سے غضب کا حجاب ہے
کہتی ہے اوسکی آنکھ غزال رمیدہ ہوں

چرکے لگیں گے دل پہ کھلی گر زبان مری
قاتل سے میں بھی صورت خنجر کشیدہ ہوں

محو جمال آئینہ رخ ہوں اسقدر
آنکھوں میں اپنی سرمۂ حیرت کشیدہ ہوں

یہ نشہ ہے شراب سے بھی کچھ بڑھا ہوا
ناصح نہ کر خیال کہ میں برگزیدہ ہوں

ہے خار غم کا قلب کو کھٹکا لگا ہوا
باغ جہاں سے اسلیے دامن کشیدہ ہوں

اللہ بزم غیر میں بھی بے حجابیاں
کہتی ہے شرم طائر رنگ پریدہ ہوں

کیا حال بیخودوں کا لکھوں یار کی صفیر
خامہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں سربریدہ ہوں

ایسا ہے کچھ سکوت اونھیں میرے باب میں
سنتے ہیں سو کی اک نہیں کہتے جواب میں

ہم زار زار روتے ہیں کیف شراب میں
لب خشک ہوگا دامن تر آفتاب میں

تھوڑی سی پی ہی ہم کو بہت تھی شباب میں
اب تو وہ کیف ہی نہیں ساقی شراب میں

آتی ہے بسکہ زلف کے لچھو سے جو بوئے عطر
شمشیر کیا بجھائی تھی اوسنے گلاب میں

[illegible]

ولہ

اوس گلبدن نے وصل کی ٹھیری ہے ای منیر
کپڑے پہنے آج بسا کر گلاب میں

کھوتی ہے نقد جاں بھی تنہا وہ نے اب میں
اب کیسلئے ہے بحر بھلا پیچ وتاب میں

روشن کنول تھے رات کو بزم شراب میں
ہمنے بہت جلائے چراغ آفتاب میں

اشک اوسکے روبرو نہیں تھمتے ہیں آب میں
شبنم ٹھہر سکی ہے کہیں آفتاب میں

بس جائینگے تمہارے توسن ہزار دل
لائیں گے رنگ پاے حنائی رکاب میں

کسکو دکھائیں دل کے تڑپنے کا حال ہم
بجلی بھی تھم سکی نہ کبھی اضطراب میں

طالب ہیں دین کے انہیں دنیا سے کیا غرض
تھا مشت خاک زر بھی کف بوتراب میں

عالم میں ہم نہیں ہیں یہ عالم ہمیں میں ہے
دریا میں ہے حباب تو دریا حباب میں

دریا کا شور نغمہ داؤد ہو گیا
پیدا زرہ کی شکل ہے ہر موج آب میں

بوسہ نکالیں گے تیرے لبوں سے بھی آج شوق
دوہری گرہ لگائیے بند نقاب میں

شوخی بھی کاتبان عمل کی تو دیکھئے
بوسے بھی درج ہو گئے فرد حساب میں

گالی بھی نامہ بر نے سنی کوسنے
ایک حرف بھی زباں سے نہ نکلا جواب میں

کیا آگئے ہیں ہاے رقیبوں کے دم میں وہ
لٹوا رہے ہیں حسن کی دولت شباب میں

واعظ مرے لہو کی قسم پیجئے دیکھ تو
کمبخت کوئی زہر نہیں ہے شراب میں

روز دو شنبہ ... لکھتا ہوں

بتلاؤ گھر کے چور سے کیونکر بچے کوئی
خوش جیسوں کے وصال کا اچھا نہیں مآل
اچھا ہوا خست اس نے اگزار کر دیا
اسطرح زیر طارم انگو ہم ہیں مست
آئی جو موت ہم نے بھی عدے پہ جان دی

... دل ... ملا دست ... زیر
دہوکا ہے ایک روزن کے سکا میں
... تمے پھر ... ہمارا ہا میں
بادل بھی جھومتے تھے لیلیٰ کو مسار میں
تھا یہ لحاظ فرق ... عتاب میں

پڑھتے ہو یوں مشاعرے میں تم غزل اسیر
جسطرح شیر گونج رہا ہو کچھار میں

جو لپکا ہے ... وہ بحر حسن عالم میں
... آئے بزم ماتم میں
الٰہی کسطرح سے بنے بگڑی عدوے انسانی
... نہیں آنکھیں مری ...
زبان پاک قلب صاف تو پیدا کرے انسان
نگینے کو بٹھاتا ہے جو زرگر غرض یہ سن لے
نصیحت میکدہ والوں کو کیسی ناصحو سمجھو
جو یاد لب میں روتا ہوں تو کچھ بہہ جاتی ہے تسکیں

حباب ابھرے ہو کیونکر نظر آئینہ محرم میں
جلی ہے شمع کیا کیا مجلس ماہ محرم میں
پتا بھی آدمیت کا نہیں پاتا ہوں آدم میں
شگوفے غم کے ... پھولے ہیں شاخ نخل ماتم میں
اثر موجود ہے ہر وقت غافل اسم اعظم میں
ہماری آنکھ کا حلقہ بھی جڑ لے ... خاتم میں
خدا جانے وہ کیا کہدیں تمہیں مستی کے عالم میں
یہ طفل اشک ہے ... یا آغوش مریم میں

[illegible]

نیرنگ روزگار ہے بدر ہلال مین
رکہتے ہین تجربہ یہ کمال وزوال مین

پیش نظر یہ اہل کدورت کے جب ہوا
آئینہ دب کے رہگیا گرد ملال مین

اے میکشو شراب پیو شوق و ذوق سے
لیکن نہ فرق آئے کہین اعتدال مین

چشم سیاہ یار کا دلمین جو ہے خیال
سرمہ لگا رہا ہو نہین چشم غزال مین

گلزار نظم مین ہین چمن بندیان نئی
ہر وقت تازگی ہے ہماری خیال مین

ہے آج میکدے مین ہجوم قدح کشان
ساقی نہ امتیاز ہو درد و زلال مین

اک دن اسی طرح سے وہ چمکیگی تیغ بد بین
شمشیر حیدری کا ہے نقشہ ہلال مین

گر ہون نہ مستفید تو اپنا قصور ہے
کوئی کمی نہین کرم ذو الجلال مین

ملتی ہین ہم فقیر (؟) رہتے ہین ذات مست
رہتے ہین بادشاہ اگر مست شال مین

سچ تو یہ ہے کسیکی کسی کو خبر نہین
ساقی ہی مست ناز ہین ہم مست حال مین

زندون کو اسکے وصل کی ہی لو لگی ہوئی
صوفی رہین مشاہدۂ خط و خال مین

اچہونکو وہ بیان نہین لاتا ہو نہین کبہی
اتنی جگہ نہین مرے بزم خیال مین

مل جائیگا جو بوسۂ چشم سیاہ یار
ہیونکا سہرا باندہینگے شاخ غزال مین

ابرو سے قتل کا یہ اشارہ نہین کیا
مارا ہے رکہ کے تیر کمان ہلال مین

اسکی روش سے فتنۂ محشر ہی تنگ ہے
فتنہ قیام مین ہے قیامت جمال مین

[illegible]

[illegible]

نہ حرف آئیگا کوئی پاکدامانی یوسف پر
کہ عذر بیخودی شامل ہے تقصیر زلیخا مین

نکلجائیگی اوس کی خواہش دیدار مجنون کی
ہمارا دیدہ لیلی کو جو رحم آجائے صحرا مین

گمان جوہر مخشوش تو خط سبز ہے
نظر آیا مجھے عکس آئینہ اوس روئے مصفا مین

ہوئی ترک صحبت ہمجنس بھی ہمجنس سے مشکل
ہوئی داغ موج اک نہنگ سے آغوش دریا مین

قیامت مین غلط ہے یار کے دیدار کا دعوا
نگہ خورشید محشر کی نہین ہے چشم حربا مین

نہین ہے خوف انکی اژدر زلف سیہ سے کچھ
ہمارا نالۂ دل اک عصا ہے دست موسی مین

ہے دونون عاشق و معشوق اسکی آنکھ مین
جو حسن یوسفی ہین نہاد جلوہ زلیخا مین

بچایا خصم عاجز کو بھی ہین نے پانمال ہے
جگا دی خار کو دلمین جو در آیا کف پا مین

شکست طرۂ گیسو مین اپنے ڈھونڈتا ہی لیلی
ملیگا کب دل مجنون غبار دشت سودا مین

سفیر اس ترک کے ہمراہ کس آباد جا بسینگے
رہینگی روح حافظ ساتھ گلگشت مصلا مین

نہ کون و مکان دل چھپ گیا جو مے مینا مین
ہیولا قطرہ نہاد دریا نکلیگا گرتے ہی دریا مین

زیادہ تعینین ہوگئے کمی ہو کر تمنا مین
فرئے عقبی کے سالک تجکو آجائینگے دنیا مین

لب جانبخش جانان سے جو ہوا وصل مشکل ہے
حجاب خامشی مریم کی آتی ہے مسیحا مین

دل رم آرزو مجبوس ہرگز رہ نہین سکتا
شرر آسا درون سنگ ہے یہ کوہ صحرا مین

اب ... نہین رہی — ہو گئے ہم ... دار دل دونون

... ہین سہالی ہجر — ہین میرے ... بھر گئے قابل دونون

ایک کو حسن دیا اک کو بنایا عاشق — ترے بندے ہین ... دونون

حسب ... نہین ... نام خدا — اور ہین دو دنیا تو ... جمع دونون

... ابرو کا ... کیا ... — ... ایک قتل ہچپون ہو گئے قاتل دونون

... فرہاد کے قصہ کو دو سنکر بولے — تیشئہ ... دہر سے کیا عاشق کامل دونون

ہے کبھی ناز کا غمزے کا تقاضہ ہے کبھی — اسکو دو ... ہین دل دونون

پیار کی ... نہین دو چہریان ہین — ... ہے دل ... کہہ دینگے تو ... دونون

دل پر داغ ہے ... ہے ابر
اے سفیر ... کس کیونکر ہو ... دونون

نہین ... حق آگاہ کو غم ہجر امکان ہین — چھایا ہوا ہے میرے ... طوفان نہین

وہ دیوانہ ہون ... قدم جب ... گلستان ہین — ... عنادل آشیان چاک گریبان نہین

... چاک گریبان ... — ... روشنی دیکھی چراغ ... نہین

میرے ... ہین ہمت ... — ... نام کو باقی نہین ... سلیمان نہین

پھرا ہون دشت وحشت مین ... — چراغ دیدۂ ... روشن ... نہین

وله

بہار اب گلستان سے آنیوالی ہے بیابان میں
تقرب خاکسارونکو ہوا ہے اسکی حسرت سے
ہوا شاخ بیان سے میوہ شکر غذا حاصل
شب آدینہ میری روح کرتی ہے تلاش اسکی
زیارت کو پریرویان عالم روز آتے ہیں
میرے دل کیطرح شانہ بھی وان صدچاک رہتا ہے

عجب کیا پھول نرگس کے کہین شاخ غزالان میں
بلا کی ہے رسائی اس غبار عرش جولان میں
زبان برگ سخنگو ہے ریاض ہمزبانان میں
ہین شمع حسن یکتا کا پروانہ ہون گنج شہیدان میں
عجب رونق نظر آتی ہے درگاہ سلیمان میں
کہاں جمعیت خاطر تری زلف پریشان میں

دکن میں اے سفیر اپنے بزرگ آئے تھے ہجرت سے
ابھی تک صالح آباد اپنی ہی جا گہہ ہے دامان میں

جو پہنی اوسنے زنجیر طلائی اپنی گردن میں
بہائے رات بھر آنسو خیال روئے روشن میں
اٹھی ہیں دل سے شعلے آج عشق روئے روشن میں
ہم اُنکے ساتھ ہونگے موسم گلگشت گلشن میں
جو عالی ظرف ہیں کہتے ہیں وہ دلمیں کدورت بھی
ہیں گہوارہ کو اپنے لنگر تمکیں سمجھتا تھا
لپیٹ کر آگئے ہیں ساتھ فتنے اس سہی قد کے

حرارت سے ہم کی پیدا ہوگی صبح روشن میں
ہمارے [illegible] ہوگئے سے کے خرمن میں
گریبان [illegible] ہے آگے دامن میں
چلے [illegible] پیکان سیاہ دامن میں
بجز ناک سینہ کچھ بھی نہیں سحر اسکے دامن میں
قرار آیا نہ مجھکو [illegible] یہ پر لڑکپن میں
[illegible] آستین کے کچھ ہیں [illegible]

ولہ

قاتل کے ہاتھ میں گل جوہر مہک اٹھے	حیرت کی جا ہے خنجر آہن میں پھول ہیں

پھولی شفق صفیر وہ تارے نکل پڑے
محبوبۂ فرنگ کے دامن میں پھول ہیں

انگڑائی لے رہا ہے وہ سرو روانِ حسن	دو ہاتھ چاند سے بھی زیادہ ہے شانِ حسن
کیفیتیں اٹھاؤں نہ کیوں میکدہ میں روز	ساقی کی چشم مست ہے جادو بیانِ حسن
بھاتی ہے کس کو خوانِ ملامت کی نعمتیں	ہو عقل گر تو عشق نہ ہو میہمانِ حسن
ناز و ادا ہی اس کے جلیس و ندیم ہیں	بیٹھی ہوئی ہے مسند سلطانِ شانِ حسن
گوشہ میں رہ کے پائیں حسینوں نے ذہیتیں	عنقا صفت نہ گم ہوا نام و نشانِ حسن
اے گلرخو غرور یہ دو دن کے واسطے	ہوگی بہار سے نہ مبدل خزانِ حسن

خورشید شاعری کو عروج اب صفیر ہے
کیوں کر نہ ہو زمین غزل آسمانِ حسن

میں نقشبندِ صورتِ ماضی و حال ہوں	دل کی صفا سے آئینہ دار جمال ہوں
اوج کمال پر مری طبع رسا ہے اب	طغرا نویس ابرو رشکِ ہلال ہوں
بوسہ لیا تو چڑھ گئی تیوری جلال میں	کھٹکی ہے اسکی آنکھ میں خوئے غزال ہوں
کھلتا ہے خال دانہ گندم ہوں خلد کا	آدم فریب ہوں میں علیم الشان ہوں

ولہ

خوف سر پنجۂ شاہین قضا کچھ بھی نہیں | طائر روح کو کسطرح نہ غافل سمجھیں
ہیں وہی اپنی حقیقت سے جہاں میں واقف | مور کو بھی جو سلیماں کے مقابل سمجھیں
دل بیمار نے تکلیف اٹھائی ہے بہت | زلف جاناں کو نہ کیوں شام کی منزل سمجھیں
مرثیہ اپنا سنانے کے لیے آتا ہوں | اپنی محفل کو نہ وہ عیش کی محفل سمجھیں
خوں یہ ابلا ہے کہ جاری ہیں لہو کے چشمے | دہن زخم کو بسمل لب ساحل سمجھیں
روح میں آگئی پرواز کی طاقت اس سے | کیوں نہ خنجر کو پر طائر بسمل سمجھیں
پی لیں خود قاضی و مفتی بھی مئے آتش فام | اس کو کمبخت اگر گرمی محفل سمجھیں
لیلی روح ہے پنہاں جسد انساں میں | چار دیوار عناصر کو بھی محمل سمجھیں
لب ساحل کبھی آنکلیں جو دیوانے ترے | موج دریا کو بھی دیکھیں تو سلاسل سمجھیں
دو گھڑی برق ہی آجائے سیہ خانے میں | رعد کے شور کو آواز جلاجل سمجھیں
خود پسندی نے انہیں دیوانہ ہی کر دی یاں تک | اپنے گیسو کو پریزاد سلاسل سمجھیں
دل پھڑک جاتے ہیں استاد کے تیری تعریف | تیرے ابرو کو نہ کیوں مطلع بیدل سمجھیں

نفس کو حلقۂ فرماں میں جو رکھتے ہیں صفیر
شیر کو بستۂ فتراک و سلاسل سمجھیں

دکھائی داغوں نے دل کی بہار غربت میں | بنا ہے سینہ مرا لالہ زار غربت میں

۱۴۳

وہی بخشیگا واں بھی نعمتیں یاں جسنے بخشی ہیں
نمک پروردہ پائینگے حلاوت شہد و شکر میں

رگیں ہیں ہمرشتا شہادت ہوں میرے قاتل
ملی ہے آب خنجر کی حلاوت شیر مادر میں

انا الحق کی دہائی میکدہ میں پھیر دوں میں بھی
چھکا دے ساقی منصور ہم گر ایک ساغر میں

خراج ہفت کشور ہفت آرائش ہے چشم تو
تپاں شاہوں کے بھی دل ہیں تری [illegible] گوہر میں

جو خم سر بستہ ہوتا ہے تو مے بیزور ہوتی ہے
خموشی اپنی کام آئی ہے اکثر بزم دلبر میں

تجلی گاہ عرفاں بنگیا دل سوز الفت سے
چراغ طور کی سی روشنی ہے اب مرے گھر میں

اگر ہمت ہی گر تجھ میں قدم ناقے سے آگے ہو
نہیں یہ بیٹھنے کا وقت قیس عامری گھر میں

قیامت میں اٹھیں گے حسن روئے یار کے عاشق
وہ منہ پہ ہو نگے اپنا چشمۂ خورشید محشر میں

ہجوم آرزو میں آجکل پوشیدہ دل یوں ہے
نہاں دارا لشکر جس طرح ہو عرض لشکر میں

کہاں دیتے ہیں ساتھ اہل کدورت پاکبازوں کا
صفا آئینہ میں جو ہے کہاں سد سکندر میں

سفیر اچھا کہا مصرع اسیر نکتہ پرور نے
سلیماں بنگئے ہیں مور ہے قاتل کے خنجر میں

ولہ

بیدرد کو مری شب غم کی خبر کہاں
اب ہیں کہاں ستارۂ صبح اثر کہاں

کیوں کر ہو سیر باغ جو چھوٹوں قفس سے بھی
جذبہ وہی ہے دل کا مگر بال و پر کہاں

ریگ رواں کی طرح ہم آوارہ ہی رہے
دل میں کسی کے خانہ خرابوں کا گھر کہاں

ولہ

[illegible]

جب ہوائے شوق مجنوں زور باندھے دشت میں
پردۂ لیلیٰ کی خاطر پردۂ محمل کہاں

ہو مقابل یار کے رنگ قمر داغ قمر
اسکی ایسی شکل کب ہے اسے ایسے تل کہاں

دل پھڑک اٹھتا ہے سنکر مصرع آتش سفیر
زخم ہنستے تھے کسیکے منہ پر اے قاتل کہاں

تامل کیوں سفیر خستہ کی حاجت روائی میں
مرے مشکلکشا کیا دیر ہے مشکلکشائی میں

میں صبح عید کا قائل ہوں اخلاص و صفائی میں
گلے ملتے ہیں دشمن بھی لباس آشنائی میں

وہی اچھے رہے مشہور تھے جو بیوفائی میں
کیا شکوہ تو ڈھنگا بگیا ساری خدائی میں

وصال یار سے ہرگز تسلی ہو نہیں سکتی
بہت ہیں دل کو پیچ و تاب بحر آشنائی میں

خدا نے دل کو میرے جام استغنا بنایا تھا
بتوں کے عشق نے کاسہ کیا اسکو گدائی میں

سفیر اس قحط سالی کا برا ہو کیا کریں چارہ
ہوا جاگیر سے حاصل نہ کچھ بھی بن چرائی میں

پھرتا ہوں نازنین حسین عید گاہ میں
لائیں نہ برچھیوں کو چھپا کر نگاہ میں

ہمراہ نفس دل بھی ہے حال تباہ میں
یوسف کو لیکے کود پڑا گرگ چاہ میں

ہر اپنی آہ معرکۂ عشق میں بلند
رایت ضرور چاہیئے قلب سپاہ میں

کب تیرے خاکساروں کو رفعت ہوئی نصیب
اٹھ اٹھ کے بیٹھتے ہی رہی گرد راہ میں

[illegible]

روز و شب کرتی ہی تھی ہر اشارہ حسرت سے — لطف آیا ہے ہمیں دیکھ کے گنہگاروں میں

اوسکے رخساروں سے تشبیہ نہ دینا تھا غضب
پھول بھی آج گراں ہو گئے بازاروں میں

چمک جو دردمیں ہے آہ پر شرر میں نہیں — کچھ امتیاز مگر آپ کی نظر میں نہیں
فلک سے نوک کی لیتا ہے نالہ شبگیر — خدنگ ناز تو پنہاں کوئی جگر میں نہیں
سوائے رزق مقدر ملیگا کیا ہم کو — حضر میں کونسی نعمت ہے جو سفر میں نہیں
جو سنکر صفِ محشر ہو دیکھ لے آکر — وہ فتنہ کیا صف قرگانِ فتنہ گر میں نہیں
یہ روک ٹوک ہے مستونکی کیلئے ساقی — گڑا خزانہ کوئی میکدے کے در میں نہیں
تھکاکے بخت مجھے لائے قبر کی جانب — اب اپنے گھر میں ہوا آرام سفر میں نہیں
فلک مٹائے مٹا تا ہے جنکو مثل حباب — ہوا غرور و ہوس کی ہماری سر میں نہیں
مشاہدے سے نمایاں ہے قدرتِ خالق — کرم میں آپکے جو وسعت ہے بحر و بر میں نہیں
جہاد نفس سے ہوا ہے میں قناعت کی — گذر بھی تیر حوادث کا اس سپر میں نہیں
یہ سچ ہے میں تو سیہ کار و رند ہوں ناصح — چھپا ہوا کوئی تجسا بھی شہر بھر میں نہیں
سر نیاز جھکا حق کے آگے ای سلطاں — یہ لطف تاج مرصع میں اور جنیو میں نہیں
ستم کیا غلط انگاری تہمتن نے — یہ تھا خیال کہ سہراب باختر میں نہیں

ولہ

بہار سبزۂ مینائے مے ہے نزہت بخش
ہوائے لالہ و گل میکشوں کے سر میں نہیں

ہمارے پارۂ دل لعل شب چراغ ہیں سب
جو روشنی ہے یہاں شمع کے بھی گھر میں نہیں

رکھا سدا مجھے وارفتگی نے خانہ بدوش
قرار سیل کی مانند دشت و در میں نہیں

ذرا سٹول تو لینے دے مجھکو اے قاصد
ہمیں سے اٹھتا ہے کیوں بار خط کمر میں نہیں

وہ گل ہوں سرسبد باغ روزگار ہوں میں
ہزار شکر کہ گلچیں تری نظر میں نہیں

تڑپنا لوٹنا بسمل کا دیکھ تو اے برق
یہ کروٹیں وہ ہیں اب تک تری نظر میں نہیں

مری نگاہ سے لڑتی رہی نگہ اُن کی
اثر جو اسمیں ہے وہ غیر کی نظر میں نہیں

وہ کہہ اُٹھے خبر مرگ سنکے عاشق کی
کہ دیکھنے ہی کا پتلا ہے کچھ بشر میں نہیں

سفیر وہ دُر دریائے سرمدی ہیں نجی
یہ آبروئے محیط گہر میں نہیں

یوں شب غم ترے بیمار بسر کرتے ہیں
ناتواں نبض کے مانند سفر کرتے ہیں

شاد کر دیتی ہے شیریں سخنی موذی کو
ہم سلیمان دل مور میں گھر کرتے ہیں

اپنے سائے میں محبت سے بٹھاتے ہیں مجھے
دشت غربت میں یہ احسان شجر کرتے ہیں

فرق شیشہ کی طرح ظاہر و باطن میں نہیں
اسطرح رند قدح خوار بسر کرتے ہیں

آگیا باغ میں سلطان بہاری کا قدم
دُم کو کھولے ہوئے طاؤس جنوبہ کرتے ہیں

بحر الفت میں خدا ہی دل کو دے صبر و سکوں
کسطرح کشتی تھمے جب زور لنگر میں نہیں

ہے اگر چشم بصیرت سیل و فوارہ کو دیکھ
عاجزی درویش میں جو ہے تونگر میں نہیں

ہیں گراں جانوں میں گو ہو سکیں جو خفیف تم
نازکی جو پھول میں ہے ضمیر پتھر میں نہیں

ہے بیابان دیار محبوب جنوں
دل میں جو وسعت ہے وہ صحرائے محشر میں نہیں

قتل ابرو کے اشارے سے ہم اے قاتل ہوے
بانکپن جو تجھ میں ہے وہ تیرے خنجر میں نہیں

آئینہ دیکھا تو شکل نا امیدی بول اٹھی
قطرۂ آب بقا بخت سکندر میں نہیں

نعمتیں پاتے ہیں ایسی نازپروردہ ترے
جو حلاوت ان میں ہے وہ شور محشر میں نہیں

نامہ بر کو دیکھئے سیر چمن بیکار ہے
کونسا وہ گل ہے جو میرے کبوتر میں نہیں

دل جو پہلو میں نہیں اعضائے تن میں مضمحل
ابتری کیونکر بھو سردار لشکر میں نہیں

اے پری زیبا ہے اب تیرے لیئے ساتوں سنگار
ایسی سج دہج کا حسین بھی ہشت کشور میں نہیں

تاج کیسا سر کٹیگا دور ضحاکی ہے یہ
فر جمشید اب طالع کے اختر میں نہیں

قائم و سنجاب سمجھو کھندجامے کو سفیر
آبرو جو اسمیں ہے دیبائے شستر میں نہیں

ہے طوفان عداوت جوش زن اک کے لیے
گرہ بنجاتی ہے جو موج ہر آغوش ساحل میں

نہ آیا فرق اگر عشاق کی بیتابی دل میں
بھینکگی کشتیاں کشتوں کی آب تیغ قاتل میں

شرر نکلے عجب کیا جوہر شمشیر اڑ جائیں
تن آسانی انہیں کی دشمن جاں ایکدن ہوگی
کسی رنگیں ادا کی یاد میں اشکوں کے سینچا ہے
پسند خاطر مجنوں ہے چوب خشک کیوں ہوتی

غضب کی آگ بھڑکی ہے دل بیتاب بسمل میں
صدف ساں پرورش پائی ہے گرداب آغوش ساحل میں
سدا سرسبز ہے نخل تمنا گلشن دل میں
بہار طرۂ لیلی اسی آرائش ہے محمل میں

سفیر اسکو بھی ہو معلوم جانباز الفت ہوں میں
عجب انداز سے پہنچے ہیں ہم بھی کوے قاتل میں

کب خون گرم سے ہی چمکے دل کے داغ میں
کوثر کی دہن لگی ہوئی ہے تیرے مست کو
آشوب دہر سے نہیں بچتا کوئی بشر
افسردہ مجھکو دیکھ کر افسردہ دل ہوئیں
بس ہے یہی علاج خمار شبینہ کا
بے اعتبار عیش و نشاط زمانہ ہے
دل بستگی ہے غنچہ کے مانند چارسو
شاید کہ میکدہ کی طرف سے گذر ہوا
زحمت یہ کیوں ہے خضر کو بھی بلبچا تیا

ذاتی ہے روشنی گھر شب چراغ میں
بوئے بہشت آتی ہے ساقی دماغ میں
ملتا نہیں ہے امن کا گوشہ فراغ میں
خاموش بلبلیں نظر آتی ہیں باغ میں
ساقی پلا شراب ہے کلفت دماغ میں
رنگ شکستگی ہے ہمارے ایاغ میں
دم بھر شگفتگی نہ رہی اپنے باغ میں
مستانہ آرہی ہے نسیم آج باغ میں
گم گشتگی شریک ہے میرے سراغ میں

ولہ

[illegible]

جو سعدی کی گلستاں دیکھتے ہیں / بہار باغ عرفاں دیکھتے ہیں
نہیں تھمتے نہیں تھمتے یہ آنسو / شب و روز ایک طوفاں دیکھتے ہیں
سے برق و باد میں کیا دشمنی ہے / سدا دست و گریباں دیکھتے ہیں
کھلاتی تو ہے اے موج صبا گل / تجھے بھی ہم پریشاں دیکھتے ہیں
وہ کہنا میرا دیکھو دل کی حالت / وہ کہنا اوس کا ہاں ہاں دیکھتے ہیں
جو یاد آتی ہے اوس کی چاند سی شکل / تو روئے ماہ تاباں دیکھتے ہیں
گرا ہے جس جگہ خون شہیداں / وہیں کان بدخشاں دیکھتے ہیں
ہمیں بھی شعر یاد آتے ہیں اپنے / جو بلبل کو غزل خواں دیکھتے ہیں
حسین جو ہے وہ دشمن جان کا ہے / اوسی کو دل کا خواہاں دیکھتے ہیں

سفیر استاد یاد آتے ہیں جس دم
تو ہم حضرت کا دیوان دیکھتے ہیں

اسفندیار بھی جو عدو ہو تو غم نہیں / نالا مرا خدنگ تہمتن سے کم نہیں
اوراق گل پہ حال گلستاں رقم نہیں / کیا کیجیے چمن میں دوات و قلم نہیں
بدلے درم کے کیوں زر آتو نہیں خاک اڑا کر / فوارہ ساں جو بارش ابر کرم نہیں
سرشار ہے سفیر شراب حدوث سے / کب دل میں یاد ساقی بزم قدم نہیں

[illegible]

[illegible]

کلیجہ حضرت یعقوب تھام لیتے ہیں

[illegible]

سیفؔ نصرت خالق سے ... لیتے ہیں

برادر کو بھی حضور نظام لیتے ہیں

برہمن کیا وہ یاں نہیں ملتا ॥ جس کو تو ڈھونڈھتا ہے گوکل میں

دل پرشور کو مرے باندھو ॥ یہ بھی گھنگرو بجیگا چھاگل میں

اپنے مشکل کشا کے ہیں صدقے ॥ مشکل آسان کی ہے اک پل میں

نشہ میں پاگل ہوے ہیں شیخ ॥ پھنسگئے سیدے کی دلدل میں

مشعلی کو تم اپنے حکم یہ دو ॥ خون میرا جلائے مشعل میں

ایک سے ایک بڑھ کے ہے محبوب ॥ مانگ صندل میں صندل انچل میں

وصل ہونا ہے گر تو ہو جائے ॥ فرق بتلاؤ آج میں کل میں

کچھ سمجھ میں مرے نہیں آتا ॥ کیا چھپاتے ہیں آپ آنچل میں

دیکھئے آپ اپنی جلد بدن ॥ ایسی نرمی کہاں ہے مخمل میں

ہے شب وصل باندھئے جوڑا ॥ پھر نہ الجھینگے بال ہیکل میں

دو دو دل میرا جائے کیوں برباد ॥ یہ بھی شامل ہو تیرے کاجل میں

عرس ہے کل سیفؔ صاحب کا
دیکھو آنا ضرور صندل میں

ولہ

وہ باتوں باتوں ہی میں انتقام لیتے ہیں ॥ خطا کسی کی ہو میرا ہی نام لیتے ہیں

وقار شیر دکنکا شیر دکنکے دل سے پوچھو ॥ بہادر دکنکا بہادر سلام لیتے ہیں

[illegible]

کی جو خواہش تو گرجتے ہوئے بادل آئے
کون کہتا ہے کہ زندوں میں کرامات نہیں

جامعیت کا بہت یارونکو دعوا ہی سپہرؔ
حضرت نظم میں جو بات ہے وہ بات نہیں

ہات جلجائے حریفوں کو مگر پیارے ہیں
لعل و یاقوت دہکتے ہوئے انگارے ہیں

بے خبر شہر کی حالت سے نہیں ہو نہیں میں
جتنے ہیں غول بیاباں مرے ہرکارے ہیں

سر سودا زدہ فکر سر و ساماں میں نہیں
گرد باد آج تو لے اوڑنیکو طیارے ہیں

اپنے ہونٹوں کا کسیدن تو سنو ہم سے وصف
لعل رنگت میں مزے میں وہ شکر پارے ہیں

روزن در ہی سہی یا رخنہ دیوار سہی
رات دن چہرۂ محبوب کے نظارے ہیں

ہوئی اغیار سے بگڑے تو بنا لیکا کبھی
سب برا کہیں انہیں آپکو تو پیارے ہیں

ہوں وہ سرگشتہ میں ہمدرد ہو لاکھ شمس و قمر
وہ بھی تو گردش تقدیر کے مارے ہیں

روتے ہی روتے ہوا دل کا خزانہ خالی
میری آنکھوں سے رواں خون کے فوارے ہیں

غنچے اطفال ہیں گلشن میں صبا دایہ ہے
شاخیں اشجار کی ہلتے ہوئے گہوارے ہیں

یوسف دلکو یہیں ڈہونڈہ نکالینگے سپہرؔ
کوچۂ یار میں دو چار تو اندارے ہیں

کسیکی بزم میں ہم جان کے بیزار بیٹھے ہیں
ادھر اغیار بیٹھے ہیں ادھر اغیار بیٹھے ہیں

مثل منصور انا الحق ہی کہے جاؤنگا
جو کہ حق پر ہو زباں اوسکی بدلنیکی نہیں

سطرح آئی ہے ظالم یہ طبیعت میری
کوئی امید ہی اب اپنے سنبھلنے کی نہیں

جان حاضر ہے میری غیر سے ملنا ہی تو چھوڑ
صاف کہتا ہوں کہ یہ ضد تری چلنیکی نہیں

ہتکڑی ہو کہ ہو زنجیر مرے قتل کے وقت
ایک کے منہ سے بھی آواز نکلنے کی نہیں

سنگ در سے تری اٹھا اینکو گڑ گڑ کے تبک
صبر اب آگیا تقدیر بدلنے کی نہیں

ہے نگہ اونکی طرح تیری بھی نرگس لیکن
یہ چھری وہ ہے ترے ہاتھ سے چلنیکی نہیں

دختر رز کو لگانا نہ کہیں منہ زاہد
رنگ یہ اپنی طبیعت کا بدلنیکی نہیں

گرمی آہ مرے بس میں ہے کہتا ہے ضبط
شعلہ نہ بجائے گر منہ سے نکلنے کی نہیں

وہی اقرار وہی قول وہی وعدہ ہے
تم بدل جاؤ زباں اپنی بدلنیکی نہیں

کس لیے کوچہ سفاک میں بیٹھے ہو شفیق
لاکھ تدبیر ہو تقدیر بدلنے کی نہیں

درد نغمہ بنگیا ساقی دل رنجور میں
موج مے کا تار ہو گا کاسہ طنبور میں

صبحدم کھلتا ہے یاد عارض پر نور میں
پھول داغ دل ہے اپنا شاخ نخل طور میں

صاحب جوہر کی ہر جا ہر محل پر قدر ہے
کون پوچھے اوس کو گر خوشبو نہو کافور میں

کیا ہوا تھا اس کو کیوں لفظ انا الحق کہہ اٹھا
کس کا جلوہ تھا الہی دیدہ منصور میں

ہجر کی شب نالے کرتا ہوں میں سنکر بار بار
تار رگِ جاں ہے صدا طنبور میں

ای صبا نکلیگا چشمِ تر سے یوں لکا غبار
اُن در و دیوار کی مٹی لا کے بھر ناسُور میں

صبح سے بھی ہیں زیادہ اسکو رکھتا ہو عزیز
خال عنبر کیں ظلمت ہے شبِ دیجور میں

شیخ کیوں طاعت پہ نازاں تجھے پائیگا جزا
مجھ بھی ممکن ہے نہ دیں اجرت کو مزدور میں

کیوں ہوی ہم سے بیدا زخم میں لگی چمک
چاندنی تھی اُسکے چہرے کی مگر کافور میں

میکدے سے ابر بھی بیکیف کہیں اُٹھا نہو
لال ڈورے نشہ کے ہیں دیدۂ مخمور میں

اپنا اپنا بخت ہے جنت میں بھی کن اعوا غلطا
سایۂ طوبے میں تو ہیں سایۂ انگور میں

ساعدِ سیمیں کف رنگیں ہے ہیں میکشِ خدا
ساقیا مے انکو دینا ساغرِ بلور میں

فرق مجھ میں تجھ میں واعظ تجھے اتنا ہی ہے
میں پری کی فکر میں ہوں تو تلاشِ حور میں

دہر میں ثابت قدم کی آن جاتی ہے کہاں
مر کے دم تک اوج ہی تھا طالعِ منصور میں

برق شمعِ طور سے بڑھکر ہے داغِ دل میں
روشنی اتنی نہیں ہوتی چراغِ دور میں

ہو نہیں سینہ چاک دورِ چرخِ بے بنیاد میں
شکلِ گندم پس رہا ہوں آسیائے باد میں

عشقِ شیریں کا جو نشہ تھا سرِ فرہاد میں
پھوٹ نکلا رنگِ مے جوشِ بہارِ کیباد میں

غم جو اُس کا بس گیا ہے خاطرِ ناشاد میں
نوبت جنگ و جدل پہنچی ہے چار اضداد میں

تھی نزاکت جس قدر تصویر تیری کھچ گئی
بہزاد میں — [illegible]

ماں کہنا جا خدا حافظ ہے تیرا اے امید
رہنے تو اب کیا کریگی خاطر ناشاد میں

روز و شب سے کیا غرض ہے محو قد یار کو
انیٹھکر میں سو رہا ہوں سایہ شمشاد میں

نظم سا بھی کوئی نقاد سخن ہے اے سفیر
شعر اپنے ہیں جواہر دیدۂ استاد میں

سلام

کیا شک ہے حسن زلف بت بے عدیل میں
لیکن غضب ہے دور و تسلسل دلیل میں

ہوں غرق بحر رحمت رب جلیل میں
سارے گناہ دھو گئے ہیں سلسبیل میں

کیا گالیاں جہاں کی ہمیں کر گئے ختم
کچھ تو بچا کھچا رہے خوان خلیل میں

رہتا ہے ہمکو روز قیامت کا سامنا
فتنوں کو گھر ملا تری چشم کحیل میں

دنیا میں اپنی پیاس بجھائیگا چرخ کب
پانی کے بدلے خون رکھا ہے سبیل میں

موسیٰ کو پار اتار دیا کارساز نے
فرعون کو ڈبو دیا دریائے نیل میں

عشق خدائے پاک میں ڈوبا ہوا نہیں
کوثر میں ہے یہ موج نہ ہے سلسبیل میں

ہارے جو دل مقدمۂ عشق کیا عجب
میں کیا کروں کہ دم ہی نہیں ہے وکیل میں

انکار پیشِ داورِ محشر محال ہے
قاتل کا عکس رہ گیا چشم قتیل میں

آئی بہار داغ جگر سب ہرے ہوئے
پھولوں کی کچھ کمی نہیں باغ خلیل میں

وله

بنائے مجلس ماتم ہے بعد ناکشی
طیور سجتے ہیں جسطرح آشیانوں کو

یہ کی امام کی اے اہل کوفہ مہمانی
یہ کس کے خون میں رنگیں کیا سنانوں کو

سخن سے دل شکنی ہو تو خامشی بہتر
خدا کے واسطے روکے رہو زبانوں کو

وہ آئے حضرتِ عباسؑ صف شکن دیکھو
وہ چمکی برق وہ لرزہ ہوا نشانوں کو

کڑی پڑی تھی نہ جبتک یہ زعم باطل تھا
کہ کھینچ لیتے ہیں ہم بھی کڑی کمانوں کو

سکینہ کہتی تھی دُر چھین کر مرے بابا
لعین نے کر دیا مجروح آج کانوں کو

جو ضعف سے نہیں چل سکتے راستہ بتا
سناں کی نوک سے زخمی کیا ہے شانوں کو

جنھیں سے ہے ناز بہت دولت لب جدیر
وہ لوگ بیچتے پھرتے ہیں استخوانوں کو

گماں ہو نغمہ آہنگِ لن ترانی کا
اگر سنے ارنی گو مرے ترانوں کو

لہو میں ڈوب کے انصار شاہ کہتے تھے
خضاب کی نہیں حاجت کبھی جوانوں کو

تجھے تو خاک میں ملنا نہیں ہے اے منعم
زمیں میں گاڑ کے رکھ چھوڑ نا خزانوں کو

کریم و رازق و رزاق اسکو کہتا کون
زمین سے نہ اگاتا اگر وہ دانوں کو

کیا ہے نوک زباں سے قلوب کو تسخیر
سفیر کہکے اڑاتے ہیں ہم نشانوں کو

وله

جمع دل میں حسرتوں کا کارواں اتنا تو ہو
ناک میں دم آ کے آہو لکا دھواں اتنا تو ہو

[illegible]

اکھاڑہ پہلوانوں کا ہے یہ بازیگہ دنیا
شکستِ رنگ حسرت جان و دل اہل تماشا کو

بہت فتوے لکھا کرتے تھے رحم و سنگسار کے
اسی سے شیخ جی کے سر پہ توڑا ہے نئے مینا کو

عجب کیا نوع انسانی پہ ہو فائق عشقمیں آکر
نہیں ہے تاک میں وہ کیف حاصل جو ہے صہبا کو

شکستِ رنگ دشمن کو بھی سمجھے ہے شکست اپنی
بہ رنگ موج چشم قہر سے دیکھا نہ دریا کو

ہے زاہد مردہ دل میں تیغ مصافح ہو نہیں سکتا
لگانا ہاتھ ہے ممنوع شرعی جسم مہتا کو

سما سکتا نہ تھا جلوہ کسی کا روزن دل میں
تقدہ داغ بخشی روشنی داغ سویدا کو

پریشاں جلوہ ہے وہ حسن ہرجائی زمانہ میں
جگہ آئینۂ دل میں نہیں ہے بال عنقا کو

بھرا ہے دل مرا غم سے نہ ٹھنڈی سانس بھر ناصح
نسیم صبح بھی بیتاب کر دیتی ہے دریا کو

کوئی دلسوز دنیا میں کسی کا ہو نہیں سکتا
بہار گریۂ مستاں ہے خندہ طبع مینا کو

سفیر اُس شاہ کے نعلین بردار و نہیں کھلا ہے
ید بیضا پہ بھی ترجیح ہے جسکے کفِ پا کو

آتی نہیں شرم ہے وفا کو
دیتا ہے جو بیچ میں خدا کو

رہ رہ کے وہ دل کو پیستی ہے
کیا کہئے چشم سرمہ سا کو

ہے پیر مغاں کے ہاتھ میں چوب
موسیٰ نہیں بوتے عصا کو

ہے دل شکنی کسی کی اچھی
دیکھو تو بُری لگے خدا کو

[illegible]

ولہ

[illegible]

مجبور ہیں منیژہ دنیا کی چاہ میں	بیژن کی طرح کون گرے گر کنواں نہو
سوداگران جنس خرد جانتے ہیں سب	ممکن نہیں کہ سود کے پیچھے زیاں نہو
بھرتی ہے اُن کے کان نسیم سحر ضرور	کیوں گوش گل میں نغمۂ بلبل گراں نہو
کہتے ہیں آج دیکھے مجھے بوسۂ دہن	دیکھو کہیں یہ راز کسی پر عیاں نہو
نام و نشاں مٹائے ہیں شاہوں کا اے سپہر	تیری جلو میں کیوں علم کہکشاں نہو
پھولوں سے یوں بھر آنظر آئے صحن باغ	گلریز اگر مری نگہ خوں فشاں نہو
پھینکا ہے اُس نے سنگ لحد بھی اکھاڑ کر	میری طرح جہاں میں کوئی بے نشاں نہو
کچھ دل سے باتیں کر نہیں ہوتا ہے غم غلط	بنجائے جی پہ جو یہ مرا رازداں نہو
قسمت سے آگئی ہے مرے گھر شب وصال	مسجد میں تا بحشر الٰہی اذاں نہو
کافر ہوں پھر جو شکوۂ بیداد میں کروں	اس کا اگر شریک ستم آسماں نہو
وہ چال چل کہ خلق تجھے آفریں کہے	وہ بات کر کہ دل پہ کسی کے گراں نہو

نکلے کسی سے دل کی تمنا محال ہے
جبتک **سفیر** تم پہ خدا مہرباں نہو

یارب نہ مجھ فقیر کی ہستی تباہ ہو	اٹھکر غبار چتر سر بادشاہ ہو
تیرا گدا بھی مایۂ صد رشک شاہ ہو	جو داغ ہو جبیں پہ کیانی کلاہ ہو

ہوگا ضرور ساعقہ افگن جہاں دوست
ہو اسکی دشمنی بھی مرے حق میں دوستی
تائب ہو زہد خشک سے اپنی اگر تو شیخ

پیر یہ بھی شرط ہے کہ دل دادخواہ ہو
چاہے اگر خدا تو عدو خضر راہ ہو
اسلام میں نہ بادہ پرستی گناہ ہو

شاہ دکن سعید سلامت رہے سدا
یا بر سے بڑھ کے صولت و اقبال و جاہ ہو

ولہ

نوکری میں بھی نہ بھولے ابروِ خمدار کو
اک نظر بھی دیکھنا ہے بار چشم یار کو
عید گہ سے آج اپنا بچ کے آنا ہے محال
وزن اک تو لیکا بھی شمشیر قاتل میں نہیں
جھانکتا ہے یاں سے اکثر آکے وہ پردہ نشیں
حشر کا دن بھی ہوا لیکن نہ تو آیا نظر
لغزش مستانہ پر چلتا ہے اطاوس بت
میرے نالوں کی صدا بھی ملکی ہو کچھ نہ کچھ
تم تو کوٹھے پر بھی اب ملتے نہیں ہو مجھ سے
دو پہر ہوتی ہے کوٹھے سے اترنے کے لئے

نذر میں تلوار دکھلاتے ہیں ہم سرکار کو
ہے خط سرمہ کا ڈورا مردم بیمار کو
باڑہ دی سرمہ نے پھر تیغ نگاہ یار کو
کیوں نہیں بھیجتے تو لوں آج اس تلوار کو
چشم آہو جانتا ہوں روزن دیوار کو
ہائے پیاسا ہی رکھا اس تشنۂ دیدار کو
نشہ کے عالم میں لگتی ہے نظر رفتار کو
چھیڑ ہاں مطرب پھر تو ساز کے اب تار کو
طور پر حق نے بلایا طالب دیدار کو
تم نے سکھلا دی نزاکت سایۂ دیوار کو

وله

طول شب فراق سے گھبرا گیا ہے دل
شاید کبھی دراز نہیں روز حب اٹھو

دل کا رفیق کون پریشانیو نہیں ہے
دریا پہ بھی میں جاؤں تو موج آشنا نہو

ترک خودی کا اہل فنا کو ملے نہ لطف
اُس بحر معرفت سے جو دل آشنا نہو

سب ہوئے تن زباں بھی جو بجای اے عمر
کچھ شکر اُسکے فضل کا مجھسے ادا نہو

صادق القول ہوں ایماں کا ہے دعویٰ مجھکو
مرد مومن ہوں علی سے ہے تولا مجھکو

خواب میں بھی نہ جدا عاشق و معشوق ہوئے
ساتھ یوسف کے نظر آئی زلیخا مجھکو

شبکو ہے وادی ایمن میں تلاش اُس کی
ملگیا ہے جو چراغ ید بیضا مجھکو

اُس پریرو کی محبت میں یہ توقیر ہوئی
تخت پر اپنے سلیماں نے بٹھایا مجھکو

گوشۂ دل میں مرے سیکڑوں سناٹے ہیں
دے جگہ بھول کے دامن میں نہ صحرا مجھکو

شب ہجر انکی سیاہی میں ہوں میں کیسے گم
ڈھونڈھیے لیکے چراغ رخ زیبا مجھکو

متلاطم مری کشتی ہے ہوائے غم سے
پیچ و تاب اپنے ہی دل کا ہوا دریا مجھکو

خال رخسار صنم کی ہے شباہت اسمیں
دل سے پیارا ہے سواد داغ سویدا مجھکو

خط لکھوں گوشۂ عزلت میں تو بھیجوں کیونکر
کون قاصد ہو کبوتر بھی ہے عنقا مجھکو

دید کا اسکی جو میں حشر میں قائل نہ ہوا
دیکھ کر ہنسنے لگے اہل تماشا مجھکو

۳۹

ظلمت ہند سے کسطرح نہ گھبراؤں
اب طلب ہے کہ بلا لیں شہ خراساں مجھکو

وله

[illegible]

چلتی تھیں سفیرؔ کیسی بھادری
ہو عشق شیر کو بھی تو غم کا نوالہ ہو

کیا روز و شب سے بحث ہے جب لاجواب ہو — تم گھر میں ہو چراغ چمن میں گلاب ہو
بزم جہاں میں ہے وہ سعادت مجھے نصیب — سن لے اگر تو جل کے ہما بھی کباب ہو
دھوئے جو اپنے پاؤں وہ سیمیں بدن کبھی — خورشید آفتابہ لگن ماہتاب ہو
کرتے ہمارے ساتھ رفاقت تو جانتے — تم رشکِ آفتاب ہو یا ماہتاب ہو
ایسا گناہگار ہوں پھینکا اچھال کے — لھتی ہے گور کیوں مری مٹی خراب ہو
آجائے لطف دونوں سمندر اگر لڑیں — دریا اِدھر اُدھر مری چشم پر آب ہو
میخانے کو نہ دیکھ حقارت سے ای فلک — چمکے اگر تو قطرۂ مے آفتاب ہو
ساحل پہ میکشی کا مزہ ہے شباب میں — جو موج آئے خندۂ جام شراب ہو
ترچھا رہے ہو عاشق ابرو کو کس لیئے — تلوار پھیر دو جو گلے پر ثواب ہو
اے شہسوار تو نے سواری ہی چھوڑ دی — بیخواب کس طرح سے نہ چشم رکاب ہو

پہنچیں سفیرؔ ہم بھی نجف میں خدا کرے
یہ سر ہو اور علی ولی کی جناب ہو

رکھتا ہے دوست نزع میں بھی مال و جاہ کو — ایذا نہ وقت مرگ ہو کیوں بادشاہ کو

وله

[illegible]

[illegible]

ولہ

رقیب رو سیہ بھر عیادت لیکے خط آیا
مبارک ہو یہ مرگ نو مریض شام ہجراں کو

سبکروحی سے ہمرنگ صبا جب جسم لاغر ہے
میں اکثر پھاند کر جاتا ہوں دیوار گلستاں کو

ادھر سے بادہ جستا ادھر سے بادہ کشمیر
منگا لیں گے ذرہ آنے تو دو فصل زمستاں کو

وہ ماتم دوست ہوں ہر دم نئے غم کا تجسس ہے
خلیل اللہ جیسے ڈھونڈتے پھرتے تھے مہماں کو

جنوں میں بس یہی جی گلے ملتا ہوں ناصح سے
جو صبح عید سمجھا خندہ چاک گریباں کو

سفیر آرام سے سو رہ لپٹ کر قبر سے اپنی
فرشتے بھی نہ چھیڑیں گے غلام شاہ مرداں کو

جو رکھتا ساتھ وہ میرے چراغ داغ ہجراں کو
رہ ظلمات میں پاتا سکندر آب حیواں کو

الٰہی یہ بھی سوجھے اس جنون فتنہ ساماں کو
کہ پیوند انکے دامن کا کرے میرے گریباں کو

اگر ہو شوق اقلیم دگر اس شاہ خوباں کو
مسخر سوچ کر لیں ابھی ملک سلیماں کو

نوید زندگی پیراہن یوسف کی بو ٹھیری
تسلی کچھ تو ہو جاتی ہے اس پیر کنعاں کو

مرا اقبال میرے ساتھ ہے عشق و محبت میں
نکالا کام اتنک دھمکیاں دی دیکھ درباں کو

شب تاریک کا کیا خوف مجھکو وہ نور دیدہ ہیں
چراغ گرم رفتاری سے طے کرتا بیاباں کو

نگاہ شوق سے رخنے پڑیں گے جا بجا انمیں
اگر آہن سے بھی بنوائیں وہ دیوار زنداں کو

شراب پرتگالی لا پئینگے بیٹھ کر ساقی
مرے سر کی قسم جانے نہ دے اس لطف یاراں کو

ولہ

یہی احسان کا بدلا تھا برا ہو سوزشِ دل کا
لگا دی آگ مہماں نے خلیل اللہ کے گھر کو

بقدرِ ظرف نعمت اُسکے دروازے سے ملتی ہے
چمک ہیرے کو دی ہے آبرو بخشی ہے گوہر کو

گلو نسے تن کے چلتا ہے مرا رشکِ چمن ہر دم
اکڑنا دیکھکر کیا آگ لگتی ہے صنوبر کو

محیطِ عشق میں ساحل تلک پہنچے تو کیا کہنا
بڑی حسرت سے دیکھے موج بازوئے شناور کو

نہ ہو جب بخت رہبر کام کیا تدبیر سے نکلے
جو سوجھی خضر کو ہے ہے نہ سوجھی وہ سکندر کو

ہے تارِ اشک میں خونابۂ دل بھی مرا شامل
پرو کر ایک رشتہ میں رکھا ہے لعل و گوہر کو

شرّ النفس جو ہیں اُنسے ہے خونیں جگر دنیا
جو بد خو طفل ہے کاٹیگا وہ پستانِ مادر کو

سکونِ دل بھی کوئی چیز ہے عشق و محبت میں
بہا لیجائیگی کشتی مری اکروز لنگر کو

ہوئی تھی آنکھ ملتے ہی مرے دل کی خبر تم کو
گلا اب کیا ہے پہچانا نہ تھا کیا میرے تیور کو

تمھاری اک نظر کافی ہے میرے قتل کرنیکو
ادھر دیکھو مری جاں تیز کیوں کرتے ہو خنجر کو

جوابِ نامہ سے مطلب تھا جلدی تھی تو آتی بھی
ابھی ہدہد نہ پلٹا تھا کہ پھر بھیجا کبوتر کو

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِیْ اَدِرْ كَاْسًا وَّنَاوِلْهَا
شفیع اپنا سمجھتا ہوں قسیمِ حوضِ کوثر کو

غرض پیدا رہو نیسے ہے جو نکلے ڈرہی کے جو کچھ
الٰہی خواب کچھ ایسا نظر آئے مقدر کو

ازل سے تا ابد پھیلا ہے فرقت کی شب کا ہے
چراغِ خانہ سمجھو گیسوؤں میں خورشیدِ محشر کو

علی کی آفرینش سے بڑھی ہے کعبہ کی زینت
اسی مولود سے رونق ہوئی اللہ کے گھر کو

ردیف کاف

ولہ

کیوں روا رکھوں نہیں دلمیں تری تعظیم کو
شوق کعبے کے بنانے کا تھا ابراہیم کو

لکھکے خود کاٹا ہے تونے جا بجا اختر شناس
صفحہ باطل سمجھتا ہوں تری تقویم کو

تھا بھی باعث جو نقش بوریا آیا پسند
جانتا تھا میں خطرے کشور دو دیہیم کو

سر بکف قربانیان عشق کو آتے ہیں غول
رکھتے ہیں پیش نظر وہ جادہ تسلیم کو

پھلے تو پی لے پینگے ہم تری جھوٹی شراب
کچھہ نہیں ملتا ہے ساقی صاحب تقسیم کو

سرمہ آنکھوں میں لگا کر دیکھہ تو ای شوخ چشم
فتنہ آیا ہے صفاہاں سے تری تعلیم کو

سو رہا کملی کو اپنی تان کر شب بھر فقیر
نیند کب راحت سے آئی شاہ ہفت اقلیم کو

پیشوائی کے لیئے اٹھا تھا یہ کس کا غبار
جھک گئے گور غریباں میں فرشتے کیوں تسلیم کو

بے بلائے دلمیں ارمان ہو رہے ہیں میہماں
خوان یغما جانتے ہیں خوان ابراہیم کو

جانتے ہیں نقطہ موہوم ہے انکا دہن
اسلیئے سمجھے محال اس نقطہ کی تقسیم کو

عاشقو نہیں آپکے شاہ و گدا دونوں ہیں ایک
دور کیجیے بزم سے تخصیص کو تعمیم کو

خلد تک رندوں کو آنا بھی ہے حسرت انتظار
ہے سلام اپنا یہیں سے کوثر و تسنیم کو

دلمیں عاشق کے ہمیشہ جلوہ معشوق ہے
ربط ہے لفظ احد سے احمد بے میم کو

دشت غربت کیطرف بھولے سے جا نکلا جو میں
خضر بھی دوڑے ہوئے آئے مری تعظیم کو

دور کر پہلے اسے تو دیکھ جسکو ہے سدا
قصد ہو انگلینڈ کا تو فتح کر بلجیم کو

ولہ

اُن کی روئے صاف پہ چھپتے ہیں بوسوں کے نشاں — آئینہ کر دیگا میرا حال اُن پر آئینہ

طبع روشن میں ہیں پوشیدہ احوال جہاں — یہ بھی ہے جام جہاں بیں کے برابر آئینہ

بحر امکاں کو سمجھتا ہی جو یہ موج سراب — بنگیا ہے آپ خود حیرت کا لنگر آئینہ

چٹکیاں لیتی ہیں انکے دلمیں خود انکی ادا — مضطرب ایسا ہے کر دیتا ہے مضطر آئینہ

صاف دل قانع بھی ہیں اور وضع کے پابند بھی — بے سبب گھر سے نکلتا کب ہے باہر آئینہ

پیش خاصان خدا بھی تو صفائی سے ہے قدر — دیکھتے تھے رکھکے زانو پر پیمبر آئینہ

آج اِک رشک قمر بھی ہے شریک بزم وعظ — پرتو رخ سے ہیں محراب اور منبر آئینہ

کیا غرض ہمکو کسیکا عیب کیوں ظاہر کریں — نکتہ چیں دکھلائیں گے زنگی کو لاکر آئینہ

عذر آرائش کہاں تک وصل کی شب ہو چکی — چھین لوں گا ہاتھ سے اب شب وہ پرور آئینہ

منہ پہ بیرنگیں دلوں کے چڑھ رہا ہے بار بار — خود سنبھل جائیگا جب کھائیگا ٹھوکر آئینہ

ہر ادا کو انکی سکھلاتا ہے انداز قضا — منہ لگا ہے آجکل جی سے گذر کر آئینہ

لوح قدرت سے مضامیں دلمیں لاتے ہیں سفیر
عکس افگن ہو رہا ہے آئینے پر آئینہ

ردیف التحتانی

آئیگا اب نہ میرے دل بیقرار ہاتھ — ہو لے ذرا سکے روکنے کیلئے گر ہزار ہاتھ

ہم بھی ہیں وہ بھی عاشق ابرو حضور کے — کہدو ذرا رقیبوں سے ہو جائیں چار ہاتھ

١٤٥

فرقت کی رات میں نفس جانفزائے صبح
یک مژدہ زندگانی و بوئے حبیب ہے

الفت میں شرط ہی نہیں شاہ و فقیر کی
جو مجھکو چاہتا ہے وہ میرا رقیب ہے

پروانہ کامیاب ہے ترک حجاب سے
سوز و گداز مجھکو عبث عندلیب ہے

ہے خطبہ خوان کہ بادشاہی ہی حکمران
ہر جو شاخ گل ہے تو بلبل خطیب ہے

یہ سوچ ہے دوراہۂ امید بیم میں
وہ راہ دور ہے کہ یہ رستہ قریب ہے

بوسے ہمیں تو غیر کو دیں اس نے گالیاں
یہ اپنا اپنا بخت ہی اپنا نصیب ہے

زر دیکے جنس عشق کو ہم مول لیتے ہیں
ہے دردسر بھی ساتھ یہ سودا عجیب ہے

اک فیل مست ہے شب دیجور الامان
پھر آج سامنے وہ بلائے مہیب ہے

قبضے میں یار کے آتش فشان ہے تیغ
گر داغ دل سے شعلہ سپر ان قریب ہے

جاکے نہ جائیں ہم در گلشن پہ رات کو
گل بانگ عندلیب صدائے نقیب ہے

کیا ترک چشم مست سے دل کا مقابلہ
صید نحیف و دام نظر سے قریب ہے

رنگ حنا کو کھلتے ہیں ہرگز نہیں ہے دخل
سایہ یہ بھی گمان ہے کہ اپنا رقیب ہے

پشت پلنگ سایۂ گل سے بنا چمن
وحشت نہ کیوں ہو بات عجیب و غریب ہے

ہر دم جرس میں بھی نالۂ دل ہی کے ساتھ ساتھ
شور جرس سے قافلہ اپنا قریب ہے

صامن کے دم سے روشنی انجمن ہے آج
پھر شمع بزم ذکر جناب حبیب ہے

ولہ

یاد مین ساقی کے اشکون کی جھڑی لگی ہین
مخزن انوار اب کہنا اسے بیجا نہین
ساقیا صحن چمن مین بادہ خواری چاہیے
ہے یقین اللہ کا اللہ کو دیکھا نہین
تیرے پیراہن کو زیبا ہے گریبان بہار
جبتلک بیٹھی ہین بدکار روح اسکو بد کیا
سجدہ گاہ لالہ وگل چاہیے بھر سجود

موسم گرما مین بھی دیدہ مرا نمناک ہے
دل نہین انسان کا لوح طلسم پاک ہے
جوش پہ کیون کرنے ہو عین فضل ناک ہے
کسقدر انسان مین بھی مین قوت ادراک ہے
جامۂ گل یار کا اترا ہوا اک شاک ہے
خوشۂ انگور اپنی ذات سے تو ماک ہے
جانتے ہین سب اسے خاک شہیدان پاک ہے

بادہ حب علی سے مست ہے ہر دم سفیر
اسکی مے طاہر ہے ساقی اوس کا ساغر پاک ہے

اپنے دعوے پہ نہین حاجت اثبات مجھے
میری تقلید جو کرتے ہین تو ہین خوش ہوتا ہو
صبحدم ناز سے گلشن مین جو چلتی ہے نسیم
یار پہلو مین جو ہو لطف ہے میخواری کا
صبح نور وز کا دہوکا ہوا رخ پر تیرے
عشق مین ہجر رخ کی نہ یہ حالت ہوتی

لیگئی گور مین امید ملاقات مجھے
کیا پسند آئے ہین احباب خوش اوقات مجھے
اسمین آتی ہے نظر تیری کوی بات مجھے
وہ نہو گر تو خوش آتی نہین برسات مجھے
زلف کھولی تو شب قدر ہوی رات مجھے
روک رکھتا جو وہین عالم ذرات مجھے

ولہ

۱۶۷

بوریا بھر تو جگہ ملتی حریم فقر میں
نقش بند ان تعلق کو تمنا رہ گئی

وار بھی تیغ زباں کا کیا انوکھا وار ہے
زخم دل تو مٹ گیا پر یاد ایذا رہ گئی

سرخرو ہو تو گئی دیکر انھیں تیغ و ترنج
بات تیری نازنینوں میں زلیخا رہ گئی

جو صفا پر در ہے کچھ رو کھیر سکتے ہیں آپ سے
مجھ سے کوسوں دور پیچھے موج دریا رہ گئی

تارک دنیا ہوئے پر ہم کو شہرت کب ملی
گوشہ گیری میں ہوائی بال عنقا رہ گئی

بٹ گیا آتے ہی بارگاہ دنیا میں خیال
آنکھ یاں ہر ایک کی محو تماشا رہ گئی

قرب پاکوں کا کہاں اہل کدورت کو نصیب
دامن ساحل تک آ کر خاک صحرا رہ گئی

خم کد لیے نظم کے یاروں نے شیشے بھر لیے
تلچھٹ ہم کو بھی کچھ باقی جو صہبا رہ گئی

دل اکیلا راہ الفت طے کر گیا تھی شرط
حسرت اوس عاشق پہ حسرت جسکی تنہا رہ گئی

انتظار ساقی مہوش میں کب آتی ہے نیند
چشم حسرت ساغر مینا کی طرح وا رہ گئی

عزت و ذلت خدا کے ہاتھ ہے شب کی
لعل جب مہ کا تو قدر سنگ خارا رہ گئی

گرم جولاں جب شب معراج تھی حضرت پیغمبر
دیکھتی روئے مبارک شہ کا دنیا رہ گئی

جوبن ابھرا ہے جوانی جوش پر آئی ہوئی
بانگ کا فر تیری بھرتی ہے اترائی ہوئی

عیب پاکوں کا ذرہ بھی چھپ نہیں سکتا کبھی
کاسہ چینی میں بال آتے ہی رسوائی ہوئی

عشق کی میزان میں تولے گئے دونوں شعر
کب بچے یوسف زلیخا کی جو رسوائی ہوئی

ہر جگہ تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے مجھے
کہیں پنہاں کہیں پیدا نظر آتا ہے مجھے

اوج پر اپنا ستارا نظر آتا ہے مجھے
نوک مژگاں پہ کلیجا نظر آتا ہے مجھے

سرگذشت اپنی محبت میں اک آئینہ ہے
اپنی تقدیر کا لکھا نظر آتا ہے مجھے

تاروں کی چھاؤں میں ہے لطف شراب آئی
طارم تاک ثریا نظر آتا ہے مجھے

عرصۂ حشر میں وہ فتنہ خرام آیا ہے
منہ قیامت کا بھی اترا نظر آتا ہے مجھے

میں نے ناصح کا محبت میں نہ کہنا مانا
وہ یہ کہتا تھا کہ دھوکا نظر آتا ہے مجھے

ہر گھڑی اپنی برائی پہ جو کرتا ہوں نگاہ
جو برا بھی ہے وہ اچھا نظر آتا ہے مجھے

خلوت دل ہے یہ کیا کام ہے ارمانوں کا
یاں بھی کثرت کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

چین لیتا ہے کہیں دل میں خیال گیسو
ابر میں بیٹھا ہوا کالا نظر آتا ہے مجھے

اس کے پہچانے کو ایک نظر کافی ہے
دونوں عالم کا تماشا نظر آتا ہے مجھے

بیخودی کا جو سبق تم نے سکھایا دل کو
اب نہ میرا نہ تمہارا نظر آتا ہے مجھے

زخم دل سے مرے گلشن میں ہے آبادی کچھ
ہر شجر خون کا تھالا نظر آتا ہے مجھے

بزم میں آپ کی دشمن کو میں دیکھوں کیونکر
اپنے پہلو میں وہ کانٹا نظر آتا ہے مجھے

تاکید میکدے میں یہ پیر مغاں کی ہے
شب کو چراغ بادۂ روشن جلا کرے

بیٹھے ہیں ہم بھی طور پہ دل کو سنبھال کے
خلوت سرا کا پردہ جو اُٹھے اُٹھا کرے

قاصد شب فراق میں جینے سے تنگ ہوں
گر وہ نہیں تو موت ہی آئے خدا کرے

نیرنگ روزگار سے لیتا ہے سبق
اعمیٰ وہ ہے جو چشم حقیقت نہ وا کرے

سائل تھے اُس کے در پہ صدا دیکے ہم چلے
اُس کا بھی ہو بھلا جو کسی کا بھلا کرے

کیا ہو دعا کہ گنبد بے در ہے آسماں
پائے وہی جواب جو کوئی صدا کرے

ساقی سے ہو ملال تو پیر مغاں سے رنج
رندوں کو گر رحیق مقطر ملا کرے

چھوڑے بشر مجاز کو لے عشق راہ حق
اس ابتدا کی چاہیے یوں انتہا کرے

آنکھوں میں ہوں اشارے تو دل کو خبر نہ ہو
ثابت نہ تو کسی پہ لگاوٹ خدا کرے

ہوتے وہ میرے غم میں سیہ پوش وا دوا
ماتم شہید ناز کا اُن کی بلا کرے

بتلاؤ نام چاہنے والے کا اے بتو
میں بھی دعا کروں کہ وہ تم سے وفا کرے

خالی کھنڈر ہیں قیصر و جم کی نشانیاں
عبرت کا ہے یہ حکم یہاں خاک اڑا کرے

سو بھی چڑھا چڑھا کے نہ دیں آپ کا لیا
صاحب نہ بات بات پہ جھگڑا کرے

نیند آئے میں ابھی لطف کا شکار ہو
کہدو کہ سو بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرے

نازاں ہے باغباں نہ گل کے خزانے پے
غنچے کی کیا بساط ہے مٹھی تو وا کرے

١٥٠

شوخی ہے کہ رنگ حنا میں ہے رات کو / روشن ہے پنجۂ خور ترا نقش پا کرے

جو اس حریف کی سن کے کہیں سے ادھر گئے / [illegible] دو جہان میں اس کا بھلا کرے

دل تو جدا جدا کے یہ کہتی تھی اس کی آنکھ / معشوق وہ نہیں جو کسی سے وفا کرے

سنتا نہیں ہے کوئی نصیحت خضاب کی / تا صبح سے کمند و ہوش کی اپنی دوا کرے

اے تشنگی تو صحرا میں دیوانے تب / گل بھی چمن میں پیرہن اپنا قبا کرے

رو رو کے مانگتے ہیں دعا وصل یار کی / ہم اپنی جانماز نہ کیوں کر رہا کرے

پہچانو بھی تم مجھے تو ناوک میں دام ہیں / اے تند مجھکو طائر رنگ حنا کرے

میخانہ اپنا قلزم کثرت ہے آج کل / ساقی لب شراب ہمیشہ اٹھا کرے

لکھتا ہوں جب [illegible] / سچا ہوں میں کوئی مجھے جھوٹا کہا کرے

[illegible] خیال بادۂ کوثر سے مست ہے / پیتا رہوں شراب میں واعظ بکا کرے

آنسو ہے یوں مری نگہ ناتواں پہ بار / جسطرح دست پیر میں لغزش عصا کرے

سمجھے اگر فقیر قناعت کو آبرو / آب گہر یہ اس کا مصلا بچھا کرے

ہے باغباں کو باغ میں الفت [illegible] / رہ کر چمن میں سبزۂ بیگانہ کیا کرے

لیں بادشاہ بڑھ کے تری نذر اے سفیر / تو مور ہو کے بزم سلیماں میں جا کرے

آشوب دہر ہونگے فقتے حباب کے
سارے یہ کھیل ہیں نگہ نیم خواب کے

پیر مغاں سے دور ہیں ساغر شراب کے
آئے قفس میں پاس شیخ [illegible] کے

گردوں تلک ہے اشک انکا پانی چڑھا ہوا
رومال عاشقوں کے ہیں ٹکڑے سحاب کے

بحر جہاں میں ایک نفس کی نفس امید
لغزش بجا نہ جو ہے عقدے ہیں حباب کے

روشن دلوں کا قرب ہے ہر اک کو پسند
کیونکر زمیں گھومے نہ گرد آفتاب کے

خالق نے لکھ دیا ہے مری دلمیں داغ عشق
ساتوں فلک ہیں سات ورق اس کتاب کے

سو جائیں گے وہ جب تجھے سناؤنگا داستاں
قصے بیاں یہ خواب ہی میں ہونگے خواب کے

صیاد خود اسیر محبت ہے آج کل
بیٹھے ہوئے ہیں دام میں مرے اضطراب کے

ساحل پہ جلوہ گر ہے کوئی بادشاہ حسن
استادہ ہونگے بحر میں خیمے حباب کے

آئے ہیں خانہ باغ محبت میں نازنین
آیا کیا چمن میں پھول کھلے ہیں گلاب کے

تکلیف تیس دن کی ہے ماہ صیام میں
شوال میں لنڈھینگے پیالے شراب کے

واعظ یہ کچھی باتیں ہیں رند کیا جواب
کچھ گھبر کی سر میں چڑھی ہے شباب کے

رستے میں میکدے کے چھڑک دیجئے شراب
دکھلائی دیں گی دور سے جا و صواب کے

وہ چودھویں کا چاند بغل میں تھا رات کو
اب تک مزے ہیں یاد شب ماہتاب کے

چشم تحیر آئینہ نقش پا نہ ...
خالی ترے قدم سے ہیں حلقے رکاب کے

۱۵۱

کسی پردہ نشین صاحب عصمت کا کشتہ ہوں
ہے تیرا گوہر مقصود تیری جیب میں پنہاں
چھری پر جو لٹا میرا دیکھکر غش آگیا قاتل
نہیں ہے خاک صحرا ہے جنون آبلہ پا ہے
بھڑک اٹھیں گے شعلے کیوں نہ دیدہ دامن کی
نہ سمائی نہیں آنکھوں میں شوخی اسکے جلووں کی
بنائے بے ستوں سے کوہکن کی قدر کیا ہوگی
بدلتے آنکھ اپنی دیر لگتی ہے حسینوں کو
پریشانی ہے جولانگاہ اپنے نالۂ دل کی
اداسی خانۂ تصویر میں نقاش چھپائی ہے
یہ موج اپنی مثال دُر یکی بحر سے باگیے
نہیں ہے خبر دل کی خبر دامن عشق جانا
تکلف کی ادا میانی نہیں ہے بادۂ خوار روزانہ کو
کہیں جا سکے نہیں ہے بیابان کشت صحرا
بہار عافیت رنگ دعا کو میں سمجھا ہوں

چھپا رکھ مجھکو آنکھوں میں یہ جلووں کا تقاضا ہے
پریشاں اسقدر ساحل پہ کیوں آ موج دریا ہے
نہ کھلتا تھا میں آنکھیں نیند کھلنا خون ٹپکا ہے
خیال شوخی برہم زن تعمیر اچھا ہے
یہ جو داغ دل جو دو گلچین افروز تماشا ہے
ہماری چشم حسرت حیرت آغوش تماشا ہے
کہاں تو گنج شاداور کہاں در پر خسرو کو غرا ہے
اندھیرے میں اُجالا ہے اُجالے میں اندھیرا ہے
جسکو کاروان بیخودی کے ساتھ چلنا ہے
یہ پرواز شکست رنگ کا اپنے ہی نقشا ہے
کیسکی بزم میں دل محو خواب شہا ہے بیجا ہے
نہ کیوں موجیں ہوں آفت زا پریشانی کا دریا ہے
میں ہوں آزاد روز بد تکلف مجھکو زیبا ہے
نظر بند انکو آنکھوں نے ستمگر تیری رکھا ہے
گل نیرنگ اپنے باغ کا طاؤس رعنا ہے

[illegible]

ہوئی ہے اب تو گمنامی ہی اپنی باعث شہرت
نشاں اڑتے ہوئے عنقا کا کھیلا تیر بے پر سے

میرے بھی لخت دل تجھ سے جا بجا بکھرے پہنچ
صبا پھولوں کی ڈالی لیکے نکلی کوئی در پر سے

چھپو دی دلیں پر چھپی کس کے دل انگور ناپے تے
ڈوپٹہ بھی سنبھالا اب نہیں جاتا ستمگر سے

سمجھکر عاشق مژگاں و ابرو چارہ گر ڈھبی
ہے میں زخم سوزن سے ادھیڑے کوئی زخم خنجر سے

شفیعر ان کے لئے تجویذ اللہ فوق ایدیہم
مرے مولا کو سب رتبے ملے اللہ کے گھر سے

ہوئے روشن دماغ و دل شراب روح پرور سے
ملا ہے جام جم سے آئینہ مجھکو سکندر سے

نہیں تھمنے میں کیا بھیجیں اس کا ہی تو رونا ہے
نہیں ملنے میں آنسو بھی گہر اپنے مقدر سے

بھلا ہم بھی تو دیکھیں ہم بکے زاہد تشنہ کو اس کے
سنو یہ یار چلو بھر تو منگوا حوض کوثر سے

خط گلزار کی مشق اپنی ہمکو بھی دکھاتا تھی
بت طناز کو نامہ لکھا طاؤس کے پر سے

مزاج ان آئینہ رویوں کا ان دنوں نہیں ملتا
ابھی فرمان ہم لکھوا لاتے ہیں سکندر سے

مرے گھر آئیکو طفلی میں گردش دی تھی دایہ نے
کہ اب تک گردش دوراں نہیں جاتی مقدر سے

پیکش چلتے ہیں محتسب کا خوں بہائیں
جو اترے یہ صراحی دار گردن طاق خنجر سے

نہیں مستی میں اے ساقی اڑا کر توڑا کرتا ہوں
کبھی ساغر کو مینا سے کبھی مینا کو ساغر سے

غبار حسرت و ارماں میں یوں اب لٹے دل ہے
علم جیسے طرح سے میداں میں نکلے گرد لشکر سے

[illegible]

جمع دولت موذیوں کے واسطے بھی فخر ہے
ہوں وہ میکش بلگئی ہے خون میں میری لب
اہل دولت اسقدر مغرور ہیں بلجائے گر
رکھتی ہے زندہ بشر کو دہر میں کل کی امید
دہیان ہر صانع کے دل میں چاہیئے مصنوع کا
لن ترانی کی صدا پر لوٹ ہے اپنا بھی دل
اللہ اللہ اس ستمگر سے نہ تھی ہرگز امید
نشہ میں مجھکو اگر راہ حقیقت ملگئی
چارہ گر کو سوزش دل کی خبر ہوتی اگر
میری بزم عیش میں رو کر خلل ڈالی ندہ
الفت گیسو میں دیکھا اپنے طالع کا جو حال
شیخ اگر مرتا کسی کی نرگس مخمور پر
فتنۂ محشر جو بالائے قیامت خیز ہے
دلخراشی ناخن غم کی مرے دیکھے جو وہ
عارض پر نور پر میکش فدا ہیں ساقیا

شہد ہی سے منزلت ہے خانۂ زنبور کی
آ ملگئی اتو پینے سے بھی بو انگور کی
سائباں بنوائیں لیکر چوب نخل طور کی
اگر پڑتی دیوار جسم مرتعش مزدور کی
کاسۂ چینی ہے رونق مجلس فغفور کی
سیر کرنی چاہیئے خلوت اسے منظور کی
وصل کی شب بات جو ہی تھی منظور کی
مے پیونگا بیٹھکر چوٹی پہ کوہ طور کی
زخم میں بتی نہ رکھتے مرہم کافور کی
گوشمالی چاہیئے مضراب سے طنبور کی
زائچے میں بھی سیاہی تھی شب دیجور کی
ہاتھ میں تسبیح ہوتی دانۂ انگور کی
وہ ادھر اٹھا ادھر آواز آئی صور کی
زخم میں چھپ جائے بتی مرہم کافور کی
مے پلاتا چھان کر انکو خم بلور کی

ولہ

نئے شباب کے ہمراہ شوق دل کے سفیر
ثنا میں شعر و اعذار باقی ہے

کھپا غم کا سر رہگذار باقی ہے
ابھی تو مرحلۂ انتظار باقی ہے

جہاں میں جبتلک اک بادہ خوار باقی ہے
امید رحمت پروردگار باقی ہے

طمع کو اپنی سمجھا ہے کاسۂ اژدل
اسی سے تیرے گدا کا وقار باقی ہے

نشانہ تیر نظر کا ہدف رقیب کو تو
ابھی تو دل مرے سینے میں یار باقی ہے

مٹے جو شاہ تو اُن کی نشانیاں بھی مٹیں
کہیں کہیں کوئی نقش و نگار باقی ہے

ہزار بار جو وعدہ کرو نہ آؤں میں
تمہاری بات کا کب اعتبار باقی ہے

کرو نگاہ زخم جگر کی ہیں آپ جراحی
کہ اُس کے سینے کو اشکو لگاتار باقی ہے

خم الست سے اک جام پی کے نکلے تھے
کہ سر میں آجتک اوسکا خمار باقی ہے

صبا اُسکی طرف لیچلی غبار مرا
ہوئے پہ بھی ہوس کوے یار باقی ہے

کریگی دل کی کدورت بہشت کو دوزخ
جو سینہ تنگ میں یہ غبار باقی ہے

نفس کے جبر سے مجبور ہو نہ اے غافل
کہ تا بہ مرگ تجھے اختیار باقی ہے

سرہانے آکے ہے ٹھیری ہوئی اجل کب سے
کسی کا شاید اسے انتظار باقی ہے

سفیر آگ لگا دی تھی کسکے جلوے نے
کہ سنگ طور میں اتک شرار باقی ہے

١٥٥

کھلے ہیں گلشن جاں میں چمن محبت کے
غبار دل مرا ابر بہار ہوتا ہے

فنا کے بعد بگولونکے ساتھ ہے تو وہ
تلف کہیں مرا مشت غبار ہوتا ہے

کمر لچک گئی تو بار شاخ گل کی طرح
نزاکت ایسی ہے چلنا بھی بار ہوتا ہے

میں آہ کرتا ہوں جس دم وہ مشق کرتے ہیں
یہ کس کا تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے

وہ ماہ رو جو لگاتا ہے ٹھوکریں آکر
چمک کے آئینہ سنگ مزار ہوتا ہے

بنا ہے عاشق تیز نگاہ صید افگن
پھڑک کے طائر جاں اب شکار ہوتا ہے

سحر کو لیتے ہیں ہم چشم مست کا بوسہ
شراب صبح سے رفع خمار ہوتا ہے

سفیر شوق ہے گر صیدگاہ عشق میں چل
یہیں تو مرغ جنوں کا شکار ہوتا ہے

بے مے ناب کے ساقی مجھے کیا کل آئے
موسلا دھار برستے ہوئے بادل آئے

آتش عشق دبی ہے مرے سینے میں تو کیا
کچھ در زرتشت سے لیتا ہوا مشعل آئے

بے مے ناب کے محفل کا مزہ کیا ساقی
ایک خالی ہو اگر دوسری بوتل آئے

اے پری ہو تجھے منظور جو آرائش تن
شال کشمیر سے کاشان سے مخمل آئے

دیکھے بالوں میں پروتے ہوئے موتی کس کو
اشک بھی آنکھ میں ہم رنگ مسلسل آئے

آپکی بزم میں غیروں تجھے میں دینے کا غضب
تیغ چل جائیگی ابرو پہ اگر بل آئے

دیدۂ یار باعث تفریح قلب تھا
پھر کیوں ملی ہے چشم تماشا طلب مجھے

کسطرح لوگ اپنا بناتے ہیں آپ کو
بتلایئے تو راہ پہ لانے کا ڈھب مجھے

اک ماہ کا ہے مصحف رخ جائے آئینہ
ماہ صفر سے کم نہیں ماہ رجب مجھے

میخانے بھی عزیز ہیں خم بھی ہیں سب عزیز
چھوٹوں کا پاس ہے تو بڑوں کا ادب مجھے

اللہ رے حرارت عشق بریر جاں
دق کر رہی ہے شیر کیصورت تپ مجھے

محروم کب غلام کو رکھیں گے اے منیر
کوثر کا جام دینگے امیر عرب مجھے

اشراف سرنگوں نہیں رہتے ذلیل سے
کعبہ کبھی دبا نہیں اصحاب فیل سے

ظلم بتاں سے دہر میں مٹی خراب ہے
کعبہ ملے تو زہن پہ لیلوں خلیل سے

آتا ہے گر تو آئے اجل تجھ کو خوف کیا
ہر بار غمزے کرتی ہے تیرے علیل سے

ہے حشر رنگ شوخی رفتار دیکھکر
فتنہ دو بارہا تری چشم کحیل سے

دامن ہمارا بوئے گنہ سے نہیں ہے پاک
جنت میں چل کے دھوئیں اسے سلسبیل سے

توڑا گدا کا کاسۂ دل اس نے بار بار
لیتا نہیں کوئی زر دادان بخیل سے

قاتل ہمارے جذب محبت کا تو نہیں
اثقال کھینچے جاتے ہیں جر ثقیل سے

سست غرور یار ہے ابرو کمان جو ہے
ٹانکے گا اسکا تیر بھی پر جبرئیل سے

ہما بھی وحشت زدہ کنج قفس میں ہے کوئی
جو بدن میں رگ ہے وہ دام کف صیاد ہے

ایک میں بھی بانکپن قد کا ترے دیکھا نہیں
نوجوانان چمن میں سرو ہے شمشاد ہے

زاہدا غفلت شعاری شیوۂ رنداں نہیں
بندگی تجھ کو اگر دل میں خدا کی یاد ہے

مرگیا جب وہ یہ سمجھے کہ بچا چھٹ گیا
ڈھونڈتا پھرتا ہے جو اُس کو مرا ہمزاد ہے

طائر رنگ پریدہ کیسے رو کے سے رکا
جب چھٹے قید تعلق آدمی آزاد ہے

ہو ترا دست تہی کا کیا گھٹا دی اپنے تن
جام خالی کی طرح ہے دل اب فریاد ہے

لوٹتا ہے خاک پر میرے ذرا کیسے بیٹے
تیرے قد کی یاد میں جس سایۂ شمشاد ہے

کٹ گیا غیرت سے میں کی جس نے تقریر کے
جو کچھ بھی ہے میں سمجھا خنجر جلاد ہے

کون سنتا ہے مری گلشن میں کس سے کہوں
بات جو نکلی زباں سے نکہت برباد ہے

دشمنوں کے بس میں ہے کبتک سہے ایذا منیر
یا علی فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے

سبطین نامدار رسول کریم کے
سوتی ہیں گوشوارہ عرش عظیم کے

گلشن میں بھی گئے تو نزاکت کو دیکھنا
وہ پھر رہے ہیں ساتھ چمن میں نسیم کے

اک مہ لقا کے ساتھ ہیں سرام ہے
جائیں گے کوہ طور پہ پیرو کلیم کے

پیش خدا انما زمیں ہیں کیا طلب کروں
حاجت نہیں سوال کی در پر کریم کے

ہیں اگر دل کی طپش سے باربدآہنگ ہوا
اے جنون عشق سکھلا نغمہ سنجی تو مجھے

آتشیں رخسار پر اک دانۂ اسپند بھی
یاد ہے ایک وہ اعجاز رخ نیکو مجھے

سادگی دل کی بھی ہے آئینۂ عشرت نما
پھر زباں سے اپنی وہ اک بار کہلادے تو مجھے

ہے طلوع صبح پیری رحمت حق اے سفیر
مشرقستان سعادت ہوگئے گیسو مجھے

ولہ

ہے دلچسپی مجھے بوسہ کیں خال روئے روشن سے
برنگ مور دانے چن رہا ہوں کے خرمن سے

وہ رنگ گل جو صحرا میں ہے بلبل میں قطرہ خوں ہیں
ہزاروں قافلے اڑتے ہوئے آتے ہیں گلشن سے

وہ آوارہ ہے انساں جسکو شوق ہرزہ گردی ہے
کوئی بہتر جگہ ہے گوشۂ عزلت میں مسکن سے

حریصوں کو ملا حصہ نہ خوان نیکنامی میں
گہر کب پنجۂ نرشل کو ملے دریا کے مخزن سے

بدی بھی کی تو نیکی بن گئی وہ حق میں اچھوں کے
نمایاں عصمت یوسف ہوئی ہے چاک دامن سے

خدا انکو نہ بتلائے کبھی ظلمت تشنو میں
مناسب کلبۂ تاریک کو کیا قصر روشن سے

ہما ہو کر بھی کچھ بزم سعادت سے نہ پھل پایا
وہ بلبل ہوں نکالا باغباں نے مجھکو گلشن سے

بجھا دیتا ہے وہ بڑھکر جلا دیتی ہے یہ گر کر
ہمیشہ لاگ سیل و برق کو ہے اپنے خرمن سے

بلا ہے دخت رز زاہد نہ جا مینا سے ہوکر
ترے اچھوں کو بھی اکدن پڑیگی دل لگی تجھ سے

چلا مسجد سے جب وہ کوچۂ دلدار کی جانب
میں رہا عید کے دن بھی گلے مل کے دشمن سے

پھندے میں پھنسا ہے مرغ زیرک
دل تمکو دیا بڑی خطا کی

ابرو کا رقیب بھی تھا عاشق
تلوار سفیر سے چلا لی

اُس نے دیوانہ بنا رکھا ہے
حشر برہم نے اٹھا رکھا ہے

تیرے جلوے کو میری آنکھوں نے
سات پردوں میں چھپا رکھا ہے

اس قدر داغ محبت ہے عزیز
اپنا سرتاج بنا رکھا ہے

دل اسیر انگشت حنائی پہ فدا
اتنی سی بوندیں کیا رکھا ہے

جان دے دیکے بشر جاتے ہیں
موت میں کچھ تو مزا رکھا ہے

تبکدہ چھوڑ دوں سچ سچ اے شیخ
تو نے کعبہ میں کیا رکھا ہے

حسرت وصل ہے او پردہ نشیں
دل میں ارماں کو چھپا رکھا ہے

اے پری حلقۂ گیسو نے ترے
مجھکو دیوانہ بنا رکھا ہے

والی ملک کی ہو عمر دراز
شہر کو شہر بنا رکھا ہے

کل ہی قاتل نے منادی کر دی
قتل کا حکم سنا رکھا ہے

تیرا جانباز کہیں ڈرتا ہے
سر تہ تیغ جفا رکھا ہے

بہہ گیا آنکھوں سے خوں ہو کے سفیر
اک رمق دل ہے بچا رکھا ہے

ابن السبیل کی تو ضیافت ثواب ہے
زاہد بھی ہو گیا ہے تو اگر کباب ہے
دنیا جو میکدہ ہے تو اس کی شراب ہے

منعموں کی شان و شوکت خاک میں سب ملگئی
اونچے اونچے قصر بھی یکسر برابر ہو گئے

ہاتھ خالی تو اڑی بیکسی تو اسطرف
سنگریزے قبر پر پھولوں کی چادر ہو گئے

لیکے جو آئے گیا یاں سے وہ پلٹا ہی نہیں
پست ہمت اپنی ٹکڑی کے کمتر ہو گئے

کشتۂ ناز و ادا اس ٹھاٹھ سے آئے وہاں
دنگ اونکو دیکھکر سب اہل محشر ہو گئے

دست نازک سے جو اپنے یار نے افشاں چنی
تل ہتھیلی کے چمک کر ماہ و اختر ہو گئے

لیگیا ایمان مسلمانوں کا وہ ہندو زلف
کالے کالے گو اسقدر پوجا کر کافر ہو گئے

سایۂ بال ہما کی بھی سعادت رہ گئی
بوریئے پر بیٹھکر جب ہم تونگر ہو گئے

پاے جاناں کی لطافت سے ہیں حیراں آئینے
تھے جو پتھر فرش رہ وہ سنگ مرمر ہو گئے

نافۂ آہوئے چیں چھپے جا جا کے مارے شرم سے
جب نہا کر وہ چلے رستے معطر ہو گئے

وصل میں بھی دسترس ہونے نہ پائی او سیف
تکیے پہلو کے مجھے سد سکندر ہو گئے

کعبۂ دل کو شوق کعبے کے صحرا سے ہے
وسعت مشرب سے یاں میدان تھر ہو گئے

ہو مبارک فضل خالق سے ترقی سیف یہ
آچکا فرمان شاہی آپ میجر ہو گئے

تاب رستم کو نہیں تیغ ادا کے وار کی
او ستم ایجاد کو حاجت نہیں تلوار کی

اسمیں ہے تصویر پوری ابروئے خمدار کی
نقد جاں و دل رونمائی میں نہ کیوں تلوار کی

ہو نہ غفلت سخت جاں ہیں ہر ادا کھینچی ہے
ہات رکھکر بادہ پہلے دیکھ لو تلوار کی

جنس اچھی ہو تو شاہی خریداری کا لطف
حسن یوسف سے ہے رونق مصر کے بازار کی

پھونکدیگی کیا تو دنیا بھر کو برق حسن یار
آزمائش ہو چکی بس طالب دیدار کی

دو قدم چلنے نہ پایا تھا قیامت آگئی
بات کھلی اوس نے اپنی شوخی رفتار کی

لب تک آنے بھی نہ پایا تھا اچھلکر گر پڑا
خاک تھی جام سفالی میں کسی میخوار کی

وصل کی شب دل کا ارماں ہو گئی دل ہی میں قتل
تیری کج خلقی میں ظالم باڑھ تھی تلوار کی

طور پر غش کھا کے جس دم حضرت موسیٰ گرے
آئی آواز اور خواہش کیجئے دیدار کی

تو خزاں میں بھی ادھر جائے تو آجائے بہار
پھیر تیری پھونکیگی ٹوپی جاں ہر گلزار کی

ہوگئی بیہوش مشاطہ جو کرتے ہی سنگھار
ناز بولا اٹھا لیجئے بس تھی سرکار کی

ایسے ویسے یار حسن و عشق کے جھگڑے نہیں
مجھکو بھی ضد آگئی ناصح نے جب تکرار کی

اب شہادت ہم کو ملجائیگی کیا لیتے ہی دم
کسکو پروا ہے تمہارے سایۂ دیوار کی

ای پر پردہ گر پسینے سے نہ تر ہوتا نقاب
پھونکدیتی اوسکو گرمی آتش رخسار کی

اے تپ غم ساتوں دوزخ سے کہیں [illegible] خلق
ایک چنگاری ہی میری آہ آتشبار کی

خط میں لکھ بھیجونگا اکدن اپنی بیتابی کا حال
اضطراب دل اجازت دے اگر اظہار کی

آگئے [illegible] دل کی ہستی چرخ نیلی کی ہے کیا
کب صفائے آئینہ کو تاب ہے زنگار کی

[illegible]

[illegible] ۱۶۳

حوں [illegible] | [illegible] سے
تیرہ بختی [illegible] اون ان بھی کہا | حرف [illegible] تقدیر سے
وقت شیون یک بیک ہو جاتا ہے [illegible] | نالہ [illegible] تحریر سے
اوس کو بھی [illegible] زیر تیغ | [illegible] شمشیر سے
مر [illegible] اوس کا توڑ | کب ترا تیر نظر کم ہے قضا کے تیر سے
دیکھیے [illegible] رحمت سلوک | سر گریباں میں ہے میر کثرت تقصیر سے
گل کھلے ہیں جا بجا [illegible] میں آئی ہے بہار | خون اوبلا ہے جو چشم حلقۂ زنجیر سے
دل تلک آتی ہے سر شاخ تمنا ہو گیا | سونگھ لو پھولوں کی خوشبو آ رہی ہے تیر سے
عارض گلگوں پہ اپنے چھوڑ دو جلدی نقاب | پھول کملائیں نہ آہ گرم کی تاثیر سے
مجھکو روتا چھوڑکر اٹھتے نہیں گھر سے قدم | بند ہو گئے سرکار موج اشک کی زنجیر سے

مار ڈالا اسرو مہری نے حسینوں کی [illegible]
خطۂ ملک دکن بھی کم نہیں کشمیر سے

کھنچتی ہے ترچھی نظر اوسکی یہ مجھ دلگیر سے | اس [illegible] سے
میں تو میں دیکھے جو میرا عکس بھی جام [illegible] | ہو شکست [illegible] صد التصویر سے
دست رنگین [illegible] زلف کی کھولی [illegible] | بند ہو گئے [illegible] ہاتھ پھر زنجیر سے

ولہ

[illegible]

[illegible]

وصل کی راہ پہ صد شکر پھر آتے چلے
وہ تو وہ انکی بلا بھی نہ کبھی ہو ناد م

پھر موافق ہوئی تدبیر سے تقدیر اپنی
حشر تک وہ نہ ہٹینگے کہ ہو تقصیر اپنی

حشر پھر ہونے لگا کوچہ دلبر میں سپہر
پھر دکھا نیلگی نالے مرے تاثیر اپنی

ہمیشہ دخل ارباب کرم افزوں ہے سائل سے
گہر غوطہ زن بچاتے ہیں دامن بھر کے ساحل سے

لگی ہے آگ سو جو عین جو میرے اندر دل سے
کباب سیخ بچاتی ہے ماہی اڑ کے ساحل سے

تمنا وصل کی دم بھر جدا ہوتی نہیں دل سے
ہے اس پردہ نشین لیلیٰ کو کتنا انس محمل سے

ہیں وابستہ تمنائیں ہمیشہ یوں مرے دل سے
لپٹ جاتی ہیں موجیں جسطرح آغوش ساحل سے

تعلق دلربائی سے مرے دل کو بھی ہے لیکن
محبت جسطرح رہرو کو ہو جاتی ہے منزل سے

بچائیگا کبھی وہ نو بہار گلشن خوبی
چمن میں درد سر ہوتا ہے گلبانگ عنادل سے

ہیں سب محو تماشا اور بھی دیوانگی اپنی
قیامت میں قیامت ہے مری شور سلاسل سے

ہے ہر اک موج دریا تار بارانِ چشم تر میں
فنا فی الذات ہونا سیکھ کچھ درویش کامل سے

ابھی بستر جلا ہے دیکھیے کیا کیا جلیگا پھر
نہ لیگی آگ گھر بھر میں کسی دل سوزش دل سے

ادا کی سادگی آئینہ نے حیرت زدہ ہو کر
کجی خنجر نے سیکھی جسگھڑی ابروئے قاتل سے

کدورت قلب سے اہل کدورت کی نہیں جاتی
جدا ہوتے نہیں دیکھا کبھی جادو کو منزل سے

[illegible]

[illegible]

کبھی یا آج بیٹھے نہر کی کھائی مانگ کے بس
وہ جب مستی میں سوئی جاگ اٹھی تقدیر سائل کی

مسافر ہوں عدم کا میں علم کر جا نکلا ہوں
ابھی رستے میں آفت جھیلنی ہے پہلی منزل کی

پڑا ہے کاروان آرزو پیاس کا شب بھر
عجب حالت ہوئی ہے ہجران کعبہ دل کی

تڑپ کر لے لیا قاتل کا بوسہ اور ہی ہمت
تہ شمشیر بھی چمکی ہے کیا تقدیر بسمل کی

خدا کا شکر ہے پیدا ہوئے فرقان جو یہ ہم
یہ باتیں کر رہے ہیں فرقے دین باطل کی

خوشی ہوتی ہے [illegible] خیال گرد [illegible]
مسافر کو کشش کھینچے لیے جاتی ہے منزل کی

لب دریا [illegible] دیوانہ دل [illegible]
جنوں انگیز پایا ہوں ہوا میں آج ساحل کی

خدا کے [illegible] سلطاں بھی [illegible]
شباہت تاج شاہی سے ہے کیوں کشکول سائل کی

[illegible]
اڑیں گر قینچیوں کا کام منقار عنادل کی

[illegible]
کیا کرتا ہے پیمائش زمیں کوئے قاتل کی

[illegible]
ابر برق طور [illegible] ہے بیتابی مرے دل کی

[illegible]
تو جھک جھک کر قدم لیتی ہیں کڑیاں بھی سلاسل کی

گلا کٹنے نہ دیکھو [illegible] فائدہ کیا ہے
سحر ایسا [illegible] شمشیر قاتل کی

رکھتے ہیں مہر و ماہ بھی جوہر کمال کے
دونوں یہ آئینے ہیں جلال و جمال کے

۱۶۵

[illegible]

ولہ

نظر آنے لگا کیا نجد کا میدان خالی
ہو گیا قیس سے شاید کہ بیابان خالی

کون ہوتا ہے ہدف اسکا مرے دلکے سوا
تیر ترکش سے کریگی صف مژگان خالی

اثر دست جنوں سے بھی بچا ہے کوئی
نہ گریباں مرا خالی ہے نہ داماں خالی

ابتلک وصل کی نوبت نہیں آئی ہے ہے
کیا گذر جائیگی یہ فصل زمستان خالی

یار محبوب نہ ہو حرص زر و سیم تو ہے
عشق سے رہ نہیں سکتا دل انسان خالی

کب ٹھہر سکتا ہے مقتل میں کوئی میرے سوا
جب وہ آئیگا تو ہو جائیگا میدان خالی

پھر بہار آئی مری نغمہ سرائی کیلئے
کر گئے باغ پھر مرغ خوش الحان خالی

کوچہ یار میں عشاق اڑے رہتے ہیں
کہیں تیروں سے بھی رہتے ہیں نیستان خالی

تیرے دیوانے کو صحت ہوئی ہوش آنیلگا
سنگ سے رہنے لگے دامن طفلان خالی

بوسہ لب میں شفا رکھی ہے دیتا ہی نہیں
نسخہ لکھ دیتا ہے وہ عیسیٰ دوران خالی

زور پکڑا مری وحشت نے تو ہو جائیگا
کوہ فرہاد سے مجنوں سے بیابان خالی

نالۂ زار سے لیں تار کی رشتہ سبق
تخت یوں کرتے ہیں اک آنہیں سلطان خالی

چھا دو زانکھ کبھی برسا کبھی ساون بنکر
نہ گئے ابر مژہ کے کبھی طوفان خالی

دل میں بیٹھا کوئی اگر تو جگر میں کوئی
نہ گئے سینے سے ظالم ترے پیکان خالی

ہر جا بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ	گلشن میں کیوں نہ سنبل تر کا دھواں رہے
ای چرخ تجھکو پاس عدالت نہیں ہے	پامال خاک افسر نوشیراں رہے

سب عمر کٹ گئی ہے تمہیں انتظار میں
ہم شائق ظہور امام زماں رہے

نالوں سے اپنے پست سدا آسماں رہے	کب پشت فیل مست پہ ہندوستاں رہے
ای شہسوار ساتھ تیرے جہاں رہے	ہر دم غبار راہ فرس میں نہاں رہے
کیوں کر نہ ظلم عدل کے آگے نہاں رہے	شیطاں کا کیا وجود جو مہدی عیاں رہے
دیکھے جو تیری چاہ زنخداں کو ای پری	یوسف بھی اس کنویں میں مع کارواں رہے
ہے نفس شوم دشمن ایمان و عقل و ہوش	رہزن کیطرح کیوں نہ پس کارواں رہے
تعظیم میں بھی قتل تواضع میں بھی ہے ظلم	ہر حال میں وہ تیغ رہے یا سناں رہے
مدت کے بعد آنکھ اجل سے ہوی جو چار	لپٹا کے موت کہنے لگے تم کہاں رہے
ورس ترک نے نشانہ کیے عاشقوں کے دل	بیکار ایک دن بھی نہ تیر و کماں رہے
پہلو میں اپنے طائر بسمل رہا ہے دل	لوٹا کیے زمین پہ ہر دم جہاں رہے
مستی میں اوس نے دیکھا ہے گلزار کیطرف	کیونکر نہ مست ہر شجر بوستاں رہے
ہونے دیا نہ دست نگر تو نے غیر کا	ای صبر تیرے ساتھ رہے ہم جہاں رہے

وله

۱۶۷

رکھا سیاہ پوش غم ہجر یار نے
کعبے میں بھی سفیر کی قسمت وہی رہی

لوٹنا خاک پہ حیلہ تھا یہ بسمل کیلیے
ہاتھ پھیلا ہی رہا دامن قاتل کیلیے

زلف منہ دیکھتے ہی رہگئی اونکا افسوس
بوسے اُس شوخ کی ہیکل نے گلے مل کیلیے

توسن عمر رواں سے سر مرقد اُترے
کیسے بیتاب تھے ہم آخری منزل کیلیے

نگہ ناز سے قاتل تری میں لوٹ گیا
یہ جگر کیلیے برچھی تھی چھری دل کیلیے

ہمسری آپکے رخ سے تو نکرنا تھا اُسے
حشر تک رہگیا دھبہ مہ کامل کیلیے

کیوں گل زخم دکھائیں نہ بہار فردوس
چمن آرا تری تلوار ہے بسمل کیلیے

کیوں لحد پہ زیارت کو پری زادائیں
جان دیدی ہے کسی حور شمائل کیلیے

اٹھائی نہ کبھی پھر جہاں میں کوئی
عبرت آموز سر ایک موج ہے کنارے کیلیے

رکھی بات کسیکی یہ اٹھائے نہ اٹھی
سر مرا اٹوٹ گیا دامن قاتل کیلیے

شکوہ کرنے میں حسینوں سے مزہ آتا ہے
ہے گلے کیلیے دل اور گلہ دل کیلیے

باتیں کرتا ہے اُدھر آج ہوا سے ناقہ
قیس بیتاب ہے یاں صاحب محمل کیلیے

چمن آجائے جو ہوا سکا ٹھیا موقوف
ہاتھ لگجائے دوا کوئی مرے دل کیلیے

چھیڑ سے ہاتھ جو فتنہ کوئی اٹھ بنیا
یہ اٹھا رکھتا ہے ... تری محفل کیلیے

ولہ

گو نال بھی ایک روز کھائینگے ہم شمشیر
سیجر تو ہو گئے کرم ذوالجلال سے

شام غربت میں جو میں نے خوف جانان یاد کی
آسماں پر ایک قیچی اڑ گئی فریاد کی

خاک تک صحرا میں نہ چھوڑی دیوانے کی برباد کی
تھی نگو پونہیں کشش مجذوب آزاد کی

نوجوانی جا چکی سارے قوا ہیں مضمحل
دشمنی سے دوستی بدتر ہے بیاد اعتماد کی

عشق مرد افگن ہے میرا او رچل سکتا نہیں
پائیں ہیں اس شیر نے کیا ہڈیاں فولاد کی

اوس پر پوش سے جو بدلا ہے چہلا انکو
وہم ہے ملک سلیماں ہیں وسار کسباد کی

عقدہائے دام تو منقار سے سب کہل چکے
اب گرہ کہلنی ہے بس اک خاطر صیاد کی

ابرو نے خنجر دار جانا نکا او سی کی ہے خوف
بحر موجوں سے پہنتا ہے زرہ فولاد کی

قد موزونکے مقابل قطع کر ڈالینگے ہم
اسطرح تقطیع ہوگی مصرع شمشاد کی

پابوس آرزو سے دل نہو کیونکر تنگ
دوستی مخدوش دیکھی سیل کی بنیاد کی

بے ستوں کا بدخشاں آج ہے شیریں تو پوچھے
دیکھ تو نیرنگیاں خون سر فرہاد کی

کون سنتا ہے چرخ مقرنس ماجرا
آئی اپنی ہی صدا گنبد میں جب فریاد کی

نظم کو بھی اہل ریاضت کا ملا ہے ایک شمشیر
شہرت شاگرد سے ہے منزلت اوستاد کی

ولہ

[illegible]

دیوان تسلیم

[illegible] کیا ملک
جب سبزہ زار چرخ نیبری صیدگاہ ہے

[illegible] تخت [illegible] نہیں
لالہ چمن میں چتر سر پادشاہ ہے

[illegible] نصیب [illegible] کبھی
ناصح کبھی مانتا ہے وہ جو بادہ نگاہ ہے

[illegible] شاہ [illegible] حکم
ظاہر میں وہ فقیر ہے باطن میں شاہ ہے

[illegible] دلبر [illegible]
نیچی نگاہ ہے کبھی ترچھی نگاہ ہے

شاہ [illegible] نہیں
[illegible] کے سر تاج کیانی کلاہ ہے

منکر جو ہے جمال محمد کا اے تسلیم
دنیا میں بھی وہ دین میں بھی روسیاہ ہے

[illegible] سعادت پیشوا ہوتی
بلا جو سر پہ آتی عشق میں بال ہما ہوتی

سحر [illegible] عالم [illegible] وفا ہوتی
نسیم لطف سے ہر ایک کلی ہر دل کی وا ہوتی

[illegible] کوئی [illegible] نہ تھی
کبھی یاد صنم ہوتی کبھی یاد خدا ہوتی

[illegible] بیتابیوں نے [illegible] کیا
میں ساحل تک پہنچتا موج دریا رہنما ہوتی

وہ دنیا [illegible] اگر دست حنائی
رم آہوئے مشکیں شوخی رنگ حنا ہوتی

[illegible] ہم [illegible] بوسہ ابرو
طواف کعبہ میں اکثر نماز اپنی قضا ہوتی

نہ آیا حشر میں بھی ہٹ تو دیکھو ؛ میں جس کو ڈھونڈھتا ہوں وہ کہاں ہے
سحر ہوتے ہی شبنم نے کیا کوچ ؛ بہ بستر پیری مرا دم کا مہماں ہے
حقیقت منظر عارف میں ہو گی ؛ فلک کا عکس دریا میں عیاں ہے
عدو کو رکھو اسیر دام احساں ؛ یہی زنجیر پائے دشمناں ہے
کہاں پاؤں کدھر ڈھونڈوں الٰہی ؛ تو دل میں ہے کہ نظروں سے نہاں ہے
گلے کا ہار بنجاؤ نگاہیں بھی ؛ اجل اب آ کے تو جاتی کہاں ہے
ہے ہمرہ حسرتوں کے نالۂ دل ؛ جرس پیچھے ہے آگے کارواں ہے

ستصفی اب عقد میں نظم کے سب
میرا استاد استاد جہاں ہے

۱۷۱

ہم پر بھی ایک دن ہو عنایت جناب کی ؛ دن آفتاب کا ہے تو شب ماہتاب کی
کیا اب بھی وہ نہ آئینگے قاصد غضب ہے ؛ بیٹھی ہوئی ہے ڈاک مرے اضطراب کی
زاہد کے دل میں بغض ہے جام شراب سے ؛ ہے شپرہ نہ دیکھیگا شکل آفتاب کی
ساقی کی یاد میں ہیں رواں اشک چشم تر ؛ گذرے گی سوچ آب سے کشتی شراب کی
غفلت میں حیف اپنی جوانی گذر گئی ؛ تعبیر ہم نے خواب میں پائی ہے خواب کی

چھپی ہے چاندنی یہ غضب کی بہار ہے — چلیے حضور سیر کریں ماہتاب کی

زنجیر نیل چرخ کی ہے کہکشاں ستم
ستک پہ کیوں رہے نہ سپر آفتاب کی

کی محتسب نے ضبط نہ بھٹی شراب کی — رشوت میں اشرفی جو ملی آفتاب کی

سرد آہ ہے دل سے اور حرارت شراب کی — تاثیر ہے یہ گریۂ چشم کباب کی

[illegible] گی ہوئی نہ پرسش عاقبت — [illegible] نشا طلنے مری مٹی خراب کی

کب تک حضور داورِ محشر کہڑے ہیں — گم ہوگئی ہے فرد ہمارے حساب کی

اے سیل تو ملیگا تمہیں ساحل نجات — ساقی کے ساتھ ساتھ ہے کشتی شراب کی

منطق نہیں پڑہی ہے نکیریں سے کہو — عادت نہیں ہے مجھکو سوال و جواب کی

ملبوس یار سونگہ کے دل کیوں نہ لوٹ جائے — کیا اس میں تیز ہوتی ہے خوشبو گلاب کی

نفرت ہے فقر میں بھی یہ چرخ لئیم سے — ہاتھو لگا ہو لگر بھی نہ کملی سحاب کی

یہ چرخ افلاطون کے موافق جو تو رہا — اولٹی چلیگی بحر میں کشتی حباب کی

دلمیں ہے جو دلکی تمنا عجب نہیں — اللہ کو فی جلد بھی ہے اونکے حجاب کی

زاہد غرور شعلہ ہے شرم گند ہے آب — سوجھی ادسے عذاب کی مجھکو ثواب کی

راز دل خلوت میں مری کہنے کو تھا افسوس ظہیر
پڑ گئے ابرو میں بل تقریر آدھی رہ گئی

کوئی تو ہو کے زلیخا سا خریدار آئے
وصل کی شب بھی وہ کرتے ہوئے انکار آئے
شیر کی طرح سے غیر و نہ وہ جا بیٹھا ہے
اک سہی قد کی محبت نے سرافراز کیا
لڑکھڑانے لگوں میں اتنی پلادے ساقی
رخ رنگیں کی محبت نے گھسیٹا ہم کو
نہ شریک اس کا ہے کوئی نہ کبھی کا شریک
خواب میں عرش کی تنویر نظر آئی ہے
کوچۂ یار میں ٹوکا نہ کسی نے ہم کو

لیکے ہم یوسف دل کو سر بازار آئے
برچھی تانے ہوئے کھینچے ہوئے تلوار آئے
کیوں سگ کوچۂ صنم [illegible] مجھے پیار آئے
شکر ہے اوج پہ اب طالع بیدار آئے
دیکھ وہ جھوم کے بادل [illegible] آئے
بلبل مست کی صورت [illegible] گلزار آئے
ہم ازل سے یہی کرتے ہوئے اقرار آئے
کیا عجب ہاتھ میں زلف سیہ یار آئے
ہم کئی بار گئے اور کئی بار آئے

دل خوشی سے مرے سینے میں اچھلتا ہے ظہیر
لنگ کوٹھی میں جو ہے شور کہ سرکار آئے

تم سلامت رہو رسوائی سے ڈرنیوالے
موت سے عاشق ابرو نہیں ڈرنیوالے

نیچی نظروں ہی میں دل لیکے مکرنیوالے
تیغ کے گھاٹ پہ ہیں ہم تو اترنیوالے

چاہنے والیکا اُس کے ظرف عالی چاہئے — عشق بازی کیلئے ضبط فغاں درکار ہے
ملتے ہیں چوٹی کے مضمون آسماں سے — فکر اعلیٰ کیلئے کب نردباں درکار ہے
نوک مژگاں تیر رستم ہے تو دل اسفندیار — آزمائش کیلئے تخت کیاں درکار ہے
لاکھ قسمت میں ہو تیری ہے مگر تدبیر شرط — کشتی تقدیر کو بھی بادباں درکار ہے
منزل گور غریباں ہے وہ آسودہ مکاں — سقف کی حاجت نہ اُسکو سائباں درکار ہے
ہوں نظر پر اُسکی مائل اُسکے ابرو پر نثار — تیر ایسا چاہئے ایسی کماں درکار ہے
عاشقوں کی بھیڑ دم بھر کیلئے چھٹتی نہیں — ہے جو وہ یوسف ہجوم کارواں درکار ہے
او مے خوبی پینگے چل کے دریا پر شراب — کشتی مے کیلئے آب رواں درکار ہے
نجد کے میداں میں پہنچا دے جو اسکو قیس تک — ناقۂ لیلیٰ کو ایسا ساربان درکار ہے
یہ بساط دہر کب تک کب تلک یہ زندگی — فکر عقبیٰ کر جو فکر جاوداں درکار ہے
رات بھر کی زندگی اس بے ثباتی پر یہ حرص — شبنم فانی کو رنگ بوستاں درکار ہے
بے اعانت کے کسیکا دہر میں نکلا نہ کام — دست حیدر کو بھی تیغ دوزباں درکار ہے

خشت خم ہو جائیگی یا خشت مسجد ای سفیر
جائیگی مٹی وہیں اپنی جہاں درکار ہے

رہی چشمک ہمیشہ آسماں سے — یہ ہم ہیں بالمیں آیا کہاں سے

وله

تعاقب کرکے میں اتھک ہی تو ہیں آگے آگے تھا عمر رواں سے
جھکا جاتا ہے پیری میں قد راست الف ہیں دائرہ آیا کہاں سے
وہ تیرا اندانہ آیا ہے چمن میں گرے پڑتے ہیں طائر آشیاں سے
مقلد لکھنو والوں کے ہیں ہم زباں آئی ہمیں اہل زباں سے
مزہ دیتی ہے کیا کیا وصل کی شب کہانی میری اور میری زباں سے
خیال زلف میں ڈوبا ہیں آج ملیں چوٹی کے مضموں آسماں سے
ہوا رسوا یہاں ٹکرا کے سر کو لگی یہ آگ سنگ آستاں سے
نکلنے کو ہے جسم زار سے روح جدا ہوتا ہے یوسف کارواں سے
ہمیں بھی دیجیے دو چار دشنام سنا تھا پھول جھڑتے ہیں زباں سے
جو اپنے دل میں وہ قاتل خفا ہے کھنچی ہے تیغ بھی مجھ نیم جاں سے
شریک درد و غم تھا اک دل زار اسے میں ڈھونڈ کر لاوں کہاں سے
مسیح و خضر خود بچتا رہے ہیں ملا ہے پھل یہ عمر جاوداں سے
وہ توڑا دل کو میرے کر کے انکار وہ نکلا تیر ظالم کی کماں سے
ہوی ہے بیچ رستے میں ملاقات یہاں سے میں چلا قاصد وہاں سے
ترے الجھے ہوئے بالو میں یہ مانگ یہ سیدھی راہ نکلی ہے کہاں سے

وفور حزن میں قابو سے دل جانے نہیں پاتا
ابھی تک سینے پر تعویذ ہے حلقے کیسوئے خم کی

سفیر اب استخارہ کر کے چلیئے آنکھ ملنے کو
کہ ہے بہتر سے بہتر مصلحت خلاق عالم کی

لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے
خوشی تو ایک ہوئی سیکڑوں ملال ہوئے

شب فراق جو ہم ضعف سے نڈھال ہوئے
عدو بھی آ کے ہمارے شریک حال ہوئے

کمال غیظ سے دیدے تری جو لال ہوئے
ہمارے خون کے پیاسے یہ چشم غزال ہوئے

دہانہ بلبل و قمری کی چھیڑ چھاڑ میں
ہزار ہا مری جانب سے بھی سوال ہوئے

نہ سر اٹھاتا تھا اس باغ میں کبھی ہم کو
نہال سبزہ بیگانہ پائمال ہوئے

بڑا ہی لطف ملا مجھ کو ہم نشینی کا
کبھی جو بزم میں دو چار ہم خیال ہوئے

لچک رہی ہے کمر بوجھ اٹھ نہیں سکتا
تمہارے بال تمہارے لیئے وبال ہوئے

کہو نہ مجھ سے کہ دل تیرا کیوں ادھر آیا
میں پوچھتا ہوں کہ تم کیوں بجمال ہوئے

انھیں بزرگوں کے ہم دل سے معتقد ہیں سفیر
امیر و نظم ہوئے حضرت جلال ہوئے

تم کو کیوں میری محبت میں یہ جان کا شک ہے
دم تمہارا ہی بھرا جاؤں گا دم جب تک ہے

مرغ دل حلقۂ گیسو میں پھنسا اور سنو
میں سمجھتا تھا کہ طائر یہ بڑا ہے

ولہ

عشق کی گرمی نہیں ہے دل میں آتش خانہ ہے
جو ورق ہے میرے دیوان کا پروانہ ہے

ولہ

اپنی ہی صورت ادب آموز اپنی ہو گئی
آئینے خانے سے بڑھکر کوئی مکتب خانہ ہے

آج وہ جاتے ہیں یاں سے آجاتے ہیں کل
یہ سرائے دہر کیا ہے اک مسافر خانہ ہے

میکدے میں کون ہے وہ جو مجھو روتا نہیں
موج بادہ کی زبان پر بھی ہی افسانہ ہے

راہ پر شیخ حرم کو ہم لگا لیتے سفیر
کیا کہیں پر دور کعبہ سے بہت بتخانہ ہے

زمین اوٹھکے اگر آج آسمان سے ملے
سر نیاز مرا اوسکے آستان سے ملے

فقط پہنچنے ہی کی دیر تھی وہاں کیا تھا
بڑے تپاک سے ہم اوسکے پاسبان سے ملے

زبان سے بات جو نکلی تو وہ پرائی ہوئی
یہ تیر وہ نہیں جو چھوٹکر کمان سے ملے

بھلا وہ درد محبت کی کیا دوا کرتے
علاج ہو نہ سکا ہم کریم خان سے ملے

جنون کا وادئ وحشت میں دم غنیمت ہے
رفیق خضر سا ہمکو بھلا کہاں سے ملے

خوشی سے پھولتا جاتا ہے دل بھی شاعر کا
مشاعرہ میں اگر قدرداں سے ملے

تلاش ہے دل گم گشتہ کی بہت مجھکو
اوسی کو ڈھونڈھ کے لائے کوئی جہاں سے ملے

اوجاڑ دیکھ کے گلشن کو یاد آئی بہار
چمن میں داغ ہزاروں ہمیں خزانے ملے

[illegible]

خاک اوٹھتی نہیں رہ رہ کے لحد سے میری
چاک کر میری طرح تو بھی گریباں ای شیخ
ہائے جو لطف ہی خلوت میں وہ جلوت میں نہیں

مٹ گیا میرا نشان یہ ہوش نام میں ہے
اک ذرہ کفر کی بو جامۂ احرام میں ہے
حشر میں دید ہے پر جلوہ گہ عام میں ہے

میر عثمان علیخان کے ملازم ہیں سفیر
نام اپنا بھی رقم لشکر اسلام میں ہے

رلا رہی ہے انکو مجھ میں جو اوس حسین میں رہی
بغیر جان سلئے مجھ کو چھوڑی کب بھی
لہو کی بوند تو اوچھلی رگ گلو سے مگر
نزاکت آ بھی گئی اوسکی آرسی میں بھی
جو میرے ساتھ ہوا دفن یہ دل بیتاب
کبھی نہ آنکھ اوٹھا کر مری طرف دیکھا
کبھی نہ صاف ہوا عاشقوں سے دل اون کا
زمانہ ہو گیا پامال ترک تاز فلک

بل ابرو وں نہ پا دہر ان شکن جبیں میں رہی
میں جب سے خلق ہوا موت بھی کمیں میں رہی
نہ نکلے داغ وہ قاتل کی آستیں میں رہی
جو اک زمانہ تلک دست نازنیں میں رہی
تمام رات قیامت بپا زمیں میں رہی
عروس بن کے حیا چشم سرمگیں میں رہی
تمام عمر گرہ زلف عنبریں میں رہی
ذرا بھی خاک نہ قبر سنگیں میں رہی

[illegible]

لگایا آئینے کیطرح دل سارے زمانے نے
تری تمثال کے مرقع میں حسین نکلی

پس پردہ سفیر نازک تک اپنا پہونچوڑی
نزاکت اوسکی ہمدم اور عصمت ہمنشین نکلی

وہ خطا سے ہوے برہم تو خطا اور ہوئی
کہ مزا اور ملا جب کہ سزا اور ہوئی

لڑکھڑاتے ہوئے میخانے سے نکلے میکش
کھائی ٹھنڈی جو ہوا لغزش پا اور ہوئی

تاک کر دلکو مرے پھیرلی ظالم نے نگاہ
ناوک ناز سے یہ ایک خطا اور ہوئی

آپکے نامہ و پیغام سے کیا ہوتا ہے
صرف اتنا ہی کہ تسکین ذرا اور ہوئی

کرکے پچھتاے حریف ستم آرا کا گلہ
دل سفاک میں کمبخت کی جا اور ہوئی

اوس کے ہاتوں کے سوا اور نہی کوئی جگہ
تو حنا خلق میں انگشت نما اور ہوئی

دام گیسو سے جو نکلا تو نظر بند ہوا
دل ناداں کو مرے ایک سزا اور ہوئی

سخت جانی کا مرے حال کسی سے جو سنا
برش خنجر سفاک سوا اور ہوئی

مہندی ملکر تو نہین سفاک تھی کیا کم تری ہا
اوسپہ رنگینی خون شہدا اور ہوئی

کیوں نہ ممنون رہوں گرد کدورت کا سپہر
مرے آئینہ خاطر کو جلا اور ہوئی

دل میں مرے یاد رفتگاں ہے — جو اشک ہے آنکھ سے رواں ہے
جو عہد کیا تھا وہ کہاں ہے — کچھ تم کو خیال مہرباں ہے
گردوں سے بھی مانگ لو ستم کچھ — منظور جو میرا امتحاں ہے
جینے نہیں دیگی ناتوانی — جو دم ہے وہ دم کا میہماں ہے
پروانوں کو دیکھکر وہ بولے — ویاں بھی ہجوم عاشقاں ہے
کیسو کو سمجھتے ہو تم اپنا — وہ بھی مری آہ کا دہواں ہے
کیا اوس کے لیے دعا کروں میں — جو بات نصیب دشمناں ہے
کیوں درد کا حال پوچھتے ہو — کیا تم کو بتاؤں میں کہاں ہے
شکوہ پہ رقیب کے وہ بولے — کمبخت بڑا ہی بدگماں ہے

قطعہ

دیکھا جو ہلال کو یہ سمجھا — کھینچے ہوئے تیغ آسماں ہے
وہ آئینہ خانے میں یہ بولے — حیرت ہو کیوں عجب مکاں ہے
یوسف کیطرح نہیں اکیلا — یاں بھی مرے ساتھ کارواں ہے

کیا کم ہے سفیر تجھکو یہ فخر
آصف کا وزیر مہرباں ہے

مطلع

کانٹوں کے چمن کو بھی خزاں ہے — اجڑا ہوا باغ آسماں ہے

نکل گئی ترے وحشی کی جان غفلت سے
ہزار حیف نہ زنداں میں دیکھ بھال ہوئی

جمال یار کی پریاں ہوئیں جب قائل
خط عذار کو دل کا مہر خال ہوئی

سوائے گریہ نہیں ہے صلاح کار معین
شراب رندوں میں اس وجہ سے حلال ہوئی

در کریم پہ لاتا کبھی نہ استغنا
کرم محیط جو تھا خواہش سوال ہوئی

لگی ہوئی ہے شبنم سبزہ گاہ مینا پر
نشیلی آنکھ تری دیدۂ غزال ہوئی

بتا دو میکدے والو کیا غرض اس سے
صدائے شیخ اگر زور کش بلال ہوئی

کہاں عناصر اربعہ میں ارتباط رہا
یہ انکی دوستی ہی وجہ اختلال ہوئی

میر بطیر جیسے ہوئے کب اسیر حلقۂ زلف
مسیح و خضر کو کب زندگی وبال ہوئی

سفیر اس کی گلی میں پہنچتے ضعف گیا
جو دو قدم بھی چلے خستگی بحال ہوئی

سچ جو ہے بات وہ ہیں برملا کہنے والے
کوئی رہ جائے مگر ہم نہیں رہنے والے

سخن تلخ پہ ہم اُف نہیں کہنے والے
چپ نہ ہو جا مرے خاموش نہ رہنے والے

اُٹھ کے پہلو سے حریفوں کے ذرا دیکھ آئینہ
منہ پہ کہہ بیٹھتے ہیں عیب کے کہنے والے

سچ تو یہ ہے یہی کمبخت مرے دشمن ہیں
آپکے پاس گئے نزدیک کے رہنے والے

دل کے ارمان نکلیں نہ نکلیں گے اب تو
اشک بنکر مری آنکھوں سے ہیں بہنے والے

وله

۱۸۱

مجھ سے بڑھکر دل پُر داغ نے لوٹی [illegible]	سبد گل میں کبھی آپکے داماں میں کبھی
بھولے بھٹکے ادھر آجاؤ مرے سر کی قسم	گرم پہلو بھی تو ہو فصل زمستاں میں کبھی
دفن ہو کر دل بیتاب نے آفت ڈھا دی	ایسی ہلچل تو نہ تھی شہر خموشاں میں کبھی

مطمئن ہے مرا دل کیا صفتِ گلشن نسیم
شیر ایسا نہیں دیکھا ہے نیستاں میں کبھی

ہوشیار آج جو وہ مست ناز ہے	پھندا اجل کا حلقۂ زلف دراز ہے
واعظ تجھے شراب سے بھی احتراز ہے	اسکا بھی ہے یقین کہ در توبہ باز ہے
میں سچ کہوں مجھے تو گناہوں پہ ناز ہے	بندہ نوازیوں پہ جو وہ بے نیاز ہے
بھر دے دُرِ مراد سے دامن تو کیا عجب	خواجہ ہمارا خواجۂ بندہ نواز ہے
اک نوجواں کا عشق بہانہ ہے مولوی کا	اے پیر چرخ تو بھی [illegible] ہے
ٹوٹا نہ حسرتوں کا کسی روز سلسلہ	طول امل بھی خضر کی عمر دراز ہے
کیا کیا بگڑ بگڑ کے بنا ہے شب وصال	بخت سیہ بھی سایۂ زلف دراز ہے
زلفیں ہٹالوں رخ سے تو یہ ذکر چھیڑیے	تھوڑی ہے رات ہجر کا قصہ دراز ہے
سنتا ہوں شیخ حج کو اکیلا نہیں گیا	ہمراہ اسکے قافلۂ حرص و آز ہے
ٹوٹا مگر نہ آئی صدائے شکست تک	اپنے دل شکستہ پہ بھی مجھکو ناز ہے

عاشقوں میں اُن کے سوختہ ہیں ہم — ابتدا ہی میں ہمارا نام ہے

شاد کرتے ہیں تخلص بہ ضمیر
ہاں کشن پرشاد اُن کا نام ہے

سختیاں سہنے کی خاطر جان ہے — ایک دل سو دکھ خدا کی شان ہے

دل کا دیدینا کوئی آسان ہے — فائدہ اُن کا مرا نقصان ہے

کیا تمنا وصل کی اُنسے کروں — جو نہ نکلے گا یہ وہ ارمان ہے

کیوں نہ رکھا ہم نے اُنکا خیال — عشق بازی میں بڑا نقصان ہے

دیتے ہیں عیب بر جبیں ہو کر جواب — ہنسکے فرمانے میں کیا نقصان ہے

اپنے عصیاں کی نہیں کچھ مجھکو فکر — جس کا بندہ ہوں وہ رحمان ہے

منتخب کر لیں گے سو میں ایک کو — اچھی صورت کی ہمیں پہچان ہے

دیکھئے مشکل ہے الفت کا نباہ — دل کا لے لینا بہت آسان ہے

دل کی حالت اُس پہ کب ظاہر نہیں — جانتا ہے وہ مگر انجان ہے

کیوں پریشان وصل میں ہیں اس قدر — خوف کس کا تم کو میری جان ہے

نیچی نظروں سے وہ کرتے ہیں نگاہ — اس ادا پر اک جہان قربان ہے

غیر نے اُنکو سکھائے ہیں فریب — آدمی کا آدمی شیطان ہے

بالیں سے وہ اٹھیں تو ہم آغوش اجل ہوں
وہ آئی تو یہ جان نکلنے نہیں دیتے

ہیں خیر بھی استاد جو چالاک ہے
رنگ انکی طبیعت کا بدلنے نہیں دیتے

رہ رہکے اٹھاتے ہیں نقاب رخ روشن
کیا خاک میں سنبھلوں وہ سنبھلنے نہیں دیتے

ہم غش کی حالت میں بھی ہیں ضبط کیے
قابو سے طبیعت کو نکلنے نہیں دیتے

وہ کہتے ہیں ہر وقت کہ میرا ہی کہا مان
میں کہتا ہوں میری بھی کبھی چلنے نہیں دیتے

ہونٹوں تلک آ آکے پلٹ جاتا ہے مطلب
وہ بات مرے منھ سے نکلنے نہیں دیتے

جنت میں بھی رہتا ہے نصیر انکا تصور
حوروں سے بھی دل میرا بہلنے نہیں دیتے

جو رتبے میں دونوں برابر نہ ہوتے
علی جانشین پیمبر نہ ہوتے

گواہ اسپہ ہوتی نہ قرآں کی آیت
اگر آپ نفس پیمبر نہ ہوتے

نہ ہوتی یہ فیض گر ذات ان کی
قیامت میں ساقی کوثر نہ ہوتے

نہ ہوتی اگر ان میں قدرت خدا کی
نصیری خدا کہنے کافر نہ ہوتے

ضلالت کی ظلمت میں تھی ساری دنیا
اگر احمد پاک رہبر نہ ہوتے

نہ ہوتی اگر خلق ذات محمد
مہ و مہر و افلاک و اختر نہ ہوتے

جو نور نبی جلوہ افگن نہ ہوتا
تو یہ دونوں عالم منور نہ ہوتے

[illegible]

جوانی کے ماتم میں بیٹھا ہوں میں
مرا دل اسی غم سے رنجور ہے

ستم کی ترے کس سے فریاد ہو
زمیں سخت ہے آسماں دور ہے

مزہ یہ ہے ہم اُن پہ مرتے بھی ہیں
محبت میں جینا بھی منظور ہے

چمن میں جسے تاک سمجھے ہو تم
مرے زخمِ دل کا وہ انگور ہے

قیامت سے کچھ کم نہیں زندگی
صدائے نفس بھی مجھے صور ہے

مرا دل اُدھر خود بخود کھنچ گیا
وہ محبوب پردے میں مستور ہے

رہے گی جوانی بھلا کب تلک
وہ کیوں نشہ میں اسقدر چور ہے

اُسے دیکھ کر دنگ میں ہو گیا
پری ہے الٰہی کہ یہ حور ہے

حسینوں پہ دیتا رہا جان میں
مجھے عشق بازی کا ناسور ہے

نکل آئے گی اُس سے ملنے کی راہ
خدا کو اگر وصل منظور ہے

وہ ملجائیگا ایک دن اے شفیق
خدا کی خدائی سے کیا دور ہے

سرِ مجنوں پہ اے دشتِ جنوں تیرا یہ احساں ہے
کہ تار خیمۂ لیلیٰ ہر اک تار گریباں ہے

نظر بند ہوں نے کر رکھا ہے تیرے وحشی کو
جدھر میں آنکھ اٹھاتا ہوں اُدھر چشمِ غزالاں ہے

پسند دیدۂ روشن نہیں ہے بستر گل بھی
اگر ہے گرم رو خورشید شبنم کب تن آساں ہے

۱۸۵

[illegible]

عشق کی سرکار سے جاری یہ فرماں ہو گئے
آج اے بلقیس‌تن ہم بھی سلیماں ہو گئے

ذرّے افشاں کے چمک کر ماہ تاباں ہو گئے
اختر دنداں جاناں صبح خنداں ہو گئے

خاطر سنگین جاناں سے بنا کعبہ تو کیا
اک غبار دل سے یاں لاکھوں بیاباں ہو گئے

یا رب اک ابرو کماں کی صورت کا باعث ہوئی
خار تلووں کے مرے پہلو میں پیکاں ہو گئے

گردش چشم سیہ سے پس گئے صبر و قرار
یہ جواہر سرمۂ چشم غزالاں ہو گئے

بغض و کینہ سے ہوئی ہے شاید انساں کی سرشت
چار دیوار عناصر میں یہ پنہاں ہو گئے

وامق و فرہاد کے اب جانشیں ہم کیوں نہ ہوں
چل بسے اہل جنوں خالی بیاباں ہو گئے

آئینہ رو ہیں ہوا یہ بے نقابی سے یقیں
حسن کی بے پردگی سے خود بھی حیراں ہو گئے

عف کا اہل کرم کی شان ہے آغاز ہیں
جو مسافر آ رہے اس گھر میں مہماں ہو گئے

شہسواری کی جو کی تعریف کہنا پڑا
عاشقوں کے سر اُسی دم صرف چوگاں ہو گئے

درد آشنا جگر گیا دل کا کر درماں بن گیا
مر مٹے جب اُن پہ ہم جینے کے ساماں ہو گئے

خضر نے جب دم دیا وحشت میں مجھ وحشی کا تھا
خار صحرائے جنوں داماں بہ داماں ہو گئے

گورستان شہادت سے دل پر خوں ملا
لالۂ داغی بھی تابوت شہیداں ہو گئے

گرمی عشق بتاں سے العطش عاشق کہیں
خشک لب تشنگاں چاہ زنخداں ہو گئے

عشق گیسو میں لکھوں میری حقیقت کیا بھلا
دیو بھی اس جن کے سایہ سے گریباں ہو گئے

١٨٧

اے پری چشم شعبدے نے سکھائے ہیں یہ فن — شعبدے دکھلا رہا ہے چرخ بازیگر مجھے
وصل کی شب ہے گی صحرائے جنوں آباد ہیں — ڈھیر کانٹوں کا نہیں پھولوں کا ہے بستر مجھے
اڑ کے پہنچوں گا ابھی بھوتوں بھی وہ بلائے گر — بیقراری نے لگائے ہجر میں دو پر مجھے
بے ثباتی دیکھ کر جی سلطنت سے ہٹ گیا — ہر حباب بحر ہے جمشید کا افسر مجھے

میں ترا دوالیاں ہوں جب تو سیف
کھینچتا ہے اپنی جانب رشتۂ گوہر مجھے

عارض جاناں پہ موئے زلف بل کھانے لگے — چاندنی کے کھیت میں بھی سانپ لہرانے لگے
اب تو آہوں کے علم خورشید تک جانے لگے — غلغۂ گردوں پہ پرچم اپنے لہرانے لگے
سوچ کر انجام عاشق رنج و غم کھانے لگے — حضرت عشرہ کے ابھی سے آپ پچھتانے لگے
آتش غم وزری کے شعلے دور تک جانے لگے — پھر مری جانب سے اغیار انکو بھڑکانے لگے
سوکھنے والے تھے کب مرہم سے یہ زخم جگر — ہاتھ تو جراح کے انگور کے دانے لگے
تشنہ جیت میں تھی مجھی سے رونق بزم سخن — رنگ مجھ کو دیکھ کر یہ تذ فلک اسنے لگے
مردم دیدہ نے پائی اشک ریزی سے نجات — بچ گئے طوفاں سے ساحل تک جہاز آنے لگے
مجھ سا تھا مرد شکوہ عشق جاں بازوں میں کون — قتل کرنے کو کیا پھر دل میں پچھتانے لگے
وہ بھنور مجھ کو نظر آئے محیط عشق میں — کشتی گردوں بھی جس میں آ کے چکرانے لگے

عنان موج اگر اختیار میں ہوتی	محیط عشق میں ساحل پہ کام چل جاتے

سفیر اس سے بھی وہ چند ہوتے گر جہاں
مرے کریم کے صدقے میں وہ بھی پل جاتے

غرور حسن میں آج اس کا کوئی ثانی ہے	نیا شباب ہے اٹھتی ہوئی جوانی ہے
غرض سے پاک ہمیشہ ہے اپنی مہر و وفا	کریں جو قدر حسینوں کی قدردانی ہے
گر انقلاب سے چمن چمن کے عکس گل رخسار	شراب جام میں ساقی کے ارغوانی ہے
ہیں اس کے ہاتھ میں نیرنگیاں زمانے کی	کسی کا دوست کہاں اپنا یار جانی ہے
خدا سے مال میں کس کے لیے طلب کرتا	سمجھ چکا تھا کہ دو دن کی زندگانی ہے
اٹھائے سر پہ نہ انسان مال مفت کا بار	شراب پی تھی جو ہو کے سرگرانی ہے
جگر کا داغ دکھا کر یہ عشق کہتا ہے	اسے مٹاؤ نہ تم یہ میری نشانی ہے
جواب واں سے یہ قاصد نے لکھ کے بھیج دیا	کسی کی سنتے ہیں کب عالم جوانی ہے
چمن میں کیوں نہ ہنسی آئے دیکھ کر مجھ کو	لباس سرو قبا پوشش زعفرانی ہے

بلا رہا ہے شراب دو آتشہ ساقی
سفیر دختر رز سے یہ عقد ثانی ہے

رحمت جو حشر میں ہوئی رب غفور کی	اک دم وہ موم بن گئی مرے عفو قصور کی

عارف بنے تو چشم حقیقت نگر ملی
چھپتی نہیں ہے شے کوئی نزدیک دور کی

دیکھی لہو کی دہار تو غش کھا کے گر پڑے
بسمل کے ساتھ خیر نہیں ہے حضور کی

دست سبو گلے میں ہے اور پائے خم پہ سر
پروا ہے کب سفیر کو زانوے حور کی

ولہ

ہم نبرد آج تو ہوں اپنی محفل والے
دیکھوں کیسے وہ بچا ہی تیغ سے دل والے

دم نکلنے کو ہے بسمل کا بڑی حسرت سے
دل کو تھامے رہیں ہمسایہ قاتل والے

نزع میں موت یہ کہتی ہے اٹھاو بستر
منتظر آپ کے ہیں گور کی منزل والے

چشم آئینہ میں ہے آج غضب کا جادو
چھپے جاتے ہیں سر بزم مقابل والے

جرس قافلہ شہر خموشاں ہے خموش
کیسے چپ چاپ چلے جاتے ہیں منزل والے

دو قدم ناقے سے آگے ہیں قدم مجنوں کے
اک نظر دیکھتا جا پردے محمل والے

غرق گرداب محبت ہوئی کشتی اپنی
کیا سبکسار نظر آتے ہیں ساحل والے

بنگئے یہ بھی رقیب آج مجھے حیرت ہے
آئینہ آرسی دونوں تری محفل والے

گرہ خاطر صیاد کہیں کھلتی ہے
غنچہ ساں ہم بھی ہیں اک عقدہ مشکل والے

لے مسیحا تری فرقت میں ہوا کام تمام
کہیں بچتے بھی ہیں بیمار دق و سل والے

ہم بھی دل تھامے ہوئے سیر چمن کو نکلیں
گوش زد ہوں کہیں نالے تو عنادل والے

فصل بہار آگئی لو بسکہ شو نوید
میخانے تک پہنچ گئے ہاتھی سحاب کے

ہر سال اے بہار تو ہے ابھی یہاں
آتے نہیں ہیں حیف کبھی دن شباب کے

اٹکھیلیاں نسیم کی دریا میں دیکھئے
آگے ہے موج کے کبھی پیچھے حباب کے

وہ مہروش جہاں ہے وہیں اپنا ہے مقام
جس طرح دھوپ ساتھ چلی آفتاب کے

حیدر سا جانشین کہیں ملتا ہے اے منیر
بھائی بھی ہیں حضور رسالتماب کے

پیر مغاں سے دور ہیں ساغر شراب کے
آتے نہیں ہیں پاس مسیح آفتاب کے

آشوب دہر بن گئے فتنے جناب کے
سارے یہ کھیل ہیں نگہ نیمخواب کے

گردوں تلک ہے اشک کا پانی چڑھا ہوا
[illegible] حال عاشقوں کے ہیں لکّے سحاب کے

بحر جہاں میں ایک نفس کی نہ رکھ امید
لغزش یہاں نہ ہو جو ہے عقب میں حباب کے

روشندلوں کا قرب ہے ہر ایک کو پسند
کیوں کر زمیں گھومے نہ گرد آفتاب کے

خالق نے لکھ دیا ہے مرے دل پہ نام عشق
ساتوں فلک ہیں سات ورق اس کتاب کے

سو جائیں گر وہ جب تو سناؤں گا داستاں
قصّے بیان خواب ہی ہیں [illegible] خواب کے

صیاد خود اسیر محبت ہے آجکل
بیچے ہوئے ہیں دام مرے اضطراب کے

ریگ رواں کبھی ہو نفس آب رواں کبھی
سکّے ہیں بحر و بر میں مرے اضطراب کے

وہ مشتری خصال جو مائل بہ رقص ہو
زہرہ بھی اسکے پیچھے کپڑی کرتال دے

ساقی تجھے قسم ہے جناب امیر کی
باہیں مرے گلے میں اسیوقت ڈال دے

کوشش کروں پہنچنے کی میں بزم یار میں
گر اذن مجھکو اسکا جلال و جمال دے

دربان یار بھی ہے جہانکا چھٹا ہوا
ایسا نہ ہو کہ ہاتھ گریباں میں ڈال دے

بوسہ دیا جو خال کا میں نے یہ کی دعا
اسکا صلہ بہشت میں تمکو بلال دے

رفتار اسکی بھی ہے زمانے کی طرح پست
ممکن نہیں فلک مجھے اوج کمال دے

واعظ یہ اسکی شان کرم سے نہیں بعید
دے مجھکو خلد تجھکو جہنم میں ڈال دے

شیخ حرم کو مرد میں سمجھونگا جب صفیر
بتخانے سے تو آکے مجھکو نکال دے

خندۂ برق طپاں ہے کیوں نہ ہو الفت مجھے
یاد آجاتی ہے اک ہنستی ہوئی صورت مجھے

پاؤں جب ٹوٹا تو حاصل ہوگئی دولت مجھے
تخت تیموری ہے اپنا گوشۂ عزلت مجھے

اپنے دیوان کو کہوں کیونکر نہ میں گلزار نظم
جامۂ رعنائی ہے یہ جامۂ شہرت مجھے

ہجر کی شب دم گھٹا جاتا ہے لیکن کس سے کہوں
موت بھی کہتی ہے آنیکی نہیں فرصت مجھے

فصل ناے و نوش ہے پھر آگئی فصل بہار
پھر چمن میں مے کی دست تاک پر بیعت مجھے

صحبت پاکان میں پیر مغاں ہوئی نصیب
میکدہ میں لے چلی ہے پاکی نیت مجھے

بحر عالم میں ہے دل کو گوشۂ عزلت پسند
جا ملی کشتی ہماری ہو کے گرداب سے

پیچ و تاب دل تلاطم ہی میں رکھتا ہے سدا
تالک میں دم آگیا ہے کشتی گرداب سے

اے لحد میں کیا کہوں کچھ حال تنہائی ہے پوچھ
موت لائی ہے چھڑا کر صحبت احباب سے

صحبت ہمجنس کب ہمجنس سے چھوٹی سہیم
آب ہی میں موج ہے باہر نہیں ہے آب سے

عارف کو دل لکوتاب ہے کب قال و قیل کی
موسیٰ کو احتیاج نہیں جبرئیل کی

بھاری ہے رات ہجرت بز عیل کی
اس مور کے گلے میں ہے زنجیر فیل کی

وہ بھی شراب ہے مگر اتنا ہی فرق ہے
ساقی دو آتشہ نہیں ہے سلسبیل کی

رکھو ہمت بلند کہ بالا ہو مرتبہ
شرکت شکار فیل میں لازم ہے فیل کی

اوصاف میں حسینوں کے ہے تر زباں
لذت ملی ہے نعمت ذکر جمیل کی

مشہور خلق میں مری معجز بیانیاں
چوری ہے کمسنی میں زباں جبرئیل کی

گر دل تہو نیام ہے صمصام ہاتھ میں
ورنہ صفت عصا میں ہے تیغ اصیل کی

اقبال جرم عشق پہ دل کو سزا ملی
مختار کا قصور نہ سازش وکیل کی

واعظ میں میکدے میں بھی مہمان مست ہوں
خاطر کروں شراب سے ابن السبیل کی

خالق سے عشق کو میں سدا مانگتا رہا
میکال کی سنی نہ کبھی جبرئیل کی

گرتے نہیں کنویں میں جہالت کے وہ کبھی
پیرو رہے جہاں میں جو عقل سلیم کے

اُن کا جہاں قیام ہمارا وہیں مقام
کوچے میں جا رہیں گے محمد سقیم کے

بستر پہ لوٹ لوٹ کر کاٹی شبِ فراق
پہلو کے تکیے بن گئے شعلے جحیم کے

طالب ہے تو بھی دید کا اسکو بھی پاس ہے
جس نے سفیر ناز اُٹھائے کلیم کے

اشک سے دیدۂ پرنم رہے کیونکر خالی
کب ہوا آب سے سرچشمۂ گوہر خالی

کام آئی نہ حکومت نہ طلسمات میں کچھ
آج اقبال سے ہے تختِ سکندر خالی

نرگس و نیلوفر یار نے سب چھین لیا
ہو گیا فتنوں سے نہ طارمِ اخضر خالی

اشک خوں روتے ہیں ساقی تری فرقت میں مدام
مئے گلرنگ سے رہتے نہیں ساغر خالی

تیرے گیسوئے معنبر کی کشش جب سے سنی
نار کو ڈر کے کیا کرتے ہیں اژدر خالی

ہائے افسوس نہ نکلا ابھی کچھ دل کا غبار
روتے روتے کیا آنکھوں نے سمندر خالی

لالہ رو شنکر داغ دل دیوانہ ہے پر
کیا کروں لیکے چمن میں مئے احمر خالی

روح گھبرا کے جو نکلی تو جسد نے یہ کہا
کس پہ تو چھوڑ چلی ای مری جان گھر خالی

عاشق خال ترے پیتے ہیں گلشن میں شراب
کو کناروں میں کیا کرتے ہیں ساغر خالی

اتبلک نعمت دیدار سے سیری ہوی
وہ گدا ہوں ترے سودے سے نہیں سر خالی

اشراق کا جو علم فلاطوں کو آگیا
تھی وہ بھی روشنی مری بزمِ خیال کی

دل ایک قطرہ خوں ہے کہاں تاب لائیگا
اللہ کے جلال بتوں کے جمال کی

ابروئے یار باعث شہرت ہوا سفیر
اس نیجہ سے قدر بڑھی ہے ہلال کی

مٹی پلید چرخ نہ کر مجھ نحیف کی
کچھ حد بھی ہے ترے حرکات سخیف کی

کشت امید دل میں ہمیشہ ہری رہی
مانع نہیں ہے ربیع و خریف کی

مفتی کو میکدے میں تو آنید و میکشو
لیتا ہوں اب خبر میں مزاج شریف کی

میں ابتدا ہنسی کی ہوا انکی بزم میں
کبتک رہیگی کند طبیعت ظریف کی

اچھے ہوں قافیے تو چمکتی نہیں غزل
ہر وقت پیروی ہے مقدم ردیف کی

دل کو وہ غم کے بوجھ سے کیوں بل رہ نجائے
تبلاؤ کیا بساط ہے عضو ضعیف کی

افعال بد جو سفلوں سے سرزد ہوں کیا عجب
مٹی بھی ہے پلید زمین کثیف کی

رزق حلال دیتا ہے مجھکو مرا کریم
کیا بات ہے سفیر غذائے لطیف کی

بحر مواج کو حیرت ہوگی
یوں رواں اپنی طبیعت ہوگی

رند مشرب ہوں ریاضت ہوگی
موج مئے لمعۂ وحدت ہوگی

دل سے پیکاں نہ نکالے کوئی	اس کی ایذا مجھے راحت ہوگی
نذر ہے شیشۂ دل رکھ ساقی	طاق میخانہ کی زینت ہوگی

پاک کیا ہے وہ مولود سیفیؔ
جس کی کعبے میں ولادت ہوگی

ہمیشہ مائل وہ ہوئے ہم انکے طالب ہوگئے	عشق اتنا بڑھ گیا ایک جادو قالب ہوگئے
تخت پر اپنے جگہ پیر مغاں نے دی ہمیں	پیکے مئے ہم صاحب والا مناقب ہوگئے
کرم خوردہ نسخۂ دل لائق تفسیر تھا	قوت حسن و عشق کے سارے مطالب ہوگئے
کاسۂ زانو پہ سر ہیں دیکھا صوفی ذرا	میکدے والے تھے جتنے سب مراقب ہوگئے
وصل کی شب روشنی گھر میں مرے پھیلی ہی	ذرے اضداد کے چمک کر نجم ثاقب ہوگئے
اسم اعظم آپکا رکھتا ہے سیفی کا اثر	جب لیا نام علی دشمن پہ غالب ہوگئے
ہے مرا حصہ بھی انہیں یہ نہ سمجھیں اہل فارز [?]	تھے مضامیں جتنے صرف کلک صاحب ہوگئے
دشت غربت میں مری ہمت کے ہمراہ تھی	خضر تھوڑی دور دیکر ساتھ غائب ہوگئے
جان آسانی سے نکلیگی نہ ہو گر حرص زر	بوالہوس کیوں ملت دنیا پہ راغب ہوگئے
کوچہ جاناں میں ایسی ناموافق تھی ہوا	راہ کو جاوے مجھے ابرو حاجب ہوگئے
ہیں کھلے جا کے کعبے میں مگر ہی غور شرط	بس وہی اچھے رہے جو حق بجانب ہوگئے

ولہ

۱۹۵

دیوان سیفی

ولہ

محفل غیر میں ہر وقت برہنہ روئی
مجھ سے سفاک تجھے شرم تو آئی ہوتی

چھان ڈالا تری وحشی نے نیستاں سارا
نہ ملا شیر سے وحشت میں کلائی ہوتی

چھوڑ دیتا بھی جو صیاد تو پھر دام میں تھا
جیتے جی قید سے کب مجھکو رہائی ہوتی

فیصلہ تو نے کیا بیچ میں پڑ کر ای تیغ
حشر تک مجھ میں نہ قاتل میں صفائی ہوتی

شوق نے بوسونکے محجوب حسینوں کیا
نہ طلب کرتا نہ دیتے نہ گدائی ہوتی

غیر کی طرح سے مجھپر بھی انہیں رحم آتا
شکل رونیکی جو میں نے بتائی ہوتی

قبر عاشق پہ جو وہ فاتحہ کو آجاتے
روح مرحوم کی پھولے نہ سمائی ہوتی

کشتۂ ابروے خمدار ہے مشہور سفیر
قبر پر آپ نے شمشیر چڑہائی ہوتی

شعلہ رو جلد ہی چھڑا کا جل کا دھبکا ل سے
برق بھی منہ پوچھتی ہے ابر کے رومال سے

پھر فروغ مردم دیدہ ہوا اسکے خال سے
یہ توقع ہے عروج کوکب اقبال سے

ہر گھڑی دوڑا ہوا جاتا ہوں صحرا کیطرف
اے جنوں تنگ آگیا دل تیرے استقبال سے

سارے عالم کے گنہ ملکر ہیں میرا اک گناہ
حشر میں کیا منہ دکھاؤں زشتی اعمال سے

سبعہ سیارے پر اپنے افلک نازاں ہو
دیکھ یاں گیارہ ستارے ہیں نبی کی آل سے

مسجدوں میں ختم ہونیکو ہے اب ماہ صیام
میکدے آباد ہونگے غرۂ شوال سے

دوستی میں تری دونوں کو رہا رشک سدا
شانے کو آئینے سے آئینہ کو شانے سے

سچ تو یہ ہے کہ ترا اور ٹھکانا ہے کہاں
بیکسی تو نہیں جاتی مرے کاشانے سے

سنتے اور دہر پھیر کے وہ بزم میں منگنے نہ کیوں
برچھیاں جھجتی ہیں دلمیں مرے افسانے سے

گھر کی بھٹی ہے ستیفر اپنے گھر اپنی شراب
مست ہوں ساقی کوثر ہی کے میخانے سے

کس تیر نظر کا ہے بسمل کئی دن سے
رہ رہ کے پھڑکتا ہے مرا دل کئی دن سے

آباد ہے پھر کوچۂ قاتل کئی دن سے
بسمل پہ گرے پڑتے ہیں بسمل کئی دن سے

اسکو بھی کیا عشق کہ سرمایہ نے گوہر
ہے درّ یتیم آبلۂ دل کئی دن سے

شاید کہ سفر ہو تو عدم ہی کا سفر ہو
آتی ہے نظر خواب میں منزل کئی دن سے

کی عشق میں محنت تو ہوا شہرۂ آفاق
انگشت نما ہے مرا دل کئی دن سے

کیا وحشیوں کو اپنے رہا کر دیا اس نے
آتی نہیں آواز سلاسل کئی دن سے

گر آئے مسیحا تو اسے نبض دکھاؤں
ہے خون جگر اشکوں کی شامل کئی دن سے

بیکار نہ بیٹھیگا ترا جذب تعشق
ہے پر گرہ حسن میں حائل کئی دن سے

لیلی کے تصور کو بھی پر لگ گئے مجنوں
محمل میں نہیں صاحب محمل کئی دن سے

اب کام شیر یفونکا نہیں بزم میں اونکی
ہوتے ہیں وہاں جمع ادا دل کئی دن سے

[illegible]

شامت مری سراغ تقدیر ہو گئی
کیا یہ بھی سادہ لوح کی تدبیر ہو گئی

پہونچی اوسکے کان تو دل میں اتر گیا
جو زلف یار عکس کی زنجیر ہو گئی

واعظ سے ربط پیر مغاں کا خلاف تھا
ناقابل قبول یہ تقصیر ہو گئی

مر گئے جو بھی رشک سے یک نام ہم
کوچے میں اوس کی لاش بھی تشہیر ہو گئی

چپکر دیا جواب تو ہم سے قتل ہو گیا
تیوری چڑھی ہوئی تری شمشیر ہو گئی

پر دست جب گنا دہ مجھے یاد آ گیا
بجلی چمک کے آپ کی تصویر ہو گئی

جو کچھ کہا تھا اوسنے وہی پیش آ گیا
ناصح کی بات خواب کی تعبیر ہو گئی

وہ راستہ میں بھول گئے گھر کا میرے
کیوں آج اونکے آنے میں تاخیر ہو گئی

دور رخ سے کا میرے لئے اٹھا ان شت
حامی جو شرم سار کی تقصیر ہو گئی

بالیں پہ شک بھی بہا تے تھے بیٹھ کر
حالت شب فراق جو تغییر ہو گئی

تربت میں گرد باد جو دم نظر پڑی
ہم سمجھے مقبرے کی بھی تعمیر ہو گئی

شوخی سے چشم مست کو رکھا نشہ فزا
لو موج مئے غزال کی زنجیر ہو گئی

کھٹکی نظر جو دلمیں ہوئی پھر جگر کے پار
برچھی کی نوک پہلے تھی اب تیر ہو گئی

واعظ نے زاہدوں ہی کو دی خلد کی نوید
جنت بھی اوس کے باپ کی جاگیر ہو گئی

[illegible]

۱۹۹

جو آیا دھمکے اوس ... | وصلت کی شب کی چاندنی ...
ہاتھی وہ ہول پڑ گئے قدم ... | رحمت ... سنبھال لیگی خدائے مجید کی

موقع ہے ... گئے ...
دیکھی ہمزہ شفیقہ ... عجب کی

اللہ رے شان ابلق نیل بہار کی	ہے کھیر شہ رکاب یمین و یسار کی
دیکھا کبھی نہ ہم نے زمانہ عروج کا	چھوٹی کبھی نہ ابلق لیل و نہار کی
ہوں رند مجھکو ... سر پسند ہے	آتی ہے ... گشت ... کی
عنبر کدہ ہے شاہوں کا تکیہ فقیر کا	مٹی جہاں پلید ہی ہر شہر یار کی
سرشار نشہ سے تھا جوانی میں بھی کبھی	پیری میں ... ہوں اب ... خمار کی
تریاک ہی جو خال رخ یار کی پسند	بھاتی ہے مجھکو چھاؤں ہی بت کو کنار کی
ہم سادگی پسند عمارت میں بھی رہے	حاجت نہیں ہے مجھ میں نقش و نگار کی
نظروں سے ہم ہیں دور تو پہلو میں غیر ہیں	ہے ہے اونھیں تمیز ہے گل کی نکھار کی
کب معرکے میں جم کے مریطرح لڑ سکے	یارو نکو تھی پڑی ہوئی عادت فرار کی
اور ونکو اوس نے عیش تو مجھکو دیا ہے رنج	ہے یہ بھی مصلحت مرے پروردگار کی
تیر و کماں کو پھینک کے بیٹھی ہے وہ خموش	حالت ہے اب یہ طبع مضامین شکار کی

ہے ہے بنی امیہ کے ہاتھوں سے یا علیؑ
لٹتی ہے کربلا میں رضاعت رسول کی

تنہا علیؑ حضور کے بستر پہ سو رہے
کی آپ نے مدد شب ہجرت رسول کی

جز مرتضیٰ و حمزہ و عباس کون تھا
کی معرکوں میں کس نے رفاقت رسول کی

وہ ذوالفقار تھی جو ہمیشہ سپر رہی
ممکن نہ تھی کسی سے حفاظت رسول کی

حیدر کا پھینکنا در خیبر اکھاڑ کے
اسلام کا وہ رعب وہ صولت رسول کی

آیا ہوا ہے قصر میں کسریٰ کے زلزلہ
شاہوں کے بھی ہے دل میں شہامت رسول کی

کافی ہے مجھکو قبر میں محشر میں اے سفیر
رحمت خدا کی اور شفاعت رسول کی

ولہ

جو درد دل کا نکل جائے چشم پر نم سے
غبار لشکر غم دھو دوں روئے عالم سے

وہاں بھی مست نکلے جامی ہیں ساقی کوثر
نہ پوچھ مسئلہ شیخ ہر گھڑی ہم سے

مسیح و خضر بھی مرتے ہیں زندگی کیلئے
فراغ کسکو ملا ہے غم دو عالم سے

پڑھیں نہ فاتحہ میری لحد پہ آ کے بخیل
صدا یہ آتی ہے ہر وقت گور حاتم سے

نگین کھدا کے حسینوں کے عشق میں پہنے
ملا عروج سلیمان کو نقش خاتم سے

انگوٹھی اپنی جو بھیجی ہے یار نے مجھکو
تو ر ذرا آنکھوں کو ملتا ہوں نقش خاتم سے

عبث غرور ہے زاہد کو زہد و تقویٰ پر
فرشتہ بھی کوئی ہوتا ہے نسل آدم سے

کچھ ایسی تیرہ و تاریک ہے شب عاشور | چراغ انجم سحر بھی ہیں جھلملائے ہوے
چمک کے گرتی ہے بجلی تڑپ کے اٹھتی ہے | یہ ذوالفقار کے فقرے ہیں سب بتائے ہوے
چلے ہیں ثانی حیدر وغا کو لیکے علم | فرس بھی ناز سے چلتا ہے سر اٹھائے ہوے
دعاے مرگ جو مانگی تو موت نے یہ کہا | میں وہ شقی ہوں کہ آئی ہوئی بلا ہوے
بلا ہیں قہر ہیں یہ موت زیست کے جھگڑے | کہ جنکو دیکھ کے جاتے ہیں ہوش آئے ہوے
جو باپ کی تھی وصیت کہ بیڑیاں پہنو | کھڑے ہیں حضرت سجاد سر جھکائے ہوے
دکھا کے قاصد صغرا کو شاہ نے یہ کہا | عزیز سوتے ہیں سب خون میں نہائے ہوے
جو قتل عون و محمد نہ سب سے پہلے ہوے | ہیں ماں کے آگے ندامت سے سر جھکائے ہوے
بچا نہ طائر مضمون وہ جسے آنکھ پڑی | شکار بھی کہیں جاتے ہیں چوٹ کھائے ہوے
پہنچ کے نہر پہ بھر لی ہے مشک غازی نے | وہ فوج کیا ہوئی جو تھی پرے جمائے ہوے

سفیر مرثیہ گوئی کا لیلیا بیڑا
کمیت خامہ کی باگیں ذرا اٹھائے ہوے

اے چرخ لادے خاک در مرتضیٰ مجھے | محتاج کیوں رہوں جو ملے کیمیا مجھے
کیا اور صید گاہ جہاں میں نہیں شکار | کیوں گھیرتی ہے بنکے قضا دل اقتضا مجھے
حاجت عبیر کی نہیں تربت میں بعد مرگ | کافی ہے مجھکو صرہ خاک شفا مجھے

[illegible] لاکے سامنے
[illegible]
جوہر [illegible] عرفت کرو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بیٹیوں سے [illegible] زینب [illegible]
ہر [illegible] آئی [illegible] لگائی [illegible] عجب
امت کا [illegible]
اکبر کو [illegible] لڑائی میں بھی [illegible]
عباس کہتے تھے کہ ہے خوش نصیب
کہتے تھے شاہ جھک کے لڑو شامیو کیا
رخصت پدر سے ہوتے ہیں ہمشکل مصطفا

جیسے چراغ [illegible] کے سامنے
پھولوں [illegible]
آئینہ [illegible]
قطرہ بھی کوئی [illegible] دریا کے سامنے
[illegible]
[illegible] لاکے سامنے
[illegible] کے سامنے
آئی دولھن کو موت نہ دولھا کے سامنے
آدمیں [illegible] بٹھا کے سامنے
محجوب [illegible] شہ والا کے سامنے
شکوہ کروں گی [illegible] کے سامنے
آجاتے تھے عقاب کو دولہا کے سامنے
موت آگئی غلام کو آقا کے سامنے
گھبرا گئے ہو یک تن تنہا کے سامنے
مادر کھڑی ہے ہاتھوں کو پھیلا کے سامنے

کبھی [illegible] نہیں [illegible] | کہتے ہیں صدا [illegible]

چاہیے اس نظر لطف پہ مشکل کیا ہے | وصل منظور ہے تم کو تو [illegible]

روبرو آپ کے آسان ہے مشکل مجھکو

خاک چھانی نہ ملا خضر سے رہبر کا پتا | دشت وحشت [illegible] شہر [illegible]

ہو کے مایوس سر راہ کھڑا ہوں تنہا | پاؤں کیا [illegible]

نہ ملا پر نہ ملا کوچۂ قاتل مجھکو

خاک میں مل گئی افسوس ہے سب [illegible] وفا | یہ ہمارا [illegible]

[illegible] اپنے ہوا [illegible] | گو رہیں ساتھ [illegible]

اقربا چھوڑ گئے اول منزل مجھکو

خوف آیا نہ اسے کچھ نگہ قاتل سے | ڈر ذرا بھی نہیں ظالم کو صف مژگاں سے

منھ کو شرما کے چھپانا ہی پڑا داماں سے | عکس آئینے میں کرتا ہے رخ جاناں سے

تجھکو کہتے ہیں پری حور شمائل مجھکو

کبھی بستر پہ ہوتا ہے کنارے محبوب | اپنی سرحد سے نکلنے نہیں دیتا ہوں

تیرے ہاتھوں سے تباہی ہی [illegible] | خانہ بردوش بگولے کی طرح [illegible]

نظر آئے جو کہیں صورت منزل مجھکو

ہم نے مانا کہ وہ ہیں حور وہ ہیں رشک پری | بلکہ اونمیں بھی نہیں حسن کی جلوہ گری
وہ بھی انسان ہیں جبھی کہ نہ ہو شرم دری | بے حجابی نے کیا انکو تکلف سے بری

بند کھولے سر بازار چلے آتے ہیں

اب ہوا جاتا ہے یہ نشۂ طاقت کافور | قافلہ شیب کا رستے میں ہے اکچھ نہیں دور
ہاتھ سے جانے نہ دو تجز کو حتی المقدور | اے جوانو نہ کرو زور جوانی پہ غرور

دن بڑھاپے کے خبردار چلے آتے ہیں

چاہنے والوں کی اک بھیڑ لگی ہے در پہ | کوئی نالاں کوئی گریاں ہے کوئی خاک بسر
کثرت ایسی کہ نکلتی نہیں آنکھوں سے نظر | کوچۂ یار بھی میدان قیامت ہے مگر

سیکڑوں طالب دیدار چلے آتے ہیں

ہے تغافل سے ستمگر کے عجب رنج و تعب | منہ کو آجاتا ہے ہر بار جگر ہائے غضب
دل سے ہونٹوں تلک آہی نہیں سکتا مطلب | درد دل کہیے کیا اوس سے کیا وصل کی شب

اشک ہمدم دم گفتار چلے آتے ہیں

مجھ بلا نوش پہ کیوں ہے یہ عتاب اے ساقی | بے پیے جاں نہ میری ہے عذاب اے ساقی
دل جگر ہو گئے جل جل کے کباب اے ساقی | قحط باراں نہیں دے جلد شراب اے ساقی

لگے ابر دہواں دہار چلے آتے ہیں

٣٠٣

رباعیات

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دشمنوں سے ہے مرے طرح ابھی سے انکار	اون کے سایہ سے بھی رہتا ہے ہمیشہ بیزار
ایسے غمخوار کو کس طرح مجھے آئے نہ پیار	پچھاڑ کھاتا ہے جو غیروں کو چھپٹ کر رشک
میں یہ کہتا ہوں مر کے شیر ترا کیا کہنا	
نہ تو کیوڑا ہے یہاں مشک نہ عنبر نہ گلاب	ہوش میں آئینگے فرمائیے کیا ہیں اسباب
دل مضطر کو سنبھالے رہیں للہ جناب	لا سکینگے نہ ذرا جلوۂ دیدار کی تاب
اثر پی موبند سے نہ آئے حضرت موسیٰ کہنا	
اون کے نزدیک تو پہلے کبھی شاعری نہ تھی	کبھی سنتے نہ تھے مضموں ہوں برے یا اچھے
ہائے رے ناز ترا ہائے غمزے تیرے	وصف رخ میں جو سنے شعر تو ہنسکر بولے
ہے غزل نور کی ہے نور کا تیرا کہنا	
بخت خفتہ کو میرے آج جگا دے یارب	میری باتوں میں اثر آج سمو لے یارب
جو کہانی میں کہوں اونکو مزا دے یارب	اور تھوڑی سی شب وصل بڑھا دے یارب
صبح نزدیک مجھے اون سے ہے کیا کیا کہنا	
شعر ایسا ہو کہ ہر وقت دے دشمن بھی نظیر	دل میں حساد کے در آئے وہ یوں جیسے تیر
مرے اوستاد یہ فرماتے ہیں کیا خوب شفیر	چستی طبع سے اوستاد کا ہے قول اخیر
ہو زمیں سست مگر چاہیئے اچھا کہنا	

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

منعم تری ثروت واثر کو دیکھا جاتے یونہیں تیرے کروفر کو دیکھا		اعوان وخدم کو زین زر کو دیکھا آتے ہوئے اقبال کو دیکھا جس طرح
	دیگر	
جتنا ہو عروج اوتنی ہی پستی ہے پُر داغ ہر اک کا جامہ ہستی ہے		دنیا ہمیں تیغ کی طرح کستی ہے ہے گرد وغبار میں بھری محفل دہر
	دیگر	
غفلت کی شراب پیکے سرشار ہوں میں نیت تو ہے پاک گو گنہگار ہوں میں		کب عکدہ دہر میں ہشیار ہوں میں ساقی ازل کا دل سے وارفتہ ہوں
	دیگر	
رکھ بند زبان کو یاں کرامت ہے یہی دنیا میں سفیر بس ولایت ہے یہی		تو نے نہ کیا دل مروت ہے یہی تو اپنے ضرر کو سود اوروں کا جان
	دیگر	
جو شکل ہے یاں وہ شکل تمثالی ہے مرنے پہ بھی کب میری جگہ خالی ہے		آئینہ دہر سے یہی حالی ہے مانند نگاہ چشم ہستی میں ہوں

۲۰۶

[illegible] عاشقوں کو [illegible] ہے
[illegible] نقش قدم زمین پر فریادی ہے

کھتی ہے صدا یہ فطرت معنی پرس
آراستہ کرتا ہے عبث خوان ہوس
بھوکوں ہی گدائی سے ہے مرنا بہتر
رخ پر عرق شرم ہے تجھکو بغیر جبیں

دیگر

کب تک لئے فریاد سے جلتا ہے جرس
یہ تھمتی نہ رہ رکتا ہے اب ایک نفس
آ پہنچا سفیر کاروان حسرت
آواز حدی وہ ہے یہ ہے شور جرس

دیگر

ہیں عرصۂ دہر میں وہی تو دل تنگ
فاسد ہے مزاج مختلف جنکے ہیں رنگ
ہم بازی شطرنج سے واقف ہیں سفیر
اک گھر میں کہیں رہتے ہیں دو دا خانگ

دیگر

سوتی ہوئی قسمت کو جگانے آئی
رستہ ہمیں جنت کا دکھانے آئی
آنکھوں سے سفیر روضہ پہ چلو
یثرب سے صبا تمکو بلانے آئی

دیگر

سمجھو نہمیں لباس کا لب ناسعلوم
یہ عیش یہ عشرت کا زمانہ معلوم
وحشتکدۂ قبر سے خالق کی پناہ
دنیا سے سفیر جا کے آنا معلوم

۲۰۸

پی جس نے شراب اوسکی کشتی ہے تباہ ‏— لاکھوں ہیں محیط ہے میں گرداب گناہ
توبہ کو کنار عافیت جان سفیر ‏— لاحول و لا قوۃ الا باللہ

دیگر

ہے فرد عمل شراب خواری سے سیاہ ‏— کاندھوں پہ جو ہیں وہ لکھتے جاتے ہیں گناہ
توبہ ہی بھلی سفیر توبہ ہی بھلی ‏— لاحول و لا قوۃ الا باللہ

دیگر

کیوں شرم گناہ سے رہوں سر بہ گلیم ‏— تا بہ قبر کیا ہے کیا نار جحیم
دونوں پہ مرے حقوق ثابت ہیں سفیر ‏— اللہ کریم ہے رسول اوس کا کریم

دیگر

دو دن کی جہاں میں جاہ و حشت کیا ہے ‏— جب آنکھ ہو بند تو دولت کیا ہے
راجہ ہے رائے ہے شہنشاہ ہے تو ‏— انصاف نہ ہو تو تیری عزت کیا ہے

دیگر

تھے یہ بھی رموز خواجہ ہر دوسرا ‏— جو چومتے تھے نواسے کا اپنے گلا
سر تاج شہیدان ہوئے سبط سفیر ‏— ہے شہ کی جگہ دیدہ و دل کیا کہنا